

برقِ آسمانی

حضرت علامہ
مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ العالی

فتنہ شیطانی

فتنہ شیطانی

فتنہ شیطانی

البرہان سلی کیسٹر

يَا اَللّٰهُ جَلِّ جَلَالَتَكَ ۝ ۹۲ ۝ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلِّ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ

تیرے اعداء میں رضا کوئی بھی منصور نہیں
بے حیا کرتے ہیں کیوں شور بیا تیرے بعد

نام نہاد مناظر اسلام ملاں یوسف رحمانی کے ایسی افتراءات
و شیطانی خرافات کا مدلل و مسکت جواب

برق آسمانی فتنہ شیطانی

اہل علم و انصاف کی خدمت میں ایک اہم پیشکش اور دعوت غور و فکر

فاتح نجدیت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی
(نما قاطع دیوبندیت)

ابرہان پبلیکیشنز لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوة والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین

وعلی آ لک واصحابک یا سید المرسلین

برق آسمانی برفتنہ شیطانی

نام کتاب

علمبردارِ مسلکِ اعلیٰ حضرت ضیغم اہلسنت علامہ

مصنف

مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ العالی

۲۰۸ صفحات

ضخامت

مکتبہ فریدیہ، جناح روڈ، ساہیوال

ناشر (طبع اول)

۲۵ صفر المظفر ۱۴۲۴ ہجری قمری / اپریل ۲۰۰۳ء

اشاعت حاضرہ

البرہان پبلیکیشنز، لاہور

ناشر

محمد سلیم جلالی قادری

زیر اہتمام

ہدیہ

﴿ ملنے کا پتہ ﴾

☆ ناظم اعلیٰ بزمِ رضویہ، ۳۷/۱۴ ادا ناگر بادامی باغ، لاہور

☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت، گنج بخش روڈ، لاہور ☆ سنی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، لاہور

☆ شبیر برادرز، اردو بازار، لاہور ☆ ضیاء القرآن پبلیکیشنز گنج بخش روڈ، لاہور

☆ مکتبہ رضویہ، آرام باغ روڈ، کراچی ☆ مکتبہ انوارِ رضا، مقام رضا، مدینہ ٹاؤن، میلسی

☆ مکتبہ اہل سنت (انجمن انوار القادریہ) برائٹ کارنر دوکان نمبر ۹ سبزی منڈی، کراچی

☆ الجامعہ نقشبندیہ بستان العلوم، کڈھالہ (مجاہد آباد)، ضلع بھمبر، آزاد کشمیر براستہ گجرات

☆ رضا اکیڈمی ۲۶/۱ کامبیکرا سٹریٹ، ممبئی نمبر ۳

فہرست

صفحہ نمبر	نام عنوان	صفحہ نمبر	نام عنوان
۳۰	غلط استدلال	۶	عرض ناشر
۳۱	فضول اعتراض	۹	انتاب
۳۲	صریح جہالت	۱۰	سبب تالیف
"	تضاد بیانی	۱۱	ارتالیس تضادات
۳۵	کذب و افترا کی انتہا	۱۲	دجل کس کا
۳۶	حاجی امداد اللہ پر افتراء	۱۳	محمد پر مقدمہ چلاؤ
۳۸	نمبہ	۱۴	شیطانی لذت
"	نمبہ	۱۵	" تکفیری افسانہ "
"	نمبہ	۱۶	غلام خاں کا تھپڑ
"	نمبہ	"	کا مگر اسی کون ؟
۳۹	نمبہ	۱۷	الزام یا عقیدت
"	سوال	۱۸	انگریزی وظیفہ
۴۰	میاں شیر محمد علیہ الرحمۃ پر افتراء	۱۹	آئینہ اخلاق
۴۸	گھر کی خبر نہیں	۲۰	کانگریس کی سند
"	بانی اسلام کا ثانی ؟	۲۱	علامہ ابوالبرکات پر افتراء
۴۹	رب العالمین	۲۲	علامہ حسرت علی علیہ الرحمہ
"	علی و یوسف علیہما السلام	۲۳	حسین احمد کانگریسی کا فتویٰ
۵۲	سید احمد ساکن رائے بریلی	"	سوال
"	پاک سنی تنظیم کے صدر	۲۴	فتویٰ پر فتویٰ
۵۳	تھانوی صاحب کے پاؤں کا غسل	"	" تہل کا تبصرہ "
"	دیوبندیوں کی نجات اخروی کا سبب ہے	۲۵	سرستید پر فتویٰ
"	خط ذخیرہ آخرت	"	انگریزوں کو تعویذ
۵۴	خواجہ خدابخش کے مرید کا عقیدہ	۲۶	نصاری کی طرفداری
۵۵	مولوی محمد یار کا عقیدہ	۲۷	معلوم ہوا
۵۹	اپنے منہ پر اپنا طالع	"	المحضرت کے فتویٰ کا سیاسی پہلو
۶۰	نمبہ	"	ماہنامہ فاران کراچی
۶۱	تضاد ثابت نہیں ہوا	۲۸	خضر حسن ایم جے
۶۲	تضاد یہ بھی ہے	"	بے بسی کا اعتراف
"	بانی مدرستہ دیوبند اور مسئلہ حاضر ناظر	"	مرفوع القلم
"	ارواحِ شگشتہ کی روایت	۲۹	فرط محبت

صفحہ نمبر	نام عنوان	صفحہ نمبر	نام عنوان
۸۶	فاطمہ جناح کا نماز جنازہ	۶۳	نبی کریم کی امامت کا افتراء
۸۷	مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ کا مکتوب	۶۴	بے ادبی و گستاخی یہ ہے
۸۸	علامہ اعظم کا فرما "عظم"	۶۵	گستاخانہ خوابوں کی فہرست
۸۸	دو بیت کا اعتراف نسب	۶۶	معاذ اللہ حضور علیہ السلام مقتدی
۸۹	تھانوی صاحب کا فتویٰ	۶۷	تخت پر وعظ اور امام الانبیاء علیہ السلام نیچے
۹۰	خیر المدارس کا فتویٰ	۶۸	معاذ اللہ قرآن پر پیشاب
۹۱	اسپنے اکابر کی خبر لو	۶۹	خانہ کعبہ کی پھت پر
۹۲	علماء بریلی کی اقتدا میں نماز کا حکم	۷۰	اللہ تعالیٰ کی گود میں ؟
۹۳	تھانوی کا فتویٰ	۷۱	حضور علیہ السلام نے اردو زبان دیوبند سے کیھی
۹۴	محمد احسن نانوتوی کا فتویٰ	۷۲	مدرسہ دیوبند اور بہشت کے چھپرے
۹۵	بانی دیوبند محمد قاسم کا فتویٰ	۷۳	معاذ اللہ تھانوی کی مریدنی سے حضور علیہ السلام
۹۶	مفتیان خیر المدارس کا فتویٰ	۷۴	کا بغل گیر ہونا۔
۹۷	علمائے دیوبند محدث اعظم پاکستان کی نماز جنازہ میں	۷۵	سیدہ فاطمہ نے سینے چٹایا
۹۸	مولوی حسین احمد کا طمانچہ	۷۶	سیدہ عائشہ صدیقہ کی شان میں مجرمانہ بکواس
۹۹	ناموں پر فتویٰ کا فراڈ	۷۷	صفیں بچانا اور تھانوی کی اقتدا میں تراویح پڑھنا
۱۰۰	دیوبندی حکیم الامت کا فتویٰ	۷۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانا پکوانا
۱۰۱	علامہ ابن نجیم اور علامہ خوارزمی کا فتویٰ	۷۹	حضور علیہ السلام گرنے سے بچا لیا
۱۰۲	رشتہ احمد گنگوہی کا عقیدہ	۸۰	حضور علیہ السلام پیچھے پیچھے
۱۰۳	دیوبندی دجل نمبر	۸۱	حضور علیہ السلام مقتدی اور مرید کے پیچھے
۱۰۴	دوسرا دیوبندی دجل	۸۲	تھانوی کلمہ اور تھانوی درود
۱۰۵	دیوبندی تاویل	۸۳	مسند حاضر ناظر پر عہارت کے ٹکٹے
۱۰۶	جواب	۸۴	حضرت سلطان ماہر علیہ الرحمۃ کے نام پر فراڈ
۱۰۷	تضاد بیانی	۸۵	کرکشن و کنسیا
۱۰۸	تیسرا دجل	۸۶	ابلیس مشرق سے مغرب ایک لمحہ میں
۱۰۹	جواب	۸۷	دیوبندی وہابی ہیں
۱۱۰	یوسف رحمانی کی امام اعظم سے ہیزاری	۸۸	"قاضی احسان احمد کا نماز جنازہ"
۱۱۱	چوتھا دیوبندی دجل	۸۹	کاغذی صاحب کا مکتوب
۱۱۲	دیوبندی تاویل	۹۰	ایوب خاں کی والدہ کی نماز جنازہ
۱۱۳	جواب	۹۱	صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کا مکتوب
۱۱۴	مفتی دیوبند کا فتویٰ	۹۲	اعتشام الحق تھانوی کا کردار
۱۱۵	پانچواں دیوبندی دجل	۹۳	جناب کوثر نیازی کی شہادت
۱۱۶	مولوی گنگارام کی تاویل	۹۴	دوسری شہادت

صفحہ نمبر	نام عنوان	صفحہ نمبر	نام عنوان
۱۴۸	سرسید کے متعلق فتویٰ	۱۱۴	جواب
"	حقہ کے متعلق فتویٰ	۱۱۶	وماغ میں دیوبند
۱۴۹	مخدومہ کوئین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۱۱۹	بے وضو نماز
۱۵۲	دیوبندیوں کی لڑکی شیعہ کے نکاح میں	"	شراب اور نماز
۱۵۳	تعزیر بنانے کی اجازت	"	روزہ توڑ دو
"	نماز جنازہ	۱۲۰	حرام مال کی دعوت
۱۵۴	مولوی رشید احمد گنگوہی	"	رنڈی کی کمانی اور حرام شہنائی
"	حضرت ابوالحسن خرقانی سے تسخیر	۱۲۱	حرام و حلال کیا لئے پھرتے ہو
۱۵۶	دوحند کا تصور	۱۲۲	ہفت اقطاب کے اشعار
۱۵۷	حضرت فیصل بن عیاض اور امام جعفر پرافتخار	۱۲۴	ہندوؤں کے اوتار نبی ولی
۱۵۸	امام شعرانی اور سیدی علی خواص کا رد	"	علامہ ابوالحسنات قادری پر فتویٰ
۱۵۹	گندہ ذہنی	۱۲۶	مولانا غلام جہانیاں کی بیعت
۱۶۱	دیوبندی حکیم الامت کا چورن	"	جسم جسم میں سما گیا
۱۶۲	بانی دیوبند کا چورن	"	مودودی پر فتویٰ کی بحث
	سیدی عبدالوہاب سیدی کبیر احمد بدوی	۱۲۸	عید میلاد پر فتویٰ کی بحث
۱۶۳	کی شان میں دریدہ دہنی	۱۲۹	عید میلاد اور اکابر دیوبند
۱۶۶	فوت زمان سیدی عبدالعزیز دباغ پرنیان طعن	"	بانی مدرسہ دیوبند و حکیم الامت دیوبند
۱۶۹	حیات نبوی کا انکار اور امام زرقانی سے تصادم	۱۳۰	حاجی امداد اللہ
۱۷۱	حکیم الامت کا چورن	"	تھانوی کا کاروباری عقیدہ
۱۷۲	قرآن مجید کی توہین	۱۳۱	گنگوہی کی ڈانٹ ڈپٹ اور تھانوی کا
"	الزام ہمیں دیتے تھے تصور اپنا نکل آیا		پدفریب جواب
۱۷۳	معراج شریف مدغلین کی بحث	۱۳۲	مسجد مدرسہ دیوبند میں میلاد
۱۷۴	آخری گذارش کا پوسٹ مارٹم	"	تحفۃ المقلدین کے نام پر دھوکہ
۱۷۶	انگریز کی معنوی اولاد	۱۳۶	رضا خانی کلمہ شریف کا افتراء
۱۷۸	اکابر دیوبند	۱۳۷	حقیقت حال کی وضاحت
۱۸۰	چیلنج	۱۳۸	گھر کی شہادت
"	استادوں کی تقریظ	۱۳۹	سرفراز گکھڑوی کی شہادت
۱۸۱	جھوٹا شاگرد جھوٹا استاد	۱۴۰	رضا خانی درود شریف
۱۸۳	مولانا غلام خاں صاحب کا فتویٰ	۱۴۱	آخری وصیت
۱۸۴	الوداعی معروضات	۱۴۲	اپنے کذاب ہونے کا اقرار
۱۸۷	مصنف سیف رحمانی اپنے بزرگوار کی نظر میں	۱۴۶	حضرت حسین بن منصور پرافتخار
		۱۴۷	اپنے گمنام کافر

عرضِ ناشر

ہرگز نیرد آنکہ دش زنده شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام است

اس وقت عالم اسلام کو ایک مکمل اتحاد اور پاکستان کو بالخصوص قومی یکجہتی کی شدید ضرورت
واشد حاجت ہے اس لئے کہ عدم اتحاد کے باعث عالم اسلام کو متعدد سنگین مسائل و مشکلات کا
سامنا ہے اور یہود و منہود برسرِ پیکار ہیں۔ مسئلہ فلسطین و کشمیر وغیرہ ہر دردمند باغیرت مسلمان
کے لئے ایک چیلنج ہے ایسے نازک دور میں چاہیئے تو یہ تھا اسلام کے پیروکار اور مسلمانوں کے
دعویٰ دار اپنی جملہ مساعی عالم اسلام کے اتحاد کے لئے وقف کر دیتے اور ہمارے اربابِ قلم
عالم اسلام کے اتحاد و اپنے مسائل کے حل اور ان کی ضرورت و اہمیت کے موضوع پر لکھتے
اور برادر اسلامی ممالک میں بولی جانے والی زبانوں میں ایک دوسرے کی تصانیف و تالیفات
کے ترجمے ہوتے لیکن گزشتہ چند سالوں سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند میں سرکار
برٹش کے قدیم وفادار علماء کا گروہ متحدہ ہند میں کانگریس کی ذیلی تنظیم جمعیت العلماء ہند کے
قدیم و جدید والبتگان نئے رنگ و روپ میں اختلاف و انتشار کو اپنا شعار بنائے ہوئے
ہیں مغربی و فرنگی تہذیب کا سیلاب تیزی سے نئی نسل کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے لیکن
افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ صدر ولویہ حسین احمد کی معنوی اولاد جنہوں نے کبھی پاکستان
کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ یہاں قرآن و سنت کی بجائے ”تقویت الایمان“ کے قوانین کے نفاذ
و تبلیغ کے لئے جہد مسلسل کر رہی ہے۔ قومی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے بکثرت کتب و
رسائل شائع کئے جا رہے ہیں اور نظریہ پاکستان کے حامل علماء کو بدنام کرنے کے لئے الزامات
کی بوچھاڑ کی جا رہی ہے علماء اہل سنت کی عظیم خدمات تحریک پاکستان کا ایک روشن باب

ہیں برصغیر پاک و ہند میں دو قومی نظریہ کے اولین معماروں (علماء اہل سنت) کے خلاف الزام تراشی پاکستان کے بنیادی نظریہ پر ایک ضرب ہے اس لئے ہم نہ صرف اپنے ملک کے دفاع بلکہ قومی اتحاد اور نظریہ پاکستان کی بنیاد کے تحفظ کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس وقت ایک ایسی کتاب کا جواب پیش کر رہے ہیں جس میں نہایت بے ہودگی کے ساتھ اکابر علماء اہل سنت پر جی بھر کر الزام تراشی کی گئی تھی اور ملک کے طول و عرض سے اس پر مغالطہ کتاب کے جواب کے لئے مسلسل اصرار ہو رہا تھا۔

ہم اپنے محترم فاضل مصنف مولانا محمد حسن علی صاحب قادری رضوی بریلوی مدظلہ کے نہایت شکر گزار ہیں جنہوں نے نہایت دیانتداری کے ساتھ حقائق کو منظر عام پر لانے میں ایک ذمہ دار مصنف کا کردار ادا کیا، اور اس کتاب کا تحقیقی تجزیہ کرتے ہوئے مدلل و مسکت جواب دیئے اور اپنا یہ گراں قدر شاہکار مکتبہ فریدیہ ساہیوال کو عنایت فرمایا۔

ہم محدث نعمت کے طور پر یہ بات کہنے میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ مولیٰ تعالیٰ نے مولانا موصوف مصنف کتاب ہذا کو رد و ہابیہ دیا بندہ کا جو ملکہ تام نبشاً ہے اور وہابیت کے نشیب و فراز سے جس طرح انہیں آگاہی ہے وہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت الامام احمد رضا خاں صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز اور مصنف کے مرشد برحق شیخ طریقت حضرت شیخ الحدیث مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قبلہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ المنان کا روحانی فیض اور خاص نگاہ کرم ہے۔

وہابیت نے مختلف ادوار میں نئے رنگ بدلے اور حسین سے حسین تر سائین بورڈ سجائے اور مخلوق خدا کو گمراہ کرنے کے لئے جلسازیوں کے جال پھیلانے۔ وہابیت کبھی نجد میں روپ میں ظاہر ہوئی، تو کبھی حنفیت کا رنگ اختیار کیا۔ کبھی غیر مقلدیت کا روپ دھار تو کبھی مودودیت کا مکھڑا اپنایا۔ مسلمانان برصغیر کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے اور مسلمانوں کو ٹکڑیوں میں بانٹنے کے لئے جمعیت العلماء ہند، جمعیت العلماء اسلام۔ اور پھر

جمعیت العلماء اسلام کے مختلف دھڑے جمعیت العلماء اسلام ہزاروی گروپ۔ جمعیت العلماء اسلام تھانوی گروپ۔ جمعیت العلماء اسلام محمود گروپ۔ جمعیت العلماء اسلام حقیقی تانمی گروپ وغیرہ وغیرہ اور احرار اسلام مجلس تحفظ ختم نبوت تنظیم اہل سنت اور تبلیغی جماعت اس سے علاوہ ہیں۔ ایک اقلیتی فرقہ کی اس قدر جماعتوں کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ جس طرح بھی ہو مسلمانوں کو اپنے سچے دین قدیم مذہب اہل سنت و جماعت برگشتہ کر کے وہابیت کی طرف مائل کیا جائے اس لئے زہر کو مختلف رنگوں کی مختلف بوتلوں میں مختلف لیبلوں سے پیش کیا گیا۔ ایک ہی فرقہ کی اتنی جماعتوں کا بیک وقت پروان چڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ سرکار برٹش کا ان پر خاص کرم رہا ہے جیسا کہ ان کی کتب سے ظاہر ہے۔

مسلمانانِ پاکستان کی اجتماعی قوت کو منتشر کرنے اور قومی اتحاد میں رخنہ ڈالنے کے لئے عال ہی میں ”سیفِ رحمانی“ کا بم بھی پھینکا گیا۔ اور حیرت ہے کہ وہابیت کے پاکستانی مرکز ربوہ کی ”ر“ کے رفیق رائے ونڈ میں بظاہر صلح کی تبلیغی وہابیوں نے اپنے حالیہ سالانہ اجتماع کے موقع پر اس کتاب کی اشاعت کا خاطر خواہ انتظام کیا رائے ونڈ میں سالانہ اجتماع کے موقع پر جگہ جگہ اس کی اشاعت کیلئے اشال لگائے اور مبلغین کی جو ٹکڑیاں ملک کے مختلف حصوں میں وہابیت کا بیج بونتی پھر رہی ہیں ان کو بطور خاص ”سیفِ رحمانی“ دی گئی اسیلئے ہمیں واقف اسرار در موز وہابیت کاشف کو الف دیوبندیت مجاہد المسنت مولانا محمد حسن علی صابر ضوی بریلوی مدظلہ کا یہ مدلل و مسکت تحقیقی جواب شائع کرنا پڑا اور انشاء اللہ العزیز یہ جواب اس دور میں چھپنے والی بہت سی دیوبندی وہابی کتب کو محیط ہوگا۔ مولیٰ تبارک تعالیٰ حق پر استقامت بخشے اور ضد و عناد سے بچائے اور اعداء دین کو شر سے خیر کی طرف لائے قومی اتحاد کا خواب درخشندہ تعبیر ہو۔ آمین

فقیر ابوالعطاء حافظ نعمت علی حشمتی میالوی
مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

انتساب

دنیاۓ سلام کے اُس بطلِ جلیل کے نام

جس نے مسلمانانِ برصغیر کو ایسی توحید کے فرزندوں کے نام نہاد
فتاویٰ کفر و شرک سے نجات دلا کر حقیقی ایمان و اسلام کی عداوت ادب
عشق رسالت سے آشنا کیا۔

جن کی تاریخ ساز و ناقابلِ فراموش عظیم خدمات دینیہ کے باعث
ہزاروں مدارس دینیہ و مشائخِ کرام کے آستانہ جات آباد ہیں جن کو عرب و
عجم میں ضیاء الدین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور شرق و غرب کے
علماء و مشائخِ امام اہل سنت مجددِ دین و ملت اعلیٰ حضرت مولانا شاہِ امام
احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آداب و القاب اور
کیف و سرور سے بھرپور نامِ گرامی سے یاد کرتے ہیں

جن کی ضرباتِ قاہرہ سے برٹشی و کانگریسی علماء تڑپ اور ہلک
رہے ہیں اور تاقیامِ قیامت سسکتے رہیں گے۔ اور یہ کہنا حق ہے

سے گردنوں پر دشمنانِ دین کی
تیرا خنجر چل گیا احمد رضا

محمد حسن علی رضوی بریلوی خادمِ حنفیہ غوثیہ الوارِ رضا ہلسی

سبب تالیف

اس دور میں شری پسندی و فتنہ پروری سستی شہرت حاصل کرنے کا ایک اچھا ذریعہ ہے جو بھی دو ٹوکے کاٹلاں اپنی دوکان چمکانا چاہتا ہے کوئی شرانگیز و پُرفتن کتابچہ لکھ مارتا ہے اور پھر نظریہ پاکستان کے اُن باغی علماء کا تو کہنا ہی کیا جن کی جڑیں کانگریس کے مرکز اور نظریہ پاکستان کے مخالفین کے گرد مدرسہ دیوبند میں ہیں اور شاخیں پاکستان تک پھیلی ہوئی ہیں یہ اہل پاکستان کی بد قسمتی کہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہنے والے حسین احمد اچودھیا ہاشمی کی معنوی اولاد آج پاکستان میں بے شرمی و ہٹ دھرمی سے اس کانگریسی ایجنٹ کو شیخ العرب والعم منوانا چاہتی ہے اور سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے علماء ربانین جو برصغیر میں دو قومی نظریہ کے اولین معمار ہیں اُن کی ذوات قدسیہ پر رکیک و ذلیل حملے ہوتے ہیں۔ گزشتہ دنوں ”دھماکہ“ ”سیف حقانی“ ”سوانح اعلیٰ حضرت“ ”سیف رحمانی“ جیسی متعدد شرانگیز کتب اس کانگریسی ٹولہ کی طرف سے شائع ہوئیں۔ تعجب و حیرت ہے کہ حکومت نے بھی ان کانگریسی کٹھ پتلیوں کے منہ میں لگام نہ دیا۔

اس لئے مجبوراً ہمیں قلم اٹھا کر اس شیطانی فتنہ کی اعتقادی مذہبی و سیاسی بد اعمالیوں کا ظلم توڑنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ اہل پاکستان کو ہر فتنہ و شر سے نجات دے اور اندرونی و بیرونی سازشوں سے مملکت خداداد پاکستان کو دائمی وابدی تحفظ عطا فرمائے۔ آمین

محمد حسن علی رضوی بریلوی

مہتمم مدرسہ النوار رضامیلی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ وَعَلَى آلِهِ أَصْحَابِهِ جَمْعِينَ

حرفِ اوّل دیوبندی وہابی جہالت کی ایک نئی دستاویز ”سیفِ رحمانی علیٰ عنقِ رضا خانی“ کے نام سے منظرِ عام پر آئی ہے۔ جو کسی مولوی یوسف رحمانی کا جہالتِ انروز ”تحقیقی شاہکار“ ہے۔ اس کے رد میں زیرِ نظر رسالہ تحریر کرنے کی چنداں ضرورت تو نہ تھی لیکن چونکہ ”سیفِ شیطانی“ نام نہاد ”سیفِ رحمانی“ کے آخر میں مولوی محمد شریف کشمیری صدر مدرس و شیخ الحدیث مدرسہ خیر المدارس طتان اور مشہور دیوبندی مبلغ و مناظر اور بزمِ خود شیخ القرآن مولوی غلام خاں راولپنڈی کی تقریظ ہے۔ اور صناعہ کے مقدمہ میں جاہل و مجہول مصنف نے اعتراف کیا ہے کہ اس کا یہ کتابچہ اس کے ”استاذِ مکرم حضرت مولانا محمد عبدالستار صاحب لاہور کی نظرِ شفقت اور حوصلہ انزائی“ سے معرضِ وجود میں آیا ہے ورنہ مجھ (یوسف رحمانی) جیسے بضاعتِ انسان کیا کر سکتا تھا۔“

لہذا اس کتابچہ کی تمام تر یا زیادہ تر ذمہ داری مولوی محمد شریف و مولوی غلام خاں اور مولوی عبدالستار صاحب لاہور پر پڑتی ہے۔ اسی لئے ہم اس کے جواب کے لئے قلم اٹھا کر دیوبندی جہالت و حماقت اور پیشہ وارانہ خیانت کا رازِ طشتِ اذہام کر رہے ہیں۔ ورنہ ہم نہیں جانتے مولوی یوسف رحمانی کون ہے اور کیا ہے۔

”سیفِ شیطانی“ کے نام نہاد مصنف نے اپنے آبائی و طیرہ کو اپناتے ہوئے نہ صرف الزام تراشیوں بہتان طرازیوں بے ٹکی بے ڈھنگی خرافات کا ارتکاب کیا ہے بلکہ شدید ترین لفظی و معنوی تحریف کا ارتکاب بھی کیا ہے۔ حدیث کہ اردو الفاظ کے استعمال کا شعور اور تمیز بھی اس جاہل مطلق کو نہیں ہے۔

رسالہ ”تکفیری افسانہ“ کے نعرہ حق کی گونج سے دیوبند و نجد لرزہ براتمام ہیں۔ یہ رسالہ ۱۹۶۱ء سے آج تک متعدد بار ہزاروں کی تعداد میں شائع ہوا۔ ایک ایک شہر میں ہزار ہزار کاپیاں تک گسیں۔ عوام و خواص میں مقبول ہوا۔

الغرض اہلِ نظر و اربابِ بصیرت معترف ہیں کہ اس کتابچہ ”اکابر دیوبند کے تکفیری افسانہ“ نے دیوبندیوں کو کہیں راہ فرار نہ چھوڑی۔ اہلِ علم و سنجیدہ طبقہ میں یہ رسالہ جس قدر مقبول ہوا۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ ماہنامہ ”نوری“ نے ”بریلی شریف و ماہنامہ ”المحضرت“ بریلی شریف اور ”سائلک“ راولپنڈی۔ ”رضوان“ و ”سوادِ اعظم“ لاہور جیسے معروف رسائل و جرائد نے اس کے مدلل مضامین کو قسط وار

شائع کیا۔ اور متعدد اکابر و اصغر دیوبند کو بذریعہ رجسٹری یہ رسالہ ارسال کیا گیا اور پیہم جواب کا مطالبہ کیا گیا۔ لیکن ۱۹۶۱ء سے آج ۱۹۶۶ء تک یہ رسالہ لا جواب ہے اور انشاء اللہ العزیز تا قیام قیامت لا جواب رہے گا۔ کیونکہ ۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدد کے سینہ میں غار ہے
کیسے چارہ جوئی کا دار ہے یہ وار وار سے پار ہے

۴۸ تضادات | یوسف رحمانی کا نام نہاد جواب اس کی نادانی اور بے ایمانی پر دلالت کرتا ہے اہل نظر سے یہ حقیقت مخفی نہیں اور جن لوگوں نے تکفیری افسانہ کو ملاحظہ کیا ہے وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ۴۸ صفحات کے اس مختصر رسالہ میں تقریباً ۴۸ بند ہیں جن میں دیوبندی دہائی اکابر کی کتب سے بلا تبصرہ و تصرف نہ صرف ۴۸ تضادات بلکہ ۴۸ کفریات ثابت کئے گئے ہیں۔ ہر عقیدہ و فتویٰ کا مستند حوالہ نقل کیا گیا ہے۔ ”سیف شیطانی“ اس کا برائے نام بھی جواب نہیں بلکہ تکفیری افسانہ کی حقانیت و صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مولوی یوسف رحمانی نے مصنف و مناظر بننے کے شوق میں اپنی دیوبندیت کی ننھی سی جان پر چھری پھیر دی۔ مولوی یوسف رحمانی کا اپنے رسالہ کو ”تکفیری افسانہ“ کا جواب کہنا اس کی بے شرمی اور ہٹ دھرمی اور اپنی دیوبندی قوم کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔

یوسف رحمانی کی بے بسی و بے کسی تو یہیں سے آشکار ہے کہ اس نے تکفیری افسانہ میں اہل دیوبند کے تقریباً ۴۸ تضادات و کفریات میں سے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر صرف پانچ بندوں کا جواب دینے کی کوشش کی ہے اور صرف ایک بند پر اپنے مخصوص خرافاتی انداز میں جاہلانہ تبصرہ کیا ہے۔ اب اور کوئی نہیں خود مصنف ”سیف شیطانی“ کے مؤیدین مولوی محمد شریف کشمیری۔ مولوی غلام خاں۔ مولوی عبدالستار۔ خود بتائیں کہ کیا ص ۶۳ تا ص ۶۷ بعنوان ملاں محمد حسن علی الرضوی کا دجل۔ دوسرا دجل۔ تیسرا دجل۔ چوتھا دجل۔ پانچواں دجل لکھ دینے سے تکفیری افسانہ کا جواب ہو گیا اور پھیل کا وہ کانا جو دیوبندیت کے گلے میں پندرہ سولہ سال سے پھنسا ہوا تھا باہر آ گیا؟ مصنف ”سیف شیطانی“ کو حق تھا کہ جس طرح ہم نے دیوبندی تضادات سے ان کے کفریات ثابت کئے۔ اسی طرح وہ بھی ہمارے اکابر کے تضادات ثابت کرتا۔ لیکن دہانت کا تقاضا یہ تھا کہ پہلے وہ اپنے اکابر پر سے کفر و تضاد کا بوجھ اٹھاتا اور برائے نام پانچ نہیں بلکہ ایک ایک کر کے ہمارے جملہ ۴۸ دلائل کا جواب دیتا۔ بقائی ہوش دھواس کون ہے وہ جو سیف رحمانی کو تکفیری افسانہ کا جواب تسلیم کرے گا۔

دجل کس کا | پھر اس میں فقیر کا کیا قصور ہے جو ہمارے ذمہ دجل کی سُرخیاں لگا کر اپنی خبیث روح کو تسکین پہنچائی۔ فقیر راقم الحروف تو صرف ناقل ہے۔ مہارت کی نقل میں میرا پنا ذاتی کوئی دخل یا تعارف نہیں اگر مصنف ”سیف شیطانی“ کو یہ پانچ دجل معلوم ہوئے ہیں تو یہ اس کے اپنے ہی اکابر کے دجل ہیں جنہوں نے ایسی ہیرا پھیری کی ہے۔ کہیں کچھ اور کہیں کچھ لکھ مارا ہے۔ اور جن پانچ بندوں کا نام نہاد جواب دیا گیا وہ ہمیں نہیں اپنے اکابر کو دیا گیا ہمیں نہیں ان کو جھٹلایا گیا ہم تو صرف ناقل ہیں۔ ہمیں مکفر اعظم یا ہماری نقل کو دجل کہنے کا سوال تو جب پیدا ہوتا جب ہم نے خود اپنی طرف سے کوئی کفر کا فتویٰ دیا ہوتا۔ مکفر و دجال اگر کوئی ہے تو اس کے اپنے اکابر ہیں اور ہم تو پہلے لکھ چکے تھے کہ

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا

جو کچھ کیا وہ تم نے کیا ہے خطا ہوں میں

اعلیٰ حضرت۔ سے بغض کیوں؟ | نیز تکفیری افسانہ کا مرتب تو فقیر راقم الحروف ہے۔ امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت

ممدوح علماء عرب و عجم مولانا امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر علماء و مشائخ اہل سنت کے خلاف خرافات و بدذبانی کا مظاہرہ کرنے کا کیا مقصد؟ کیا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا یہی قصور ہے کہ آپ نے شان الوہیت و عظمت رسالت کا تحفظ فرمایا اور دیوبندیوں کے عقائد بد و باطل اور شدید ترین گستاخوں کے خلاف کلمہ حق بلند فرما کر بارگاہ رب العزت و دربار رسالت کا ادب سکھایا۔

بتایا جائے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا کیا جرم ہے کہ بندگانِ دیوبند ایک عاشق صادق، عالم ربانی و مخلص رہنمائے ملت کے خلاف بازاری انداز میں دروغ گوئی و بدذبانی کا مظاہرہ کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کرتے ہیں۔ کیا ایسی بازاری خرافات و کذب بیانیوں و شنام طرازیوں سے رضا کے نیزہ کی مار کا جواب ہو جائے گا؟ کیا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ضرباتِ قاہرہ کے زخم ٹکے پڑ جائیں گے؟ امام اہل سنت نے جن جن گستاخوں بد مذہبوں کے عقائدِ باطلہ و نظریاتِ فاسدہ کا دامن چاک کیا ہے اس کی پیوند کاری ہو سکے گی؟

اظہارِ اختلاف علمی سطح پر متانت و سنجیدگی سے بھی ہو سکتا ہے مگر جن کے پاس دلائل کی قوت نہ ہو ان کا زیادہ تر انحصار بوکھلاہٹ و فلیظ اندازِ گفتگو پر ہی ہوتا ہے جس کا ”سیف شیطانی“ ایک واضح ثبوت ہے۔

مجھ پر مقدمہ چلاؤ | ہم اکابر و اصغر دیوبند کو ڈنکے کی چوٹ پہنچا کر رہے ہیں۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان کے اکابر کی عبارات میں کاٹ چھانٹ یا کتر۔ یونٹ کی سہ یا بے موقع

و بے محل نقل کی ہیں۔ یا اس نوع کی کوئی اور جعل سازی کی ہے تو وہ ہم پر مقدمہ چلائیں اور ہم سے ثبوت لیں۔ محض ”بجواب تکفیری افسانہ“ لکھ دینے سے جواب نہیں ہو جاتا۔

مبلغ علم | ہر ذی علم و باشعور اور ہوشمند قاری جو ”سیف شیطانی“ کو ملاحظہ کرے گا وہ لازماً اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ ذیل کتاب محض سستی شہرت حاصل کرنے اور دیوبندیت میں اپنی دوکان

چمکانے کے لئے پاگل پن کے عالم میں جہالت و حماقت کے جنوں کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ جس کی نہ ترتیب صحیح ہے نہ الفاظ و محاورات کی بندش درست ہے۔ اور نام نہاد دلائل کا زیادہ تر دار و مدار ہفت روزہ ”چٹان“ اور ہفت روزہ پاکستان کے پرنسپل نے حوالوں پر ہے جن کی اسی زمانہ میں تردید ہوتی رہتی تھی۔

نام نہاد یوسف رحمانی کے علم و تحقیق کا بھانڈا تو اسی سے پھوٹ جاتا ہے کہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کے ایک فتویٰ کا حوالہ ارشاد الطالبین ص ۲ سے نقل کرتے وقت لکھتا ہے ”منقول از چٹان“ ۱۱ مارچ ۱۹۶۳ء۔ یہ ہے دیوبندی نام نہاد مناظر اسلام کی استعداد و قابلیت کہ وہ کسی مسئلہ کے حوالہ و ثبوت کے لئے بھی ”چٹان“ جیسے عامی ہفت روزہ کا محتاج ہے۔ ارشاد الطالبین سے براہ راست حوالہ نقل کرنا اس کے بس کا روگ نہیں۔

تسمیہ کی بات | اور اندھے پن کا یہ عالم ہے کہ باوجود اس کے کہ ”اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ“ کے مائیکل کے صفحہ پر چاند میں واضح طور پر اللہ اکبر لکھا ہے اور صفحہ اول پر ابتداء

۹۲ اور آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَسْوَ اَعْلَیْنَ مِنْ اَنْ تَذَرَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ سے کی گئی ہے لیکن نام نہاد رحمانی اپنی ”سیف شیطانی“ کے ص ۱ کے مقدمہ کے تحت لکھتا ہے تکفیری افسانہ کے ابتداء میں نہ تسمیہ ہے اور نہ ہی حمد و صلوٰۃ حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو کام بسم اللہ یا الحمد للہ کے بغیر شروع کیا جائے وہ بے برکت اور خسارے میں ڈالتا ہے بلکہ شیطان اس میں شریک ہوتا ہے۔ اندھے کذاب کو نہ ۹۲ (بسم اللہ الرحمن الرحیم) نظر آئی اور نہ آیت کریمہ۔ یہ ہے اندھے رشید کا حق نیابت کہ کچھ نہیں سو جھٹتا ہے۔

بے حیادوں کا گلہ کیا ان کو دن بھی رات ہے
جان کے بنتے ہیں گنگوہی یہ کیسی بات ہے
یہ صحیح ہے کہ جس کام میں بسم اللہ شریف نہ پڑھی جائے۔ شیطان شامل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔

کہ دیوبندی شیخ القرآن ملاں غلام خاں نے اپنی تقریظ ص ۱۲ کی ابتداء میں کہیں بسم اللہ نہیں لکھی اور یقیناً ان کی تقریظ میں شیطان شریک ہے اور کیوں نہ ہو وہی ان کا حقیقی رہنما ہے اور شیخ نجدی کا لغوی معنی بھی شیطان ہے۔ ملاحظہ ہو فیروز اللغات اور شیخ نجدی محمد بن عبدالوہاب امام الوہابیہ رشید گنگوہی کے نزدیک عامل بالحدیث ہے اور اس کے عقائد عمدہ ہیں (فتاویٰ رشیدیہ)۔

یاد رہے جس طرح شیطان بغیر بسم اللہ کے ہر کام میں شریک ہو جاتا ہے اور یہ بات **شیطانی لذت** حدیث شریف سے ثابت ہے اسی طرح یہ بات بھی حدیث شریف سے ثابت ہے کہ جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو شیطان اس کے لبوں پر شہد لگا دیتا ہے اور وہ جھوٹ بولنے میں لذت محسوس کرتا ہے۔ مصنف ”سیف شیطانی“ نے یہ جھوٹ بولا اور سینہ زوری کے ساتھ ہم پر افتراء کیا کہ ہم نے تکفیری افسانہ کی ابتداء میں بسم اللہ شریف نہیں لکھی حالانکہ بسم اللہ موجود ہے اور نایاں طور پر لکھا ہوا ہے۔

جب مصنف ”سیف شیطانی“ نے جھوٹ بولا کہ ہم نے بسم اللہ نہیں لکھی تو شیطان نے اس کے لبوں پر شہد لگایا اور پھر یہ جھوٹ پر جھوٹ بولتا چلا گیا جن کی نقاب کشائی انشاء اللہ العزیز آئندہ اوراق میں مفصل ہوگی۔

مکفر کون | ارباب بصیرت سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ ”اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ“ کی اشاعت کا مقصد ہی صرف یہ تھا کہ علمائے اہل سنت پر سے اس ناپاک الزام کا دفع کیا جائے کہ وہ معاذ اللہ بات بات پر بلا وجہ مسلمانوں کو کافر بناتے ہیں اور تکفیر کا شغل رکھتے ہیں۔ حالانکہ جلنے کی حد تک سب جلتے ہیں اور اہل علم سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ علماء اہل سنت بلا وجہ اور بات بات پر کسی کی تکفیر نہیں فرماتے اور اس باب میں شرعی ضابطوں کو مکمل طور پر مد نظر رکھتے ہیں۔ اگر کوئی توہین نہ کرے تو تکفیر کا سوال ہی پیدا نہ ہو مگر دنیا جانتی ہے کہ اہل دیوبند نے تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ حفظ الایمان ”فتاویٰ رشیدیہ“ تقویت الایمان۔ صراط مستقیم جیسی گستاخانہ و رسوا د زمانہ ناپاک کتب شائع کیں جن میں اللہ عزوجل اور انبیاء رسل علیہم السلام خصوصاً سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ارفع میں جی بھر کر گستاخیاں۔ بے ادبیاں کیں تو علماء اہل سنت نے ایسے عقائد باطلہ کو کفر بتایا۔ اگر اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی شان میں توہین و تنقیض بھی کفر نہیں تو پھر آخر کفر کس چیز کا نام ہے؟ ہم نے تکفیری افسانہ میں بحوالہ کتب دیا بنہ یہ ثابت کیا کہ جن عقائد و نظریات کو علماء اہل سنت کفر قرار دیتے ہیں وہ کسی نہ کسی طرح خود اکابر دیوبند کے قلم سے بھی کفر ثابت ہوتے ہیں نیز دیوبندی

علماء تکفیر کا ایسا پُر جوش مشغلہ اختیار کئے ہوئے ہیں کہ وہ اپنوں کو بھی مُعاف نہیں کرتے انہیں حکم کفر لگانے میں کوئی باک نہیں بات بات پر کفر و شرک کے فتاویٰ صادر کرنا آپ کے اپنے اکابر کا پیشہ ہے کفر کی مشین بریلی شریف نہیں دیوبند میں لگی ہوئی ہے۔

”تکفیری افسانہ“ | تو آپ کے اپنے اکابر کے فتاویٰ کفر و شرک و ارتداد کا مجموعہ ہے اس میں ہمارا کوئی تصور نہیں اس مجموعہ میں مصنف ”تکفیری افسانہ“ یا میرے حضور امام اہل سنت

مجدد دین دلت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی فتویٰ یا عبارت نہیں ہے۔ ہم نے ”تکفیری افسانہ“ کے مصنف پر عام چیلنج بھی کیا تھا کہ حوالہ غلط یا حوالوں میں کتر بیونت ثابت کرنے والے کو

مبلغ پانچ صزر دبیہ انعام دیا جائے گا۔ عدم ادائیگی کی صورت میں یہ ۵۰۰ روپیہ بذریعہ عدالت مقدمہ کر کے بھی وصول کیا جاسکتا ہے۔ لیکن مصنف ”سیف شیطانی“ یوسف رحمانی غلام خانی میں حوالہ غلط

ثابت کرنے یا جوڑ توڑ ثابت کرنے کی تو جرات نہ ہوئی اور نہایت بے شرمی دھٹ دھری سے مصنف پر لکھ دیا کہ ”چند مہینے ہوئے سیسی کے بریلویوں کی طرف سے ایک پمفلٹ مسمیٰ بہ ”اکابر دیوبند کا تکفیری

افسانہ“ شائع ہوا۔ اور نظر سے گزرا جس میں علماء دیوبند اہل سنت و الجماعت کو کفر کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ حالانکہ ہم نے اپنی طرف سے قطعاً کوئی کفر کا فتویٰ تکفیری افسانہ میں شائع نہیں کیا محولہ بلا عبادت

سے یہ بھی ثابت ہوا۔ دیوبندی وہابی جھوٹ بولنے میں خصوصی ٹریننگ رکھتے ہیں۔ تکفیری افسانہ کم و بیش پندرہ سولہ سال سے چھپ رہا ہے۔ یہ کہتا ہے چند مہینے ہوئے ہیں۔

غلام خاں کا تھپیڑ | مگر اس کے ساتھ ہی اس کا استاد ملاں غلام خاں اپنی ص ۱۱۲ کی تقریظ میں اس کے منہ پر زناٹے دار تھپیڑ لگاتا ہے کہ ”مجھے جمادی الاولیٰ ۱۳۸۸ھ

میں لودھراں کی تحصیل بفرض تبلیغ عارضی کا اتفاق ہوا تو اکابرین علماء دیوبند کے خلاف ایک رسالہ محمد حسن علی کی سلسلی کے چند مقامات دیکھنے کا موقع ملا۔“.....

جھوٹا نوٹ | اب ملاں غلام خاں راولپنڈی کی تقریظ کو دیکھا جائے تو کہتی ہے ”تکفیری افسانہ“ ۱۳۸۸ھ سے ان کے علم میں ہے لیکن مصنف ”سیف شیطانی“ اپنے آبائی پیشہ کے

مطابق دیدہ دلیری سے جھوٹ بولتا اور حقیقت پر پردہ ڈالتا ہوا لکھتا ہے کہ ”چند مہینے ہوئے تکفیری افسانہ شائع ہوا ہے“ ثابت ہوا۔ ان دونوں میں ایک جھوٹا ضرور ہے۔ اور یہ جھوٹ پر جھوٹ کیوں بولا ہوا

ہے وجہ صرف یہ جیسا کہ ہم چند ورق پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ”حدیث شریف“ میں ہے ”جب آدمی جھوٹ بولتا ہے تو شیطان اس کے لبوں پر شہد لگا دیتا ہے اور وہ جھوٹ بولنے میں لذت محسوس کرتا ہے“

تو مصنف ”سیف شیطانی“ نے ہم ”پرتکیزی انسانہ“ کی ابتداء میں بسم اللہ شریف نہ لکھنے کا بہتان باندھ کر جھوٹ بولا شیطان نے اس کے اور اس کے شیخ القرآن کے لبوں پر شہد گایا اور اب یہ جھوٹ پر جھوٹ بول رہا ہے۔ اہم ثابت کریں گے کتاب کے خاتمہ تک دیدہ دلیری اور سینہ زدوری سے جھوٹ بولے گا اور یہ جھوٹ کیوں نہ بولے۔ ان کے مذہب نامہ مذہب میں تو معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے۔
 ”فتاویٰ رشیدیہ“ و ”براہین قاطعہ“۔

کانگریسی کون؟ | کلنے کو کا نا کہا جائے تو وہ چڑھتا ہے حقیقت کا منہ چڑانا دیوبندی ملاؤں کی قدیم روایات میں سے ایک روایت ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بھی جانتا ہے کہ مولوی ابوالکلام آزاد دیوبندی (سابق وزیر تعلیم بھارت)۔ مولوی حسین احمد کانگریسی مدنی صدر مدرس دیوبند۔ مفتی کفایت اللہ دہلوی۔ امیر شریعت دیوبند یہ عطاء اللہ بخاری۔ مولوی حبیب الرحمن لدھیانوی۔ مولوی حفظ الرحمن سیوہاروی وغیرہم کانگریس کے ایجنٹ ہندوؤں کے در یوزہ گر و دست نگر تھے۔ مدرسہ دیوبند کانگریس کا گڑھ اور نظریہ پاکستان کے مخالفین کا مرکز تھا۔ یہ دعویٰ ایک ایسی حقیقت ہے جو کسی دلیل کا محتاج نہیں۔ اس بات کا واضح ثبوت دیوبندی شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد عثمانی کے ”خطبات عثمانی“ مکالمۃ الصدرین اور دیوبندی شاعر و صحافی مولوی ظفر علی ایڈیٹرز مسیندار لاہور کے ”چینستان“ سے بھی ہو سکتا ہے۔

محمود الحسن کی جے | حد یہ کہ خود دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے ”الانفاضات الیومیہ“ ج ۶ ص ۲۵۵ میں لکھا کہ ”جس وقت حضرت مولانا محمود الحسن کا موٹر چلا تو ایک دم اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا۔ اور اس کے بعد گاندھی جی کی جے“۔ مولوی محمود الحسن کی جے کے نعرے بلند ہوئے اور امیر شریعت دیوبند یہ عطاء اللہ بخاری احراری نے تو دنیا ج پور جیل میں اپنا نام پنڈت کرپارام برہمچاری رکھ لیا تھا۔ ملاحظہ ہو کتاب ”عطاء اللہ بخاری“ ص ۷۳

مولوی ظفر علی خاں | ایڈیٹرز مسیندار ”چینستان“ ص ۱۹۷ پر صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی مدنی اجمودھیا باشی کے متعلق لکھتے ہیں ۔

حسین احمد سے کہتے ہیں خنزف دینے سے مدینے کے
 کہ لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر

اور دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ بخاری اور کانگریس کی ذیلی تنظیم احرار پارٹی

کے متعلق لکھتے ہیں :-

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائی اسلام کا احسار سے ہے
پابنچ لگوں کا ہے پابند شریعت کا امیر
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے

”چمنستان“ ص ۴

الزام یا حقیقت | ان واضح اور ناقابل تردید حقائق کے باوجود ملاں یوسف رحمانی آنکھوں پر بے شرمی کی پٹی باندھ کر نہایت ڈھٹائی سے ”سیف شیطانی“ ص ۱۲ پر لکھتا ہے ”علامہ دیوبند پر کانگریسی ہونے کا الزام“ گویا یہ الزام ہے حقیقت نہیں۔

چاہیے تو یہ تھا کہ ملاں یوسف رحمانی دیوبندی اکابر کے کانگریس کے ایجنٹ اور نظریہ پاکستان کے مخالف نہ ہونے کا ثبوت پیش کرتا لیکن کہیں جگہ نہ پا کر اندھے کنویں میں گرتے ہوئے کہتا ہے ”جواباً عرض یہ ہے کہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی وغیرہم کیا دیوبندی علماء تھے یا کہ بریلوی؟“

انگریزی وظیفہ | ملاں جی یہ لکھتے وقت آپ کی شرم اور حیا کہاں رخصت ہو گئی تھی یہ جواب ہے؟ کہ اشرف علی تھانوی اور شبیر احمد عثمانی وغیرہم کیا دیوبندی علماء تھے یا کہ بریلوی؟ سوال کیسا اور اس کا کیا مطلب؟

اچھا سُنے جی ہاں اشرف علی تھانوی دیوبندی تھے بلکہ دیوبندیوں کے حکیم الامت تھے، ہم ان کو جانتے ہیں۔ یہ وہی ہیں جن کے متعلق آپ کے مؤخر الذکر ممدوح مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب نے یہ لرزہ خیز انکشاف فرمایا تھا کہ ”دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ (حسین احمد مدنی وغیرہ) کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے“ (مکالمۃ الصدرین ص ۱۱)

اگر آپ کے پاس کسی بات کا کوئی جواب نہیں ہے تو جواباً عرض یہ ہے کہ کہہ کر اپنے دھول کا بول تو نہ کھولیں۔ کیا آپ کے یہ کہہ دینے سے جواب ہو گیا کہ جواباً عرض یہ ہے ”رہے مولوی شبیر احمد عثمانی

تو کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے نام نہاد ”شیخ العرب والعجم حسین احمد مدنی“ نے ان کا کیا حشر کیا۔ اور بے چارے شبیر احمد عثمانی نے انہیں جہنم کے کون سے طبقے میں رسید کیا۔ ملاحظہ ہو

آئینہ اخلاق | آپ کے عثمانی صاحب آپ کے مدنی صاحب سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں کہ ”دارالعلوم دیوبند کی طرف سے گندی گالیاں، فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے

معلق چپاں کئے گئے جن میں ہم کو ابو جہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ میرے (شبیر عثمانی) کے قتل تک کے حلف اٹھائے گئے اور وہ فحش اور گندے مضامین میرے دروازہ میں پھینکے گئے کہ اگر ہماری ماؤں بہنوں کی نظر پڑ جائے تو ہماری آنکھیں شرم سے جھک جائیں“ (مکالمۃ الصدرین ص ۳۳)

اب آپ اپنی زبان میں بتائیے مولانا شبیر احمد عثمانی کیا دیوبندی تھے یا کہ بریلوی؟ ”شیخ العرب والعجم“ دیوبندی تھے یا کہ بریلوی؟ ع۔ شرم تم کو مگر نہیں آتی

جہالت و حماقت | یہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ نام نہاد دیوبندی مناظر اسلام یوسف رحمانی لکھتا ہے کہ ”مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور مولانا شبیر احمد صاحب

عثمانی وغیرہم کیا دیوبندی علماء تھے یا کہ بریلوی؟ (سیف شیطانی ص ۱۲)

سمجھے کچھ آپ یوسف رحمانی نے اپنے صرف دو مولویوں کے لئے دغیرہم بصیغی جمع لکھا ہے حالانکہ ایک مبتدی طالب علم بھی جانتا ہے کہ دو کے لئے ہمارا استعمال ہوتا ہے (وغیرہما) نہ کہ ہم (وغیرہم) یعنی اس جاہل دیوبندی مناظر اسلام کو تشبیہ اور جمع کا فرق بھی معلوم نہیں اور اس جہالت و حماقت کے بل بوتے پر یہ ”تکفیری افسانہ“ کا جواب لکھنے بیٹھ گیا۔ ع۔

بریں عقل و دانش بباہد گریست

سیف رحمانی | بات صرف تشبیہ جمع کا فرق معلوم نہ ہونے تک ہی محدود نہیں بلکہ اس جاہل مطلق کی کتاب کا نام ہی اس کی جہالت کا بھانڈا پھوڑ رہا ہے یعنی سیف رحمانی علی غنہ۔

رضا خانی

کیا ہے کوئی ماں کا لال۔ دیوبندی مولوی جو عربی یا فارسی گرامر کے مطابق اس نام اور اس کی ترکیب کو صحیح ثابت کرے۔ اور بتائے کہ سیف شیطانی کا یہ نام عربی میں ہے یا عجمی میں۔ اردو سے یا فارسی یا محض معجون مرکب؟ یوسف رحمانی کی جہالت و حماقت کا حال تو اس کی کتاب کے ایک ایک صفحہ سے ظاہر ہے۔ تعجب تو اس کے ان اساتذہ (مولوی غلام خاں، محمد شریف کشمیری اور عبدالستار لاہوری) پر ہے جنہوں نے اس کتاب کی تائید و تصدیق اور اس کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے اور ایسے جاہلانہ نام

کی اصلاح کی بھی ضرورت محسوس نہیں کی۔ کیا اس سے یہ صاف ظاہر نہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم پر نکتہ چینی کرنے والے یہ سارے کے سارے چھوٹے بڑے دیوبندی مولوی جہل مرکب میں مبتلا ہیں اور جہالت و حماقت میں۔ ایں خاندان ہمہ آفتاب است۔ کانو نہ پیش کر رہے ہیں۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کانگریس کی سند | تعجب ہے کہ ص ۱۲ پر تو ملاں رحمانی علمائے دیوبند پر کانگریسی ہونے کا الزام “کی سُرخ جھا کر جواب ہضم کر جاتا ہے اور تھانوی و عثمانی کی بڈیوں کو قبروں سے نکال پیش کرتا ہے اور اپنے کانگریسی علماء کو زندہ درگور کر دیتا ہے لیکن ص ۱۵ پر اپنے ان کانگریسی ایجنٹوں کی یوں دسے پاؤں دلائی کرتا ہے کہ ”کانگریس و سلم لیگ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کیوں رہے تو یہ اختلاف کوئی شرعی اختلاف نہ تھا..... ہر سیاستدان نے اپنی استصواب رائے کے مطابق کسی پارٹی میں حصہ لیا۔ الخ (ص ۱۵)

یہ سارا مضمون مصنف ”سیف شیطانی“ کی جہالت و ذہنی انتشار کا آئینہ دار ہونے کے علاوہ اس کے پیشواؤں کی کانگریسیت کی واضح سند ہے۔ ورنہ اسے اپنے کانگریسی علماء کی دلائی و ایجنٹی کی کیا ضرورت تھی؟

صاحبزادہ فیض الحسن | دیوبندی احراریوں کی پاکستان کے خلاف بد اعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے لکھتا ہے ”اگر احراری وغیرہ نظر پاکستان کے خلاف تھے تو پھر میں یہ پوچھتا ہوں کہ احرار کی حمایت بریلوی علماء نے کیوں کی جن میں سرفہرست صاحبزادہ فیض الحسن ہیں“ (ص ۱۳) حالانکہ صاحبزادہ صاحب کسی سُستی گروپ میں سرفہرست نہیں تھے۔ بذات خود احرار میں شامل تھے اور اس وقت علمائے اہلسنت کی بجائے دیوبندیوں احراریوں ہی سے ان کا معاملہ تھا۔ اور وہ دور ہمارے لئے محبت نہیں۔ علماء اہلسنت ہے صاحبزادہ فیض الحسن کے اصل مراسم اس وقت شروع ہوئے جب ۱۳۴۸ھ میں انہوں نے باقاعدہ ”حسام الحرمین“ پر دستخط کئے۔ لہذا صاحبزادہ صاحب کا احرار کے زمانہ کا حوالہ دینا غلط اور بے مقصد ہے۔ کیا سیدنا فاروق اعظم کے سابقہ عقائد کا حوالہ دینا درست ہوگا؟

ملاوہ ازیں ”سیف شیطانی“ کے ص ۱۳ پر صاحبزادہ صاحب سے ایک اخباری بیان منسوب کیا ہے کہ ”تحریک پاکستان میں مولانا شبیر احمد عثمانی کی قیادت میں علماء نے بھرپور حصہ لیا۔“

حالانکہ صاحبزادہ صاحب نے اپنے ایک مکتوب میں ”کوہستان“ کے اس بیان کی بدیں الفاظ تردید کی ہے کہ ”یہ بیان غلط طور پر مجھ سے منسوب کیا گیا ہے۔ برصغیر کی آزادی و قیام پاکستان کا سہرا علماء اہلسنت

جماعت کے سر ہے اکابر دیوبند نے تو اسلامی نظریہ قومیت کی مخالفت کر کے مسلمانوں کے تشخص ملی کو سخت نقصان پہنچا دیا ہے۔ بہر حال یہ بیان غلط طور پر مجھ سے منسوب کیا گیا ہے۔“

بہر حال یہ جھوٹ کیوں نہ بولے ان کے مذہب نامہذب میں تو خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے اور پھر اپنی کتاب کی ابتداء میں جھوٹ بول چکا ہے۔ شیطان نے اس کے ہونٹوں پر شہد لگایا۔ اب جھوٹ بولنے میں اس کو لذت محسوس ہو رہی ہے۔ لہذا ضرور جھوٹ بولے گا۔

علامہ ابوالبرکات پرافتخار | ”سیف شیطانی کی بنیاد ہی کذب بیانی پر رکھی گئی ہے۔ اس لئے اس سیاہ باطن دروغ گو مصنف کو جھوٹ بولتے اور افترا پرداز

کرتے ہوئے قطعاً کوئی حیا محسوس نہیں ہوتی۔ اپنی ناپاک کتاب کے ص ۱۶ پر بعنوان ”ابوالبرکات سید احمد کانگریسی کا فتویٰ“ فاتح نجدیت استاذ العلماء مولانا ابوالبرکات سید احمد شاہ صاحب قادری کا مسلم لیگ کے متعلق ایک پرانا فتویٰ ص ۱۶ تا ص ۱۸ بحوالہ ہفت روزہ ”پاکستانی“ لاپور ”الجوابات السنیہ“ سے نقل کیا ہے۔ کاش کہ اس بد بخت بے حیا مصنف کے پاس ”الجوابات السنیہ“ ہوتی تو علامہ ابوالبرکات صاحب کو معاذ اللہ کانگریسی بکنے کی جرات نہ کرتا۔ مگر کیا کرے بے چارہ نہ استدلال و قابلیت ہے نہ اپنا کتب خانہ رکھتا ہے۔ دینی مسائل و فتاویٰ کے لئے بھی ہفت روزہ ”پاکستانی“ و ہفت روزہ چٹان کا محتاج ہے جو کھیاں آج سے اٹھارہ سال پہلے ہفت روزہ ”پاکستانی“ نے ماری تھیں ان کا خون چوس کر اپنی غلیظ روح کو تسکین پہنچا رہا ہے۔ اس غریب کا خیال یہ ہے کہ جو مسلم لیگ کے خلاف ہو وہ یقیناً اس کے اکابر کی طرح کانگریسی ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

حالانکہ یہ دنیا جانتی ہے علماء و مشائخ اہل سنت میں سے کوئی ایک بھی کانگریسی نہ تھا۔ سیف شیطانی کا اندھا مصنف جس ”الجوابات السنیہ“ سے علامہ ابوالبرکات صاحب کا لیگ وغیرہ کے متعلق فتویٰ نقل کر رہا ہے کاش اپنی آنکھوں کا آپریشن کر داکر کانگریس کے متعلق اسی ”الجوابات السنیہ“ میں علامہ ابوالبرکات صاحب کا یہ فتویٰ بھی ملاحظہ کرتا۔ کہ :

”اس میں کچھ شک نہیں کہ کانگریس کھلے ہوئے کفار و مشرکین کی جماعت ہے جس کا مخالف احکام شرعیہ و منافی اصول دینیہ ہونا اس کی کاروائیوں سے ظاہر و باہر ہے۔ کانگریس اپنی اکثریت کے لحاظ سے کفار و مشرکین کی جماعت ہے۔ اس میں مسلمان کہلانے والے جو شامل ہیں وہ عموماً غدار مذہب ملت و دین فروش ہیں جو حکام دنیا کے عوض کانگریس کے ہاتھوں بک چکے ہیں اور اپنے ”مہاتما“ گاندھی کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنے ہوئے ہیں ان مسلمان کہلانے والے ممبران و حامیان کانگریس میں حسین احمد

اجودھیا باشی (صدر مدرسہ دیوبند) اور نائی من لا سلام کفایت اللہ شاہ بھبان پوری، مسٹر ابو الکلام آزاد و عبدالغفار سرحدی گاندھی اور ان کے متبعین و مابینہ دیوبندیہ مرتدین دنیا چر محمدین کی اکثریت ہے۔
 (الجوابات السنیہ ص ۲۹-۳۰)۔

اب مصنف ”سیف شیطانی“ ہزاروں مرتبہ لَعْنَةُ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کرے تاکہ شیخ نجدی دُور ہو اور علامہ ابوالبرکات پر کانگریسی ہونے کے جھوٹے الزام سے علی الاعلان توبہ شائع کرے۔

علامہ حسنت علی علیہ الرحمۃ | مصنف ”سیف شیطانی“ ص ۱۹ و ص ۲۲ پر قاتل المرتدین شیعہ بیشتر اہل سنت فاتح دیوبند علامہ ابوالفتح عبید الرضا مولانا محمد حسنت علی خاں صاحب قدس سرہ کا بھی فتویٰ نقل کیا ہے اور کال بے حیائی سے آپ کو بھی کانگریسی لکھا ہے کیا دیوبندیت کی حقانیت کا معیار دروغ گوئی و افتراء پردازی ہے۔ کیا اس جھوٹ پر جھوٹ کی کوئی حد ہے؟

مسلم لیگ سے اختلاف رائے اور بات ہے اور کسی کا کانگریسی ہونا اور بات ہے۔ دونوں کو ایک لائن سے ہانکنا دیوبندیت کی حماقت ہے۔ کاش کہ ”سیف شیطانی“ کا کذاب و مقتری مصنف آنکھوں سے بے حیائی کی پٹی اتار کر ”الجوابات السنیہ“ کو دیکھتا تو مولانا محمد حسنت علی خاں صاحب قدس سرہ العزیز کو کانگریسی قرار دے کر اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر نہ کرتا۔

لاحظہ ہو مولانا حسنت علی قدس سرہ کانگریس کے متعلق فرماتے ہیں ”دوسرے یہ کہ کانگریس کھلے ہوئے کفار و مشرکین کی جماعت ہے اس کے حملوں سے عوام و مسلمین بھی خبردار ہو چکے ہیں اور اس کی کاروائیوں کو اسلام و مسلمین کے حق میں مضر و مہلک سمجھ رہے ہیں“ (الجوابات السنیہ ص ۱۵)

مصنف ”سیف شیطانی“ کو ایسا اندھا نہیں ہونا چاہیئے کہ اس کو اپنے مطلب کی بات تو نظر آ جائے اور صحیح بات کے وقت آنکھوں میں موتیا اتر آئے۔ اور جب خود مصنف ”سیف شیطانی“ اعتراف کرتا ہے ”کانگریس و مسلم لیگ آپس میں ایک دوسرے کے خلاف کیوں رہے تو یہ اختلاف کوئی شرعی اختلاف نہ تھا۔۔۔۔۔ یہ ایک سیاسی اور نظریاتی اختلاف تھا“ (سیف شیطانی ص ۱۵)

جب یہ تسلیم ہے تو پھر علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب اور مولانا حسنت علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کا مسلم لیگ سے اختلاف کرنا اور کانگریس و مسلم لیگ دونوں سے علیحدہ رہنا کون سا جرم ہے؟ مصنف ”سیف شیطانی“ کو علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ اور شیعہ بیشتر اہل سنت

مولانا محمد حسرت علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ نقل کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیے
ملاحظہ ہو۔

”نئی دہلی، ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۵ء مولانا حسین احمد صاحب (صدر مدرسہ
حسین احمد کانگریسی کا فتویٰ) دیوبند نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور
قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں جو فتویٰ دیا تھا۔ اس کا جواب مولانا شبیر احمد صاحب
عثمانی دیوبندی نے اپنے مکتوب میں دیا۔“ (مجموعہ مکالمات الصدرین ص ۴۸)
اب مصنف ”سیف شیطانی“ بتائے کہ مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام اور بانی پاکستان
محمد علی جناح کو قائد اعظم کی بجائے کافر اعظم قرار دینے والے کون تھے؟
کہو اور گاندھی جی کی جے۔ محمود الحسن کی جے کا نعرہ لگا کر کہو صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگریسی
مدنی اجور دھیا باشی۔

یاد رہے قائد اعظم کو کافر اعظم کہنے والے یہ وہی حسین احمد ہیں جس کو مصنف ”سیف شیطانی“
نے اپنی ناپاک کتاب کے ص ۵۷ پر شیخ العرب والعم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی مرحوم
لکھا ہے ۔ بڑے پاک باز اور بڑے پاک طنیت
جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں
ملاں رحمانی صاحب! آپ دائی سے پیٹ نہیں چھپا سکتے۔ بتائیے۔ آپ کے مدوح شیخ العرب
والعم کے بعد اب آپ کو کون سے اپنے بڑے کے فتویٰ کی ضرورت ہے جس سے آپ کی
خردماغی دور ہو؟

سوال | دیوبندی دہلوی فرقہ کے ہر فرد سے عموماً اور ملاں یوسف رحمانی اور اس کے استاذ ملاں
غلام خاں، عبدالستار لاپوری اور دیگر نانا ماموں وغیرہ ملاں محمود کانگریسی۔ ملاں غلام غوث
کانگریسی۔ عبداللہ درخواستی کانگریسی۔ عبید اللہ انور کانگریسی۔ خیر المدارس کے صدر مدرس شریف کاشمیری وغیرہ
سے خصوصاً پوچھتا ہوں کہ تمہارے شیخ العرب والعم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کا یہ فتوے کہ
قائد اعظم کافر اعظم ہے صحیح ہے یا نہیں؟ تم اس فتویٰ کو حق سمجھتے ہو یا نہیں؟ اگر یہ فتویٰ غلط ہے تو حسین احمد
کے مطابق تم کافر اعظم کو کافر اعظم نہ مان کر خود بھی کافر اعظم ہوئے یا نہیں؟

الجھاسے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں مسیاد آگیا

فتویٰ پر فتویٰ | یہ تو حسین احمد کانگری کا کانگریسی ذہنیت کا آئینہ دار فتویٰ تھا۔ اب سینے اس کے فتویٰ پر مولوی شبیر احمد عثمانی کا فتویٰ فرماتے ہیں: پرلے درجہ کی شقاوت و حماقت ہے کہ قائد اعظم کو کافر اعظم کہا جائے ”(مکالمۃ الصدرین ص ۳۲)۔ یعنی حسین احمد کانگری کے فتویٰ کے مطابق قائد اعظم، کافر اعظم اور شبیر احمد عثمانی کے فتویٰ کے مطابق حسین احمد پرلے درجہ کا احمق و شقی۔ کیوں ملاں رحمانی صاحب کچھ تسلی ہوئی یا نہیں؟ اسے کہتے ہیں کہ

جادو وہ جو سر پڑھ بولے

تنبیہ | گزشتہ اوراق میں یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ الحمد للہ علماء اہل سنت میں سے کوئی بھی مسلم ہندوؤں مشرکوں کا ہمنوا اور کانگریس کا حامی نہیں تھا۔ اگر بعض علماء اہل سنت نے اپنی تحقیق کے مطابق مسلم لیگ سے اختلاف کیا تو محض اپنی شرعی تحقیق کے مطابق نہ کہ کانگریس کی حمایت میں۔ اس کے برعکس علماء و مشائخ اہل سنت کی غالب اکثریت نظریہ پاکستان کے پیش نظر مسلم لیگ کی حامی و نظریہ پاکستان کی داعی تھی جن میں سے امیر ملت پیر سید جامت علی صاحب محدث علی پوری، حضرت مولانا سید محمد محدث کچھو چھوی، حضرت صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی، حضرت مولانا ابوالحسنات محمد احمد قادری، حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ہزاروی، حضرت مولانا عبدالعلیم صاحب میرٹھی، حضرت پیر صاحب مانکی شریف، حضرت خواجہ قمر الدین صاحب سیالوی، حضرت مولانا عبدالستار خاں نیازی کا نام سرفہرست ہے۔ اور تفصیل ”اکابر تحریک پاکستان“ میں مذکور ہے۔

اس کے برعکس | مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی شبیر احمد عثمانی جیسے بعض دیوبندی علماء کے علاوہ علماء دیوبند کی غالب اکثریت گاندھی و کانگریس کی ہمنوا و آلہ کار تھی اور دیوبندی جس مدرسہ کی قصبہ خوانی کرتے اور اس کی طرف نسبت کو باعث فخر سمجھتے ہیں وہ پورے کا پورا مدرسہ دیوبند کانگریس کا گڑھ اور مسلم لیگ دقیام پاکستان کے مخالفین کا مرکز تھا۔ اور یہ حقیقت کسی باخبر شخص سے پوشیدہ نہیں کہ ان ہی دیوبندی احراری دہائی کانگریسی مولویوں کی فڈاری کے باعث سابق و متحدہ پنجاب تقسیم ہوا، ضلع گورداسپور کٹ گیا اور کشمیر کا مسئلہ پاکستان کے لئے دردِ سر بنا۔ ورنہ اگر یہ احراری دیوبندی دہائی کانگریسی مولوی پاکستان کی مخالفت اور کانگریس کی حمایت نہ کرتے تو پاکستان کے لئے مذکورہ مشکلات پیدا نہ ہوتیں۔

تنبیہ کا تبصرہ | مولوی حسین احمد مدنی کے شاگرد اور ماہنامہ ”تجلی“ دیوبند کے مدیر مامر عثمانی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں کہ ”دیوبند کانگریس کا گڑھ ہے۔“ لے کر جمعیتہ (العلماء ہند) کا گڑھ ہے۔

ہے۔ صدر جمعیت حضرت مولانا الحاج حسین احمد صاحب مدنی کے قیام سعادت نظام کا شرف اے
 حاصل ہے..... (ایکشن میں کانگریس کی طرف سے ٹھاکر پھول سنگھ صاحب کھڑے ہوئے) اور شیخ
 العرب والجم حضرت مولانا حسین احمد مدنی..... نے جلسہ عام میں تقریر فرمائی اور دلائل قطعیہ و
 براہین قاطعہ کے ساتھ لوگوں کو سمجھایا کہ کانگریس ہی کو ووٹ دوا سی میں بہتری ہے یہی ضروری ہے...
 مگر چند روز بعد نتیجہ جو برآمد ہوا ہے تو..... کانگریسی امیدوار مار گئے جی مار گئے۔ اور کمال یہ کہ اپنے
 خاص دیوبندی میں تقریباً چودہ سو ووٹوں سے پیشپال صاحب و مقابل امیدوار جیت میں رہے۔ اس
 دیوبند میں جہاں حضرت شیخ نے اپنا فرض تبلیغ (کانگریست) ادا فرمایا تھا۔ (تجلی دیوبند اپریل ۱۹۵۵ء ص ۲۵)
 ہم نے تکفیری افسانہ میں ص ۱۹ تا ص ۲۲ سر سید احمد پر مولوی اشرف علی تھانوی۔
سر سید پر فتویٰ مولوی انور کا شمیری مسٹر حالی کے فتاویٰ الزاماً پیش کئے تھے اور ہر ذی فہم و
 تدبیر یہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ تکفیری افسانہ کی اشاعت کا مقصد ہی یہ ظاہر کرنا تھا کہ علماء اہل سنت کو
 مکفر قرار دینے والے دیوبندی ملاں خود بڑے پاپے کے مکفر ہیں کفر و ارتداد کے فتوے دیتے رہتے
 ہیں اور اگر ان کے عقائد کے معاملہ میں ایک دوسرے سے فتاویٰ حاصل کئے جائیں تو بے دریغ کفر و شرک
 و ارتداد کا فتویٰ جاری کر دیتے ہیں۔ نہ یہ کہ معاذ اللہ سر سید سے ہمیں کوئی ہمدردی و تعلق ہے۔ مگر
 ”سید شیطانی کے خردماغ احمق مصنف نے ہمارے پیش کردہ فتاویٰ کی نہ تردید کی نہ تاویل بلکہ ان ص ۲۳
 پر سر سید کے متعلق امام اہل سنت اعظم حضرت قدس سرہ کا فتویٰ نقل کر ڈالا۔ اور غور فرمائیے کی سُرخ لگا کر
 بے ہودہ گنہگار شروع کر دی کہ ”محمد حسن علی صاحب کو اس لئے دکھ پہنچا ہے۔ کہ سر سید اس کا پیشوا ہے
 اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ یہ ہے نام کارِ رحمانی اور کام شیطانی۔ بسج ہے کہ ع۔

گر ولی اس است لعنت بر ولی

انگریزوں کو تعویذ اور کچھ نہیں سوچا تو سر پرست تحریک پاکستان امیر ملت پیر سید جامت علی
 شاہ صاحب علی پوری علیہ الرحمۃ پر انگریزی فوج کے سپاہیوں کو تعویذ بھیجنے
 کے ناپاک الزام سے اپنی غلیظ روح کو تسکین پہنچانے کا سامان پیدا کیا (بحوالہ الاعتصام منقول از ”رضائے
 مصطفیٰ“ گوجرانوالہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۵۵ء و پاکستانی ۱۵ دسمبر ۱۹۵۵ء) حالانکہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ
 نے غیر متعلقہ ہفت روزہ الاعتصام کے اس ذیل افتراء کی تردید کی تھی جو انتراء ۱۰ اس نے حضرت پیر سید
 جماعت علی صاحب علی پوری علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی پر گڑھا تھا ”الاعتصام منقول از رضائے مصطفیٰ“۔
 اس کا مطلب تو یہ ہو گا کہ یہ بات ”رضائے مصطفیٰ“ سے ثابت ہے اور الاعتصام نے رضائے مصطفیٰ

سے نقل کی ہے۔ یہ کتنی بڑی بددیانتی اور بے ایمانی ہے کہ اس ناپاک الزام کے ثبوت میں اس مردود الزام کی تردید اور غیر مقلدوں کو چیلنج کرنے والے ”رضانے مصطفیٰ“ کو ہی پیش کیا جائے۔

ملاں یوسف رحمانی بتائے کہ پیر جماعت علی شاہ صاحب نے کیا یہ تعویذ اشرف علی تھانوی کے ذریعہ بھیجے تھے جو تم کو پتہ چل گیا کہ تھانوی چھ سو روپیہ ماہوار انگریزوں سے لے کر یہ اہم کام انجام دے رہا ہے

نصاری کی طرفداری | اس عنوان کے تحت لکھا ہے ”مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے صاحبزادہ صاحب لکھتے ہیں لیڈر ہم غرباء اہل سنت کو نصاریٰ کا طرفدار اور رشوت

خوار اور ترکوں کا دشمن بتاتے تھے ”تمہید حمید ص ۱ پر مطبوعہ حسنی پریس بریلی) اور یہ کہ ”اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے ہندوستان بفضلہ تعالیٰ دارالاسلام ہے (عرفان شریعت ص ۱۱) ”احکام شریعت ص ۲۸) ان

دونوں باتوں کو بھی اپنے دیوبندی ہفت روزہ ”اخبار پاکستان“ ص ۲۵ جولائی ۱۹۵۸ء سے نقل کیا۔ گویا الزام اپنے منہ سے اور ثبوت اپنے گھر سے۔ کاش کہ یہ فاضل مصنف تصنیف و تالیف کا شوق اختیار کرنے

اور بقلم خود مناظر اسلام بننے سے پہلے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت فاضل بریلوی اور اپنے دیوبندی اکابر ملاؤں کی کتب کو بغور مطالعہ کرتا تو بات بات پر ذلت اٹھانے کی نوبت نہ آتی۔ تمہید حمید میں جس

بات کو صاحبزادہ صاحب لیڈروں کا افتراء قرار دے کر اس کی تردید کر رہے ہیں وہی الزام انہی صاحبزادہ صاحب سے منسوب کر کے بے حیائی سے مصنف ”سیف شیطانی“ بطور ثبوت پیش کر رہا ہے۔ شرم شرم شرم!

باقی رہا دارالاسلام کا معاملہ کہ اعلیٰ حضرت مجددین دلت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دارالاسلام | نے ہندوستان کو دارالاسلام ہونے کا فتویٰ دیا۔ تو میں کہوں گا کہ فتویٰ کی نوک پلک

اور دارالحرب اور دارالاسلام کی بحث کو سمجھنا آپ جیسے جاہل مطلق کا کام نہیں جو ابلا بھی صحیح نہ لکھ سکتا ہو جو فقہ ہے اور محاورے بھی صحیح نہ بنا سکتا ہو۔ اور نظم و نشر کو بھی نہ سمجھ سکتا ہو۔ رحمانی جیسے جاہل مطلق کے سامنے

ایسی باتیں جینس کے آگے بین بجلنے کے مترادف ہیں۔ ملاں یوسف رحمانی اور اس کے استاد خانہ ساز شیخ القرآن کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے اکابر نے بھی اعلیٰ حضرت کے اس فتویٰ کی تائید کرتے ہوئے

ہندوستان کے ”دارالاسلام“ ہونے ہی کو ترجیح دی ہے۔ سنیے :

● ہندوستان نہ تو صاحبین کے قول پر ”دارالحرب“ ہے اور نہ امام واعظم ابوحنیفہ کے قول پر ”دارالحرب“ ہے۔ (”تتمذیر الاخوان“ اشرف علی تھانوی ص ۱)

● ”ترجیح (ہندوستان کے) ”دارالاسلام“ ہونے ہی کو دی جاوے گی۔ اس صورت میں بھی ہندوستان ”دارالاسلام“ ہوگا۔ (”تتمذیر الاخوان“ ص ۱)

● ”تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو ”دارالحرب“ قرار دے کر آمدنی بنک کو حلال سمجھتے ہیں“
 (”تحدیر الاخوان“ ص ۱۷)

● ”امام (ابوصنیفہ) صاحب نے جو ”دارالحرب“ کی تعریف کی ہے۔ اس کا ہندوستان پر صادق انا محل نظر ہے کیونکہ امام صاحب کے پاس ”دارالحرب“ ہونے کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے اور یہاں (ہندوستان) میں بہت سے احکام مسلمانوں کے جاری ہیں۔“ (”تحدیر الاخوان“ ص ۲)
 ● ”ہندوستان کو بہت سے علماء نے ”دارالاسلام“ کہا ہے“ (”تحدیر الاخوان“ ص ۵۵)

مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب ”تحدیر الاخوان“ کے ان پانچ حوالوں کے بعد مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ سنئے! لکھتا ہے کہ

”دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علمائے حال میں ہے اکثر دارالاسلام کہتے ہیں اور بعض دارالحرب کہتے ہیں۔ بندہ اس میں فیصلہ نہیں کرتا“ (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱)

معلوم ہوا کہ صرف حکیم الامت ہی نہیں علماء کی اکثریت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ ہی کی موئد ہے مگر یوسف رحمانی اور اس کے نام نہاد شیخ القرآن کو نہ اپنے حکیم الامت کی تصریحات کی خبر ہے نہ علماء کی اکثریت کے مؤقف کا علم ہے اور اپنی اس جہالت کے بل بوتے پر اعلیٰ حضرت کو خواہ مخواہ نشانہ بنا رہے ہیں۔ اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اسے خدا لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

اعلیٰ حضرت کے فتویٰ کا سیاسی پہلو | اعلیٰ حضرت کا زیر بحث فتویٰ علمی و تحقیقی لحاظ سے صحیح و صواب ہونے کے علاوہ سیاسی لحاظ سے بھی مسلمانوں کی بہتری و ضاحت کا ضامن تھا اور ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے والے دیوبندی علماء کا نظریہ مسلمانوں کی تباہی و انگریز کی تقویت کا باعث تھا۔ چنانچہ

ماہنامہ ”فاران“ کراچی | مئی ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے کہ

”انگریز کے دور میں ہندوستان کے بعض علماء نے جن میں علماء دیوبند کے نام سرفہرست نظر آتے ہیں۔ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے کر اس پر فتویٰ دیا۔ کہ یہاں کے مسلمان ہجرت کر کے کسی دارالاسلام میں چلے جائیں۔ اس فتویٰ کے جو پریشان کن نتائج برآمد ہوئے۔ اس کا حال جناب ظفر حسن ایم۔ اے سے سنئے۔ جو اپنی دینداری فکر و عمل اور انگریزوں کے خلاف عزم باغیانہ جدوجہد میں خاصی شہرت رکھتے ہیں۔“

ظفر حسن ایمان | کہتے ہیں کہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دینے کا نتیجہ ہوا کہ ہزاروں سادہ لوح مسلمان اپنے گھر بار سے محروم ہوئے۔ افغانستان پر مالی بوجھ پڑا۔ ہندوستانی مسلمان افغانوں سے اور افغان ہندوستانی مسلمانوں سے کبیدہ خاطر ہوئے۔ اگر کسی نے فائدہ اٹھایا۔ تو وہ انگریز تھے۔ ”فاران“ حوالہ مذکور

کیوں امین آبادی ملاں جی کچھ سمجھے یا نہیں۔ دیوبندی ملاؤں پر اعلیٰ حضرت کی اس علمی تحقیقی سیاسی بصیرت کی برتری کے پیش نظر اب تو نعرہ لگا دیجئے کہ

دین کے ایمان و حرمت کے نگہبان زندہ باد

زندہ باد اے مفتی احمد رضا خاں زندہ باد

گر تم جیسے ہٹ دھرم معاند اور بددیانت و کینہ ور شخص سے انصاف و شرافت کی توقع کہاں۔
بے بسی کا اعتراف | ”سیف شیطانی“ کا جاہل مصنف اپنی بے بضاعتی سے مجبور ہو کر تکفیری افسانہ کے مندرجات کا تبردار مکمل و مدلل جواب دینے کی بجائے ص ۲۵ پر ”جہالت کا ازالہ“ کے زیر عنوان لکھتا ہے کہ مصنف ”تکفیری افسانہ“ نے ص ۵ سے ص ۱۲ تک بعض اشعار نقل کیے ہیں۔ ان کے مد مقابل بغیر سوچے سمجھے اکابر دیوبند کی وہ عبارتیں جو کسی اور مقام سے تعلق رکھتی ہیں درج کر کے تقاضی ہی نہیں بلکہ کفر ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ ص ۲۵ حالانکہ ہم بغیر سوچے سمجھے نہیں بلکہ پورے غور و خوض کے بعد عبارات و اشعار و فتاویٰ اکابر دیوبند کی کتب سے نقل کئے ہیں۔ کیا مصنف ”سیف شیطانی“ کو قیب کا علم ہے کہ ہم نے غور نہیں کیا؟ اور یہ کہنا کہ وہ عبارتیں کسی اور مقام سے تعلق رکھتی ہیں۔ بتایا جائے وہ کون سا مقام ہے؟

کیا کفر و شرک کے فتاویٰ اور یہ ذلیل عبارتیں اہل سنت و جماعت کے لئے ہیں۔ اگر خود دیوبندی وہابی ایسے عقائد اختیار کر لیں جو اہل سنت کے ہیں تو ان پر یہ فتویٰ کفر نہ لگے گا جو اہل سنت پر لگ جاتا ہے ہم نے کفر یا تقاضی ثابت کرنے کے لئے ہرگز ایڑی چوٹی کا زور نہیں لگایا ہم نے تو صرف اور صرف بعینہ عبارت و فتاویٰ اکابر دیوبند کی کتب سے نقل کئے ہیں اور کچھ نہیں۔

مرفوع القلم؟ | زبان و کلام سے ”سیف شیطانی“ کے جاہل مصنف کی نادانیت و جہالت ملاحظہ ہو مزید لکھتا ہے ”اول الذکر تو یہ بات ہے کہ فتویٰ اعتقاد پر ہوتا ہے نہ کہ ہر لفظ پر

خواہ وہ کسی حالت میں ہو چونکہ حدیث پاک میں خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نابالغ بچے مجنوں اور نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا چنانچہ ادنیٰ سی مثال پیش خدمت ہے۔ انسان

رات کو نیند میں بحالت خواب دیکھتا ہے کہ میں فلاں عورت سے ہمبستری کر رہا ہوں چنانچہ احتلام بھی ہو جاتا ہے لیکن اس پر مد نہیں لگتی..... الخ ”سیف شیطانی“ ص ۲۶۔ قارئین کرام ملاحظہ ہو۔ کیا گنواروں اور جاہلوں کی سی زبان ہے۔

دریافت طلب یہ امر ہے کہ ہم نے تکفیری افسانہ میں کب کسی لفظ پر یا کسی کے عقیدہ پر فتویٰ دیا ہے؟ ہمارا کون سا فتویٰ اس میں شامل ہے؟ باقی رہی یہ دلیل کہ نابالغ بچے مجنوں اور نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا۔ بتایا جائے کہ کیا دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے جب ”حفظ الایمان“ لکھی وہ بچے تھے؟ بانی مدرسہ دیوبند نے جب ”تذییر الناس“ تصنیف کی وہ مجنوں تھے؟ مولوی رشید احمد گنگوہی اور خلیل احمد انبیٹھوی نے ”براہین قاطعہ“ تحریر کی اس وقت وہ نیند کر رہے تھے؟ خواب میں زنا کی حد نہیں لگتی؟ تو کیا دیوبندی ملاؤں نے ”حفظ الایمان“ ”تذییر الناس“ ”براہین قاطعہ“ ”فتاویٰ رشید“ یہ کا کا زنا خواب میں کیا تھا؟

یوسف رحمانی کی اس گفتگو سے ثابت ہوا کہ وہ اکابر دیوبند کی عبارتوں کو کفر تو سمجھتا ہے لیکن وہ کہتا ہے کہ ان پر تکفیر کا شرعی حکم اس لئے نہیں لگایا جاسکتا کہ اشرف علی صاحب تو بچے تھے نافذ تو صاحب مجنوں تھے گنگوہی صاحب اور انبیٹھوی صاحب نیند کی حالت میں تھے۔ بتائیے رحمانی نے بقلم خود مناظر و مصنف بن کر دیوبندی ملاؤں کی ناک کاٹ دی یا نہیں ان کے کفر کو تسلیم کر لیا یا نہیں؟

فرطِ محبت | مولوی یوسف رحمانی اپنے اکابر دیوبند کی گستاخانہ کفریہ عبارات کو کفریہ تو تسلیم کرتا ہے لیکن وہ کہتا ہے ”اگر کوئی شخص چند کلمات کسی کی مدح میں کہہ بیٹھے یا فرطِ محبت میں ایسے الفاظ نکل جائیں جو کہ ظاہری طور پر شریعت کے خلاف معلوم ہوتے ہوں تو اول اس کی تاویل کر لی جائے گی اگر تاویل نہ ہو سکے تو پھر قائل کا اعتقاد پوچھا جائے گا اور وہ ظاہر معنی کا معتقد نہیں ہے تو پھر اس پر حکم تکفیر عاید نہ ہوگا۔

مذکورہ بالا عبارت نے دیوبندیت کا ستیاناس کر ڈالا۔ اول اس نے تسلیم کیا اس کے اکابر کی عبارات ظاہری طور پر ہی سہی شریعت کے خلاف ہیں۔ دوم۔ یہ کہ تاویل کرنے کا قائل ہے۔ سوم۔ یہ کہ وہ ظاہر معنی کا معتقد نہیں ہے تو پھر اس پر حکم تکفیر عاید نہ ہوگا۔

ہمیں یہ بتایا جائے ہم نے دیوبندی اکابر ملاؤں کی جن کتابوں کے حوالے نقل کئے ہیں۔ دیوبندی اُن کے ظاہری معنوں کے قائل ہیں یا نہیں؟ وہ کتابیں جن کے ہم نے حوالے دیئے ستر اسی سال سے بار بار چھپ رہی ہیں کیا دیوبندیوں نے ان کے ظاہری معنوں کے برعکس مخفی یا باطنی معنوں

کا ذکر ان کتابوں کے متن یا حواشی میں کیا۔ اگر نہیں کیا تو بطور تاویل اس کا کوئی معقول و صحیح مفہوم واضح کیا؟
اگر نہیں تو پھر حکم تکفیر میں کیا تردید ہے؟

باقی رہی یہ بات کہ ”اگر کوئی شخص چند کلمات کسی کی مدح میں کہہ بیٹھے یا فرط محبت میں ایسے الفاظ نکل جائیں..... تو حکم تکفیر عائد نہ ہوگا۔“ تو بتایا جائے کہ خود مصنف ”سیف شیطانی“ نے ص ۲۸ پر سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا شعر ہے

ذی تصرف بھی ہے مازون بھی مختار بھی ہے

کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی مدح کے اشعار جو ص ۲۸ پر منقول ہیں۔

مشکلیں میری آسان فرمائیے

میرے مشکل کشا شاہ احمد رضا

وغیرہ فرط محبت میں نہیں بلکہ فرط غیظ و غضب اور دشمنی میں لکھے گئے ہیں ان پر کون سے ضابطہ شریعت سے کفر و شرک کے احکام جاری کئے جاتے ہیں پوچھئے ملاں سلام راولپنڈی سے یا خود بتائیے کہ ان اشعار کو نقل کرنے کا مقصد کیا ہے؟

غلط استدلال ”مصنف سیف شیطانی“ نے ص ۲۲ پر مولانا احمد سعید کاظمی صاحب کی کتاب ”تسکین الخواطر“ ص ۲۸ اور ص ۲۴ سے بھی دو حوالے نقل کر کے اپنے اکابر کو تکفیر کے

حکم شرعی سے بچنے کی کوشش کی ہے حالانکہ کاظمی صاحب نے صاف لکھا ہے ”اللہ تعالیٰ سے نزدیکی حاصل کرنے والا بندہ محبوب ہونے کے بعد اپنے عضو یا حصہ سے کوئی گناہ نہیں کرتا اور وہ اپنے کان آنکھ وغیرہ سے جو کام کرتا ہے وہ سب جائز اور شرع کے مطابق ہوتے ہیں۔ لیکن ان معنی کو جب الفاظ حدیث پر پیش کیا جاتا ہے تو کوئی لفظ ان کی تائید نہیں کرتا“ (تسکین الخواطر ص ۲۸) دوسری جگہ لکھتے ہیں ”اور پھر وہ اپنے باطن کے ساتھ حق تعالیٰ کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاتا ہے تو اس کے لئے وجد اور سرور اور شوق اور عشق اور بے چینی کا ظہور ہونے لگتا ہے“ (تسکین الخواطر ص ۲۴)

مصنف ”سیف شیطانی“ نے یہ عبارات خود نقل کی ہیں۔ عرض یہ ہے کہ کاظمی صاحب نے یہ اہل سنت کا مسلک بیان کیا ہے لیکن دیوبندیوں و ہابیوں کو وجد، ذوق، سرور، عشق و محبت وغیرہ سے کیا واسطہ؟ اور پھر وہی سوال پیدا ہوگا کہ کیا بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے ”تذییر الناس“ مولوی اشرف علی تھانوی نے ”حفظ الایمان“ مولوی رشید غلیل نے ”براہین قاطعہ“ اسماعیل دہلوی نے ”تقویت الایمان“

”مراد مستقیم کی صریح گستاخانہ عبارات وجد و شوق۔ ذوق و سُکر کی حالت میں لکھی تھیں مولانا کاظمی صاحب نے اہل اللہ کی شان بیان کی ہے یا محبوبانِ خدا کے گستاخوں بے ادبوں کی۔ آخر اس اُلٹی کھوپڑی کا بھی کچھ ٹھکانہ ہے؟ نام نہاد روحانی، کاظمی صاحب کی کتابوں میں پناہ تلاش کر رہا ہے۔ وہ اپنے اکابر کا مسلک دیکھے وہ کیا کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

”یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لیجئے۔ معنی اور پہلی بولنے کی اور جگہ میں“ (تقویت الایمان ص ۲۵)

لیجئے! تاویل کرنے والوں اور ظاہری معنوں کے برعکس باطنی یا معنی معنوں پر عمل کرنے والوں کی تو مقتول المسلمین نے گردن کاٹ دی ہے۔

فصول اعتراض مصنف ”سیف شیطانی“ کا سیدنا اعلیٰ حضرت یادِ دیگر علماء کرام و شعرا اہل سنت سے امداد و استعانت پر مشتمل اشعار نقل کر کے یہ بکواس کرنا کہ ”یہ نہ سوچا کہ شاید

یہی فتویٰ احمد رضا کی ذریت کے لئے سیف بے نیام بن کر رہ جائے گا“ (ص ۲۵)۔ بھلا ہم اہل سنت پر یہ فتویٰ کس طرح عائد ہو سکتا ہے یا سیف بے نیام بن سکتا ہے ہم تو انبیاء و رسل علیہم السلام اور بزرگانِ دین سے امداد و استعانت طلب کرنے کے قائل ہیں۔ سیف بے نیام تو بنے گا ان کے لئے جو اپنے مولویوں اور بزرگوں سے امداد و اعانت بھی طلب کرتے ہیں۔ اور شرک و کفر کا فتویٰ بھی دیتے ہیں جو گھر گھر میں کام آ جاتا ہے ہمارے لئے سیف بے نیام جب ہوتا جبکہ ہمارے اکابر نے انبیاء و رسول علیہم و اولیاء رضی اللہ عنہم سے امداد کو شرک و کفر قرار دیا ہوتا اور ہم امداد طلب کر رہے ہوتے۔ کہتے ہیں دنیا بے وقوفوں سے پاک ہو گئی۔

مصنف ”سیف شیطانی“ نے ص ۲۷ و ۲۸ پر حضور غوث اعظم و سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ ہم سے امداد کے بعض اشعار بحوالہ ”چٹان“ ۱۸۶۳ نقل کرنے کے بعد مزید ایک اور بے وقوفی اور جھوٹ کا مظاہرہ کیا ہے۔ بعنوان ”احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ“ لکھتا ہے جو لوگ حضرت علی کے بارے میں ذیل کے شعر کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی مرتد اور کافر مطلق ہیں۔

علی مشکل کُشا شیرِ خدا تھا اور حیدر تھا

دوبالا مرتبہ تھا راکبِ دوششِ پیمبر تھا

”اعلام الاعلان بان ہندوستان دارالاسلام“ بحوالہ ”چٹان“ ۱۸۶۳

حالانکہ اس شعر میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا فتویٰ مشکل کُشا کہنے پر نہیں بلکہ دوبالا مرتبہ تھا

راکب دوش پیمبر تھا پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا فتویٰ ہے۔ یعنی جو لوگ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کو راکب دوش پیمبر کا مرتبہ نبوت و رسالت سے دو بالا قرار دیتے ہیں وہ کافر و مرتد ہیں نہ کہ مشکل کشا کہنے والے۔ لیکن مصنف ”سیف شیطانی“ اپنے اندھے پن کے باعث صحیح بات سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور پھر استعداد و قابلیت اور علم تحقیق کا یہ عالم ہے کہ ہر بکواس کے ثبوت میں ہفت روزہ ”چٹان“ لاہور کا حوالہ دے رہا ہے۔ کتنا مستند و معتبر راوی ہے۔

اور بکواس سنیے اور بے ایمانی کی داد دیجئے۔

صریح جہالت و بہتان

”احمد رضا خاں بریلویوں کے خدا“ ہیں کے زیر عنوان ص ۲۹ پر لکھا ہے

یہ دُعا ہے یہ دُعا ہے یہ دُعا

تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

لیکن کمال خیانت اور بے ایمانی سے اس سے آگے کا شعر ہضم کر گیا۔ دونوں شعر اس طرح ہیں۔

یہ دُعا ہے یہ دُعا ہے یہ دُعا

تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

تیری نسل پاک میں پیدا کرے

کوئی تجھ سادوسرا احمد رضا (لاحظہ ہو نغمہ الروح)

حالانکہ ان اشعار میں شاعر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کو خدا نہیں کہہ رہا بلکہ اعلیٰ حضرت اور سب کے خدا

سے دُعا کر رہا ہے۔

بتائے خیانت اور بے ایمانی کے سوا دیوبندیت کے پلے میں کیا ہے؟ ہر بات میں جلسازی اور

فریب ان کا محبوب مشغلہ ہے۔

لاحظہ ہو ص ۲۹ پر تو سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کو بریلویوں کا خدا قرار دیا تھا۔ ص ۹

لاحظہ ہو اپنے شیطانی تخیلات سے ایک اور رضا خانی خدا تجویز کر لیا لکھا ہے

تضاد بیانی

”رضا خانی خدا“

فرید با صفا ہستی - محمد مصطفیٰ ہستی

چھاگویم چھا ہستی - خدا ہستی خدا ہستی

”دیوان محمد“ کا حوالہ بغیر صفحہ کے دیا گیا ہے۔ نامعلوم یہ کتاب کب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے تحریر

فرمائی تھی اور کب دیوبندیوں کے وہی خیالی پریس صحیح صادق سیتا پور میں چھپی تھی۔ سوال یہ ہے کیا ایک

وقت میں دودو خدا ہو سکتے ہیں۔ بریلویوں کے دودو خدا بیک وقت گھر کر انہیں مسلمان بھی تسلیم کر رہا ہے۔
 ”دیوان محمدؐ کے ان اشعار سے قبل لکھتا ہے۔ یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرعاً میں یہود۔ بھلا جو دودو انسانوں کو
 خدا مانتا ہو کیا وہ بھی مسلمان ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ ملاں رحمانی کی دروغ گوئی و دل کی بھڑاس ہے۔
 مصنف ”سیف شیطانی“ نے تکفیری افسانہ کا انداز اختیار کرتے ہوئے کچھ نقالی بھی فرمائی اور
 جس طرز پر ہم نے ان کے اکابر کے عقائد و کفریات و تضادات پیش کئے تھے اس کو بھی یہ شوق چرایا
 ہے ص ۲۹ پر احمد سعید کاظمی کا فتویٰ کے زیر عنوان مولانا کاظمی صاحب کا فتویٰ نقل کرتا ہے ”جس شخص
 کا یہ عقیدہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو وصف الوہیت عطا فرما دیا ہے وہ مشرک و ملحد ہے۔“ (تسکین الخواطر ص ۲۵)
 معلوم نہیں کاظمی صاحب کی یہ عبارت نقل کرنے سے جاہل مصنف کو کون سا فائدہ پہنچا اگر وہ
 یہ دعا ہے یہ دعا ہے بہ دعا - تیرا اور سب کا خدا احمد رضا

لکھنے والے شاعر پر مشرک و ملحد کا فتویٰ لگانا چاہتا ہے تو یہ غلط ہے کہ اولاً تو شاعر نے اعلیٰ حضرت کو
 خدا کہا ہی نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت اور سب کے خدا سے دعا کر رہا ہے۔ مصنف مردود نے بے ایمانی کر کے آخری
 شعر نقل نہیں کیا۔ اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ شاعر نے خدا کہا ہے تو مولانا کاظمی صاحب اپنے بیان
 میں وصف الوہیت ماننے والے کو ملحد و مشرک فرما رہے ہیں۔ وصف اور ذات میں فرق ہے لہذا
 کوئی تضاد نہ ہوا۔ دوم یہ کہ شاہد جاہل مصنف مولانا علامہ کاظمی صاحب کی تسکین الخواطر ص ۲۵ سے
 مندرجہ ذیل عبارت نقل کر کے تضاد ثابت کرنا چاہتا ہے اور خود کاظمی صاحب کو اپنے ہی فتویٰ سے
 ملحد و مشرک بنانا چاہتا ہے تو یہ بھی نری حماقت اور پرے درجہ کا پاگل پن ہے۔ مولانا علامہ کاظمی صاحب
 ”تسکین الخواطر ص ۲۵“ کی عبارت میں فرما رہے ہیں ”اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں کو جنہیں وہ چاہتا ہے
 اپنی کل صفات جمع کر دیتا ہے۔“ یہ مصنف جاہل کی بے ایمانی ہے وہ کاظمی صاحب کی عبارت میں تضاد
 ثابت کرنے کے لئے اس جگہ صفات کے درمیان برکیٹ بند کر کے صفات (الہیہ) لکھ کر مفہوم بدل رہا
 ہے اور پھر مولانا کاظمی صاحب اپنی اس عبارت کی وضاحت میں کہ کل صفات جمع کر دیتا ہے اس کے
 حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں ۱۔ لفظ کل سے وہ کل صفات مراد ہیں جن کا مظہر ہونا بندہ کے حق میں
 شرعاً و عقلاً ممکن ہے“

لیکن جاہل دیوبندی خائن مصنف کاظمی صاحب کا وضاحتی حاشیہ مضمون کر گیا اور اپنے زعم باطل
 میں تضاد ثابت کر دیا جو سراسر بددیانتی و بے ایمانی پر مبنی ہے۔ بے مقصد و بے ربط باتیں بنانا
 مصنف ”سیف شیطانی“ کا محبوب مشغلہ ہے۔ مفتی احمد یار گجراتی کا عقیدہ کے زیر عنوان ص ۳ پر لکھتا ہے

”حقیقت محمد کو رب ہی جانے“ (جاء الحق ص ۸۹) بھلا اس کے نقل کرنے سے کیا فائدہ یا تو اس عقیدہ پر خود علماء اہل سنت سے فتویٰ کفر یا تضاد ثابت کرتا بعض عبارات نقل کر دینے سے کیا فائدہ ہے۔ بھلا کیا یہ تکفیری افسانہ کی طرز ہے؟ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی نے بھی لکھا ہے

سے رہا جمال پر تیرے جواب بشریت

نہ حبا نا کچھ بھی کسی نے تجھے بنجر ستار ”(قصائد قاسمی“)

نانوتوی صاحب مصرعہ ثانی میں یہ بتا رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنجر ستار یعنی اللہ تعالیٰ کے کسی نے بھی کچھ نہ جانا۔ یہی مفتی احمد یار خاں صاحب مرحوم فرما رہے ہیں کہ حقیقت محمد کو رب ہی جانے۔ برائے مفتی صاحب نے کون سی بات غلط کہی ہے؟

ص ۳۱ پر سیدنا اٹھ حضرت رضی اللہ عنہ کے رسالہ جلیدہ خالص الاعتقاد ص ۳۱ سے بعنوان احمد رضا خاں کا فتویٰ یہ نقل کیا ”ہم نہ علم الہی سے مساوات مانیں نہ غیر کے لئے علم بالذات جانیں اور عطاء الہی سے بھی بعض علم ملنا ہی ملتے ہیں نہ کہ جمیع اس سے بڑھ کر جس امر کا اعتقاد میری طرف کوئی کرے مفتری و کذاب ہے۔“ اٹھ حضرت قدس سرہ کی اس عبارت کے مقابلہ میں بعنوان احمد سعید کاظمی کا عقیدہ تسکین الخواطر ص ۳۱ یہ نقل کیا ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام علوم ظاہر و باطن اول و آخر کا احاطہ فرمایا ہے“

اور اس کے ساتھ پھر اٹھ حضرت رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم سب اگلوں پچھلوں کا علم جانتے ہیں اور تمام گزشتہ و آئندہ سے آگاہ ہیں“ (بحوالہ الدولۃ المکیہ ص ۲۴)

”نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام اشیاء کو جانتے ہیں اللہ کے کام احکام اور صفات اور اسماء اور افعال اور آثار تمام علوم ظاہر و باطن و اول و آخر کا احاطہ فرمایا۔“ (بحوالہ الدولۃ المکیہ ص ۲۶۹)

اگرچہ ان عبارات میں مصنف کا تصرف ذاتی معلوم ہو رہا ہے لیکن پھر بھی اس کے باطل مراد پوری نہیں ہوتی۔ اٹھ حضرت امام اہل سنت کے اپنے کلام اور مولانا کاظمی صاحب کے بیان میں قطعاً کوئی تضاد نہیں ہے تضاد اس وقت ہوتا جبکہ اٹھ حضرت علم میں مساوات اور علم بالذات کی نفی کرتے اور مولانا کاظمی صاحب یا خود سرکار اٹھ حضرت کسی بھی جگہ علم میں اللہ تعالیٰ سے مساوات و نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب بالذات کا اقرار فرماتے تو تضاد ثابت ہوتا۔ کاظمی صاحب اور خود اٹھ حضرت علیہ الرحمۃ کی مواضع عبارات میں نہ تو علم میں مساوات کا ذکر ہے نہ علم بالذات کا بیان ہے نہ جمیع معلومات الہیہ کے عقیدہ کا اظہار ہے اگر کچھ ہے تو وہ نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم

کے لئے ظاہر و باطن اول و آخر کے علوم کا احاطہ کرنے کا ذکر ہے اگلوں پھلوں کے علم جاننے کا عقیدہ بھی تضاد پیدا نہیں کرتا۔ کیونکہ اول و آخر ایک حد ہے اس کا علم ملنے سے مساوات یا مماثلت نہ ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی غیر متناہی جس کی کوئی انتہا نہیں قدیم اور غیر حادث اور حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف اول و آخر کے حالات ابتدائے آفرینش سے تا قیام قیامت اور دخول جنت و دوزخ تک کے حالات پر مشتمل اور عطا فرمائی ہے۔ لہذا تضاد ثابت نہ ہوا۔ اگر اول و آخر کے علم سے مساوات یا مماثلت یا جمع معلومات الہیہ ثابت ہوتی ہیں تو پھر فتویٰ شرک کی زد میں بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی بھی آتے ہیں ملاحظہ ہو وہ لکھتے ہیں ”علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور لیکن وہ سب علوم رسول اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں“ (تحذیر الناس ص ۸)

مصنف ”سیف شیطانی“ نے ص ۳۱ کے نیچے اور ص ۳۲ پر ”قہر القادر“ ص ۱۱۱ فتاویٰ افریقیہ ص ۸۱

”عرفان شریعت“ ص ۳۲-۳۳ ج ۲ سے بعض دیوبندی وہابی نیچری قسم کے مولویوں اور بعض لیڈروں کی تکفیر ثابت کی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مصنف ان کتب میں مذکور دلائل کا جواب دیتا اور پھر ہم سے جواب کا مطالبہ کرتا لیکن مصنف نے ان فتاویٰ کی نقل پر اکتفا کیا ان کتب میں مذکور دلائل کو چھوٹا کر نہیں اور نہ تضاد ثابت کرنے کے لئے متبادل عبارت نقل کی جس سے تضاد ثابت ہوتا کسی فتویٰ کا محض نقل کر دینا بے معنی ہے۔

اسی طرح ص ۳۲ و ص ۳۳ پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے چند فتاویٰ ملفوظات ص ۱۳۴ ج ۲ - رسالہ تہدید ایمان ص ۴۳۔ ”عرفان شریعت“ ص ۳۶ ج ۲۔ ”عرفان شریعت“ ص ۳۷ ج ۲ سے نقل کئے گئے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت نے مولوی اسماعیل دہلوی اور یزید پلیدی کی تکفیر سے امام اعظم علیہ الرحمۃ کے اتباع میں سکوت فرمایا۔ یہ فتاویٰ اپنی جگہ حق اور سچ ہیں۔ اسماعیل دہلوی کے عقائد کفریہ ہیں جن کا رد ”الکوئبتہ اشہابیہ“ میں فرمایا۔ لیکن اسماعیل کی تو بہ مشہور ہونے کے باعث اس کی تکفیر و لعن سے توقف و سکوت فرمایا۔ اس سلسلہ میں مصنف ”سیف شیطانی“ کو چاہیے تھا کہ وہ تضاد ثابت کرنے کے لئے متبادل فتاویٰ نقل کرتا جس سے ثابت ہوتا کہ ایک طرف تو اسماعیل و یزید کی تکفیر سے توقف ہے اور دوسری طرف تکفیر و لعن کے قائل ہیں لیکن مصنف نے ایسا ثابت نہیں کیا نہ ہو سکتا ہے۔

کذب افتراء کی انتہا | مصنف ”سیف شیطانی“ ص ۳۴ پر بعنوان ”احمد رضا خاں بریلوی کے والد ماجد کا فتویٰ“ لکھتا ہے ”مولانا نقی احمد صاحب مرحوم لکھتے ہیں

”مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی علمائے دین اور مومنین صادقین میں سے ہیں“ تحفۃ المقلدین ص ۱۵ منقول از رسالہ صدائے حق (۱۳۷۷ھ)۔ یہ وہ بدترین شیطانی جھوٹ اور ایسی افتراء ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔ نہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے والد بزرگوار کا نام نامی مولانا نقی احمد صاحب ہے نہ دنیا میں ان کی تحفۃ المقلدین کے نام سے کوئی کتاب ہے، نہ وہ مطبوعہ صبح صادق سیتاپور میں چھپی ہے، نہ اس کا کوئی وجود ہے۔ صدائے حق رسالہ دیابنیہ کا اپنا چرچہ ہے اور اس کے مہینہ و شمارہ نمبر کا بھی حوالہ مذکور نہیں محض ۱۳۷۷ھ لکھ دینا کافی نہیں۔ آج سے بہت پہلے اور یوسف رحمانی کی ولادت سے بہت پیشتر اس جعلی کتاب کا خالص الاعتقاد ص ۱۱ اور روشہاب الثقب ص ۵ پر فاضل اجل علامہ مولانا محمد اجمل مفتی سنبھل علیہ الرحمۃ اس شیطانی افتراء اور من گھڑت کتاب کی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے والد گرامی کی طرف نسبت کی تردید فرما چکے ہیں اگر مصنف ”سیف شیطانی“ ہمیں یہ کتاب دکھا دے تو ایک ہزار روپیہ انعام پیش کریں گے۔ اس من گھڑت فرضی کتاب کے فرضی حوالہ کی بنیاد پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلاف غلیظ بازاری خرافات کا مظاہرہ کوئی جدی پشتی حرامی ہی کر سکتا ہے جس کی رگوں میں شیطانی خون گردش کر رہا ہو۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کے خلاف جس ذلیل ترین خرافات کا مظاہرہ کیا گیا کوئی کنجر بھی یہ زبان استعمال نہیں کر سکتا ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے پیر بھائی کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے اس من گھڑت کتاب ”تحفۃ المقلدین“ کا نام لینا اپنے کذاب اعظم ہونے کا اعلان کرنا ہے۔ لعنة الله على الكاذبين

دیوبندی ملاں اپنے بڑے بڑھوں کا اسلام ثابت کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے والد گرامی پر افتراء کرنے میں شرم و حیا اور قطعاً غیرت محسوس نہیں کرتا اور جھوٹ پر جھوٹ مارتا جا رہا ہے۔ دیوبندی ملاں نے رشید گنگوہی اور قاسم نانوتوی کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے ”تحفۃ المقلدین“ نامی کتاب تو گھڑ لی اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے والد گرامی علیہ الرحمۃ کے ذمہ لگا دی لیکن اس جابل ملاں کو اپنے گھر کی خبر ہی نہیں دیکھئے کتاب ”مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۸۷-۸۸ اس پر مدرسہ دیوبند کے سابق مفتی اعظم مفتی محمد شفیع دیوبندی ساکن کراچی کی تائید و تصدیق موجود ہے اور ص ۱ پر مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اس کتاب کا تعارف لکھا ہے۔ اس میں لکھا ہے ”مولانا محمد احسن نانوتوی نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے والد محترم مولوی نقی علی خاں کو عید گاہ سے یہ پیغام بھجوایا کہ میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں پڑھانا نہیں چاہتا آپ (مولانا نقی علی) تشریف لائیے جسے چاہیے امام کیجئے میں اس کا اقتدار کروں گا“ پھر چند سطر بعد لکھتے ہیں ”مگر مولوی (نقی علی خاں) صاحب نے براہ مسافر نوازی کوئی غلطی تو ثابت

نہ کی اور نہ مجھ کو اسکی اطلاع دی بلکہ اول ہی کفر کا حکم شائع کر دیا..... مولوی نقی علی خاں صاحب نے ایک استفتاء رام پور سے منگوایا جس کی رد سے میری تکفیر مشہور کی۔
یاد رہے کہ یہ تکفیر مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کی تحذیر الناس کی تائید و حمایت کی بنا پر کی گئی تھی ملاحظہ ہو کتاب ”مولانا محمد احسن نانوتوی“ (ص ۸۹-۹۰)۔ ملاں یوسف رحمانی کو اپنے گھر کی تو خبر ہی نہیں ان کے اکابر تو کہہ رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے والد بزرگوار مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب قدس سرہ نے تحذیر الناس کے عقیدہ ختم نبوت کے انکار کی بنا پر مولوی احسن نانوتوی اور قاسم نانوتوی کی تکفیر کی لیکن مصنف ”سیف شیطانی“ اس کے مقابلہ میں فرضی کتابیں گھر کر اپنے اکابر کا ایمان و اسلام ثابت کرتا ہے۔ کیا اس طرح ہی دیوبندیت کا دفاع ہوگا؟

حاجی امداد اللہ صاحب پرافتراء | مصنف ”سیف شیطانی“ اور تو اور اپنے اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی علیہ الرحمۃ پر بھی افتراء سے باز نہیں آیا۔ لکھتا ہے ”حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی مولانا (رشید) گنگوہی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں مولوی رشید احمد صاحب عالم ربانی اور فاضل حقانی ہیں سلف صالحین کا نمونہ جامع بین الشرعیت والطرقت ہیں شب روز خدا اور رسول کی رضا مندی میں مشغول رہتے ہیں..... ہندوستان میں مولوی صاحب فرد واحد ہیں مسائل مشککہ کی عقدہ کشائی مولوی صاحب سے ہوتی ہے۔ اتباع سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں محو ہیں محبت رسول کریم اور عشق خداوندی میں مستغرق ہیں حق گو ہیں لَا يَخَافُونَ لَكُم مَتَمَ لَا تُحِبُّ لِعِزِّ اللّٰهِ کے دین کی حمایت و اشاعت اور تبلیغ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا کوئی ڈر نہیں رکھنے کے مصداق ہیں۔ خدا کے اُپر پورا توکل رکھتے ہیں بدعات سے پورے خود پر محبت ہیں۔ اشاعت سنت ان کا پیشہ ہے بدعقیدوں کو خوش عقیدہ بنانا ان کا طریقہ ہے ان کی صحبت اہل اسلام کے واسطے کیمیا اور اکسیر اعظم ہے ان کے پاس بیٹھنے سے اللہ یاد آتا ہے۔ یہی اللہ والوں کی علامت ہے اور تارک الدنیا ہیں راغب الی الآخرت میں تصوف اور سلوک میں کامل ہیں..... فقیر ان کو اپنے واسطے ذریعہ نجات سمجھتا ہے..... میرا اور مولوی صاحب کا ایک عقیدہ ہے..... الخ“

حاجی صاحب کے نام سے منسوب اس قسم کے پُر فریب و مغالطہ آمیز الفاظ پر مشتمل ایک طویل مضمون ص ۳۵، ۳۶ پر نقل کیا ہے لیکن اتنے بڑے دعوؤں پر حاجی امداد اللہ صاحب کی اپنی تصانیف میں سے کوئی حوالہ نقل نہ کیا۔ صدائے حق اور چٹان کا حوالہ کیا اتنے لمبے چوڑے دعوؤں کیلئے کافی ہو سکتا ہے

”صدائے حق“ اور ”چٹانِ دیوبندیوں کے اخبار ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب وہ ہیں جنہوں نے اپنی شہرہ آفاق تصانیف ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ اور ”شامِ امدادیہ“ میں دیوبندی دھرم کی وہ لتاڑ کی ہے تا قیام قیامت یاد رہے گی۔
 ”مٹاں یوسف کو حاجی صاحب کا نام لیتے ہوئے شرم آنی چاہیے تھی مگر شرم ان کے پاس کہاں جب شرم و حیا رخصت ہو جائے تھی کوئی ایسی باتیں کرتا ہے۔ حاجی صاحب کے فرضی مکتوب کے چند دعوؤں پر نظر ڈالیے۔ خط کشیدہ عبارات و الفاظ کو ملاحظہ فرمائیے۔

نمبر ۱: مولوی رشید احمد گنگوہی خدا اور رسول کی رضامندی میں مشغول ہیں۔

حالانکہ مقتول السلین مولوی اسماعیل دہلوی ”تقویت الایمان“ میں صاف لکھتے ہیں:
 ”رسول کے چاہنے (رضا) سے کچھ نہیں ہوتا“ (”تقویت الایمان“ ص ۴۵)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں ”یوں کہنا کہ اگر رسول چاہے تو فلاں کام ہو جائے گا شرک ہے“ (”بہشتی زیور“ اول ص ۴۵)

جوابات رسول اللہ ﷺ کے لئے دہلوی اور تھانوی شرک سمجھتے ہیں وہ گنگوہی کے لئے کس طرح رد ہو گئی کہ خدا اور رسول کی رضامندی میں مشغول ہیں۔

نمبر ۲: مولوی رشید صاحب فرد واحد ہیں مسائل مشککہ کی عقدہ کشائی مولوی صاحب سے ہوتی ہے۔

اگر یہ صحیح ہے تو ماننا پڑے گا حاجی صاحب کے نزدیک تمام دیوبندی وہابی مٹاں مولوی قاسم نانوتوی۔ مولوی خلیل انبیٹھوی۔ اشرف علی تھانوی۔ انور کاشمیری۔ محمود الحسن دیوبندی حسین احمد مدنی وغیرہ وغیرہ سب جاہل دے علم ہیں کیونکہ حاجی صاحب لکھتے ہیں کہ مولوی رشید احمد صاحب فرد واحد ہیں مسائل مشککہ کی عقدہ کشائی ان سے ہوتی ہے۔ حاجی صاحب مولوی رشید کو فرد واحد لکھ کر دیوبندی ملاؤں کی جہالت اور علمی بے بضاعتی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔

نمبر ۳: تارک الدنیا ہیں

اگر یہ صحیح ہے تو تارک الدنیا ہونا کس طرح سنت نبوی کے مطابق ہو سکتا ہے۔ کیا حضور اقدس ﷺ جملہ دنیاوی امور کو (تعلیم امت کے لئے ہی تھی) انجام نہیں دیتے تھے؟

نمبر ۴: فقیر (یعنی حاجی امداد اللہ صاحب) ان (مولوی گنگوہی) کو اپنے واسطے ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔

یہ بات بھی دیوبندی دھرم پر ایک بہت بڑی ضرب ہے ایک نئی مسلمان کہتا ہے میں حضور

غوث اعظم سرکار بغداد یا حضور خواجہ غریب نواز یا سرکار داتا صاحب قدس سرہم کی ذوات قدسیہ کو اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتا ہوں تو کفر و شرک کے خانہ ساز فتوؤں کے دریاؤں میں سیلاب آ جاتا ہے لیکن خود مولوی گنگوہی کو نہ صرف اپنے لئے بلکہ حاجی امداد اللہ صاحب کے لئے ذریعہ نجات مان رہے ہیں ملاں رحمانی نے یہ لکھ کر گویا تاثر دیا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب رشید گنگوہی کے لئے ذریعہ نجات نہیں بلکہ ملاں رشید حاجی صاحب کے لئے ذریعہ نجات ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب رشید گنگوہی کے پیر و مرشد نہیں بلکہ رشید احمد گنگوہی حاجی امداد اللہ صاحب کے پیر و مرشد اور ان کے لئے ذریعہ نجات ہیں۔

منہ ہر = میرا اور مولوی (رشید احمد گنگوہی) صاحب کا ایک عقیدہ ہے۔

یہ بات سراسر جھوٹ افتراء اور بکواس ہے یقین نہ آئے تو کوئی بھی شخص حاجی امداد اللہ صاحب کا فیصلہ ہفت مسئلہ اور شمام امدادیہ اور رشید گنگوہی کا فتاویٰ رشیدیہ اور ان کی تصدیق شدہ ”براہین قاطعہ“ لے کر بیٹھ جائے۔ رشید کے انگریزی فتوؤں سے حاجی امداد اللہ صاحب کافر و مشرک و بدعتی قبر پرست نظر آئیں گے۔ زیادہ — جدوجہد کی ضرورت نہیں خود مولوی رشید احمد گنگوہی سے پوچھئے کیا آپ کا اور حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ ایک ہے تو وہ گاندھی جی کی جے اور محمود الحسن کی جے کا نعرہ لگا کر صاف صاف بتا دیں گے۔

”حجت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی..... جناب حاجی (امداد اللہ) صاحب سلمہ اللہ کا ذکر

کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا ہے“ واللہ تعالیٰ اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

فہر رشید احمد ^{۱۳۱} (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۹۱)

بتائیے مولوی رشید احمد گنگوہی تو کبہ رہے ہیں کہ سوالات شرعیہ میں حاجی امداد اللہ صاحب کا ذکر کرنا بے جا۔ وہ شرعی مسائل اور دینی عقائد کو کیا جانیں۔ کیا مولوی گنگوہی جی کے اس حوالہ سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ حاجی صاحب اور ان کے عقائد میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ شرعی مسائل میں حاجی صاحب کا نام لینا اور ذکر سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک حاجی امداد اللہ صاحب شرعی مسائل میں جاہل و بے خبر ہیں۔ مگر اس کے باوجود ملاں رحمانی کھینچا تانی سے حاجی امداد اللہ صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک عقیدہ بتا رہا ہے۔ اور سینے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب حاجی صاحب کی مسائل شرعیہ سے بے خبری یوں بیان کرتے ہیں :

سوال = رسالہ ہفت مسئلہ مطبوعہ نظامی جو کہ حضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ سے

منسوب ہو کر شائع ہوا ہے یہ نسبت حاجی صاحب سلمہ کی غلط ہے یا نہیں؟

جواب = ”یہ رسالہ ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ ان (حاجی امداد اللہ صاحب) کا لکھا ہوا نہیں کسی نے لکھا ان (حاجی صاحب) کو سنا دیا انہوں نے اصل مطلب کو دیکھ کر اباحت کی تصحیح کر دی اور (ان کو) حال اہل زمانہ سے خبر نہ ہوئی“ واللہ تعالیٰ اعلم ”فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۹۴“

جاننا چاہیے پہلے تو رشید احمد گنگوہی نے اپنے پیرومرشد حاجی امداد اللہ صاحب کا ذکر مسائل شرعیہ میں بے جا بتایا تھا اور اب فرما رہے ہیں کہ انہوں نے ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ کی تصحیح کر دی انہیں حال اہل زمانہ سے خبر نہ ہوئی۔ بتائیے ایسے حالات میں کوئی کس طرح یقین کرے کہ حاجی امداد اللہ صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کا ایک عقیدہ ہے۔ اور پھر شائم امدادیہ اور ”فیصلہ ہفت مسئلہ“ اور ”فتاویٰ رشیدیہ“ و براہین قاطعہ سب کے سامنے ہے ہر ذی علم جان سکتا ہے کہ حاجی امداد اللہ صاحب اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے عقائد و نظریات میں زمین و آسمان کا فرق ہے مگر مآل یوسف و دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے دن کو رات اور رات کو دن بتا رہا ہے اپنی جلسازیوں کے کرتب دکھا کر لوگوں کو بے وقوف بنانا چاہتا ہے تاکہ سادہ لوح انسان دیوبندیت کے حبال میں پھنسے رہیں۔

شیر ربانی میاں شیر محمد شریقی پوری علیہ الرحمۃ پرافتراء | سیف شیطانی کے ذیل مصنف نے اپنے مفتی ملاؤں اور جھوٹے اکابرین

کے مصنوعی تقدس کا بھرم قائم رکھنے کے لئے شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد صاحب شریقی پوری علیہ الرحمۃ کا نام بھی لیا ہے ص ۳۸ پر لکھتا ہے ”مولانا مولوی انور شاہ صاحب کشمیری صدر مدرس دیوبند ہمراہ مولوی احمد علی صاحب مہاجر لاہوری شریقی پور شریف حاضر ہوئے اور حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کو بڑی ارادت سے ملے آپ (میاں صاحب علیہ الرحمۃ) ان سے کچھ باتیں کرتے رہے اور (انور) شاہ صاحب خاموش رہے پھر آپ نے مولانا انور شاہ صاحب کو بڑی عزت سے رخصت کیا موٹر کے اڈے تک حضرت میاں صاحب خود سوار کرنے کے لئے ساتھ تشریف لائے شاہ صاحب نے میاں صاحب علیہ الرحمۃ سے کہا ”میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں“ آپ نے ایسا ہی کیا۔۔۔ الخ

دنیا جانتی ہے اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں کہ آستانہ عالیہ نقشبندیہ شریقی پور شریف اہل سنت کا عظیم آستانہ ہے حضرت میاں شیر محمد صاحب قدس سرہ۔ حضرت ثانی صاحب اور حضرت میاں جیل احمد صاحب کے عقائد حقہ اور مسلک اہل سنت کی تردید و اشاعت کے سلسلہ میں

ان حضرات کی مساعی جمیدہ کسی سے مخفی نہیں مولانا حافظ محمد شفیع اوکاڑوی اسی آستانہ کے خادم اور سنیت بریلویت مسلکِ علمفرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے سرگرم مبلغ و واعظ ہیں۔ میاں صاحب علیہ الرحمۃ کے جامعہ میں شروع ہی سے سُنی بریلوی علماء کا تقرر ہوتا چلا آ رہا ہے لیکن اگر کوئی شخص جھوٹ اور بے شرمی پر کمر باندھ لے تو اس کا کیا علاج ہے؟

”خزینہ معرفت“ کا حوالہ کسی طرح بھی ملاں یوسف کے لئے مفید نہیں ہو سکتا ہے۔

۱۔ اس میں مکمل ہے مولوی انور شاہ اور احمد علی شہر قیور شریف حاضر ہوئے۔ شر قیور شریف کہنا اور عاجز دنیا زندگی سے حاضر ہونا دیوبندیت و ہابیت کے منافی ہے۔

۲۔ حضرت میاں صاحب قبلہ کو یہ لوگ بڑی ارادت سے ملے۔ حالانکہ میاں صاحب یا رسول اللہ کانہرہ لگانے اور گیارہویں شریف کرنے والے تھے۔ اور سیدنا مجدد اعظم سرکارِ علمفرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کو سرکارِ غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا اس دور میں نائب سمجھنے والے تھے (ملاحظہ ہو ماہنامہ ”نور و ظہور“ قصور جلد اول شمارہ صفر المظفر)۔ ایسے صحیح العقیدہ سُنی بریلوی بزرگ کی بارگاہ میں حاضر ہونا بڑی ارادت سے ملنا یہ بھی دیوبندیت و ہابیت کے منافی ہے۔

۳۔ حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ کا کچھ باتیں فرمانا دوہ باتیں عقائدِ اہل سنت عظمتِ شانِ رسالت اور اہل اللہ کے پاکیزہ ذکر پر مشتمل ہی ہوں گی) کرنا اور مولوی انور کا شمیری کا خاموش رہنا عقائدِ حقہ قبول کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ اس خاموشی کو اجماعی سکوتی تعبیر کیا جائے گا اور پھر حضرت میاں صاحب کو اپنا رہبر و رہنما بزرگ و پیشوا سمجھتے ہوئے یہ عرض کرنا کہ ”میری کمر پر ہاتھ پھیر دیں“ یہ بھی دیوبندیت و ہابیت کے منافی ہے۔ انور کا شمیری اور احمد علی لاہوری کے اعتقاد و عمل میں ایسی انقلابی تبدیلیوں کے بعد اگر حضرت میاں صاحب ان کو لاری اڈا پر چھوڑنے نے شریف لے آئے تو اس سے دیوبندیت و ہابیت کی کون سی تائید ہو گئی؟ تائید تو جب ہوتی اگر حضرت میاں صاحب علیہ الرحمۃ ”حفظ الایمان“ ”براہین قاطعہ“ ”تذییر الناس“ جیسی گستاخانہ اور رسوا ساز کتابوں کی تائید فرماتے۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ مناظرِ اسلام فاتح دیوبندیت و ہابیت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی مرحوم اسی آستانہ کے فیض پروردہ اور تربیت یافتہ مبلغ و مناظر تھے۔ کیا کل کو دیوبندی یہ کہیں گے کہ مولانا محمد عمر صاحب اچھروی بھی دیوبندی ملاؤں کے مداح تھے؟ آخر کوئی تو ڈھنگ کی بات کرنی چاہیئے۔

ایسی بے سرو پا حکایات، من گھڑت فرضی افسانوں اور بے ربط باتوں کی بسنیا و پردیوبندیت

کاشیش محل آخر کتنے روز گھڑا رہے گا اور پھر ستم بلائے ستم یہ کہ حضرت میاں صاحب شرقپوری اور حاجی امداد اللہ صاحب اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد گرامی مولانا مفتی نقی علی خاں صاحب کے ذمہ جھوٹ باندھنا، ان پر افتراء کرنا من گھڑت کتابوں فرضی صفحوں کے حوالے دینا اور پھر بے شرمی و بے حیائی سے ص ۳۸ و ص ۳۹ پر اعلیٰ حضرت کا فتویٰ کی سرخی جما کر یہ تاثر دینا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے ایسے لوگوں پر یہ فتویٰ دیا ہے وہ فتویٰ دیا ہے ص ۲۹ کے خیانت افروز خلاصہ میں یہ بیان کرنا کہ خلاصہ یہ ہوا کہ احمد رضا خاں کے نزدیک مولانا شیر محمد صاحب شرقپوری ان کے پیر بھائی سید بدر الحسن صاحب مولانا نقی احمد رضا صاحب (احمد رضا خاں کے والد) کافر ہوئے ان کی اولاد حرامی ہوئی العیاذ باللہ حالانکہ ان حضرات پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے فتادی کا اطلاق اس وقت ہوتا جب ان حضرات نے فی الواقعہ دیوبندیت و اہلبیت کے عقائد بدو باطل کی تائید کی ہوتی ”حفظ الایمان“ ”براہین قاطعہ“ ”تذریع الناس“ کے مصنفین کے کفریات کو اسلام سمجھا ہوتا۔ لیکن ایسا نہیں ہے بلکہ مصنف ”سیف شیطانی“ نے ان حضرات کی طرف جو باتیں منسوب کی ہیں وہ جھوٹ ہیں خالص افتراء ہیں بلکہ یہی باتیں دیوبندی دھرم کے منافی ہیں جب یہ سارا تانا بانا ہی جھوٹ اور افتراء کا تو پھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کے مبارک فتادی کا اطلاق ان بزرگوں پر نہ ہوگا اور مصنف ”سیف شیطانی“ کا جھلسازی سے تیار کردہ خلاصہ جہنم رسید ہو جائے گا۔

نام نہاد سیف رحمانی کے بقلم خود مناظر اسلام نے ص ۳ پر مولانا غلام جہانیاں کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے :۔

وہ مدنی محمد معین بن کے آیا - غضب کا جوان حسین بن کے آیا

(النج ”ہفت اقطاب“ ص ۱۶۸)

طالب خدا گواہ کہ نازک بحشم من - عین محمد است کہ عربی شنیدہ

(النج ”ہفت اقطاب“ ص ۱۵۸)

طالب اگر ہے حسن تجلی کی دید کا - آدیکھ زاہد اُرُخِ زیبا فرید کا

نفتش فرید نفتش ہے رب مجید کا - اظہار ذات حق ہے سراپا فرید کا

(النج ”ہفت اقطاب“ ص ۱۶۱)

نام نہاد مناظر اسلام نے کمال بے حیائی سے یہ اشعار تو نقل کر دیئے اب چاہیے یہ بتا کہ ان اشعار کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں کفر و ارتداد یا شرک ثابت کرتا۔ یا پھر اکابرین اہل سنت کی کتب

سے اس کا تضاد پیش کرتا لیکن دلائل اور تحقیقات اس جاہل مطلق کے بس کا روگ نہیں لہذا اپنی آبا کی جہالت کا راز طشت از بام کرنے کے لئے مسٹر حالی کے اشعار میں پناہ لی۔ حالی کے اشعار کوئی وحی خدا تھوڑا ہی میں خود جاہل مصنف اپنی رسالہ کے صفحہ ۱۷ پر بھونکتا ہے ”اگر امام اعظم رحمۃ اللہ کا فرمان بھی قرآن و حدیث سے معارض ہوگا ہم اس کو بھی ٹھکرا دیں گے“ جب اس بد بخت کو امام اعظم علیہ الرحمۃ کے اقوال و ارشادات پر ایسی بے اطمینانی ہے تو ہم حالی کے اشعار کو قرآن و حدیث کے برابر کیسے سمجھ سکتے ہیں؟ دلائل قرآن و حدیث وفقہ سے ہوتے ہیں یا سدس حالی سے ۛ کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

اور پھر حالی نے بھی یہی کہا ہے ۛ

کرے غیر گربت کی پوجا تو کافر - جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر - کو اکب میں ملنے کر ثمرہ تو کافر

بفصلہ تعالیٰ ہم اہل سنت بھی بُت یا کسی مزار کی پوجا کرنے، کسی کو خدا کا بیٹا ٹھہرانے، آگ پر یا کسی قبر پر سجدہ عبادت، کو اکب میں کر ثمرہ ملنے کو کفر کہتے ہیں۔ باقی حالی صاحب جن مسلمانان اہلسنت کو یہ کہتے ہیں ۛ

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں

اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں

شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں الخ

اگرچہ حالی نے مسلمانان اہل سنت پر یہ افتراء کیا ہے کہ وہ نبی کو خدا کر دکھاتے ہیں یا اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھاتے ہیں یا شہیدوں سے دُعا مانگتے ہیں اس پر بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ شہیدوں سے دُعا کوئی بھی نہیں مانگتا بلکہ شہیدوں کے وسیلہ سے دُعا مانگی جاتی ہے لیکن اس کے باوجود خود حالی اپنی موخر الذکر اشعار سے پہلے لکھتے ہیں ۛ

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں

پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

حالی بلا دلیل و ثبوت مسلمانان اہل سنت پر غیر خدا کی پرستش کا بلا دلیل و ثبوت جھوٹا الزام

لگانے کے ساتھ ساتھ ان کو مومن مان رہا ہے۔ بھلا غیر کی پرستش کرنے والا مومن کس طرح رہ سکتا ہے؟

ۛ کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

حالی تو گئے جہاں ان کا مقام تھا انہوں نے اپنے تمام اشعار میں مسلمانان اہل سنت پر غیر کی پرستش کرنے، نبیوں کو خدا کر دکھانے، اماموں کو بنی سے بڑھانے، شہیدوں سے دُعا مانگنے کا افتراء کرتے وقت کسی دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں سمجھی لیکن لکیر کے فقیر نام نہاد مصنف ”سیف رحمانی“ نے بھی حالی کی ماری ہوئی مکھیوں کا عرق نکالتے وقت کسی دلیل و ثبوت کی حاجت نہ سمجھی اور بے دریغ اس افتراء میں شریک ہو گیا۔ مصنف ”سیف رحمانی“ میں رتی بھر صداقت ہے تو وہ ثابت کرے کہ اکابر اہل سنت میں سے کس نے بنی کو خدا کے برابر کیا یا اماموں کو نبیوں سے بڑھایا؟

باقی رہے ہفت اقطاب کے متذکرہ بالا اشعار ان میں بھی وہ بات نہیں جن کی وہ حالی کے اشعار سے تردید کرنا چاہتا ہے۔ اگر مصنف ”ہفت اقطاب“ کے اشعار کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں غلط ثابت کرے تو ہم اس کے دلائل کا تجزیہ کر سکتے ہیں لہذا اس پر لازم ہے کہ وہ ان اشعار پر مدلل گفتگو کرے۔ اور ہوائی باتوں سے دل نہ بہلائے۔ لیکن یہ بات ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ جب ”ہم تکفیری افسانہ“ میں حاجی امداد اللہ صاحب کے اپنے پیر و مرشد حضرت نور محمد صاحب کی مدح میں اشعار ”امداد الشاق“ سے نقل کرتے ہیں اور اسماعیل قیل سے اس پر فتویٰ کفر و شرک ثابت کرتے ہیں تو وہ بے قراری و اضطراب کی کیفیت میں قرآن و احادیث سے ان اشعار کو ثابت کرنے کی بجائے لکھتا ہے ”حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر ملک کے وہ اشعار نقل کئے ہیں جو کہ آپ نے حالت وجد و ذوق میں تدابیر مشروعہ کے تحت اپنے پیر و مرشد خواجہ نور محمد صاحب کے متعلق فرمائے ہیں“ (”سیف شیطانی“ ص ۶۴)

ہم پوچھتے ہیں کیا ذوق و وجد۔ اور تدابیر مشروعہ پر آپ کی اجارہ داری ہے جب آپ اپنے اکابرین کے پیر و مرشد کو فتویٰ کفر و شرک سے بچانے کے لئے وجد و ذوق اور تدابیر مشروعہ کا بہانا بناتے ہیں تو پھر مولانا غلام جہاںیاں کے اشعار کے متعلق بھی ایسا ہی سوچ لیا ہوتا۔ انہوں نے وجد و ذوق نہیں تو کون سا بغض و عناد میں محولہ بالا اشعار تحریر کئے ہیں کچھ تو دیانت چاہیئے۔

مصنف ”سیف شیطانی“ مولانا غلام جہاںیاں کا عقیدہ کے طور پر مذکورہ بالا اشعار نقل کرنے کے بعد ص ۶۲ پر لکھتا ہے: ”یہی وہ اشخاص ہیں جو کہ یہود و نصاریٰ سے بھی بازی لے گئے انہوں نے صرف بنی کو خدا بنایا اور حلول و تشبیہ اور جزئیات کا عقیدہ رکھا مگر آج کا مسلم نما انسان تو دلی کو بنی اور بنی کو خدا بنائے ہوئے ہے۔“

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں یہود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرعاً میں یہود

مذکورہ بالا مختصر سی عبارت میں مصنف نے تین دعوے کئے ہیں لیکن ثبوت ایک کا بھی نہیں۔

(۱) — یہود و نصاریٰ سے بازی لے گئے۔

(۲) — انہوں نے نبی کو خدا بنایا حلول تشبیہ اور جزئیت کا عقیدہ رکھا۔

(۳) — مگر آج کا مسلم نما انسان تو دلی کو نبی اور نبی کو خدا بنائے ہوئے ہے۔

بتائے اس سے زیادہ اور کیا بے شرمی اور بے حیائی ہوگی۔ بھلا اس کا کیا ثبوت ہے کہ ہم اہل سنت

دلی کو نبی اور نبی کو خدا بنائے ہوئے ہیں۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین

دلی کو نبی بنانا اور نبی کو خدا قرار دینا تو یقیناً کفر ہے۔ اگر یہ بات فی الواقع صحیح ہے تو پھر

اکابر دیوبند نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ایمان و اسلام کی شہادت کیوں دی جیسا کہ

ہم آگے مفصل بیان کریں گے۔ اور تو اور اگرچہ شعر بے محل ہی بھی خود مصنف ”سیف شیطانی“

پر لکھتا ہے عہد یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شر مائیں یہود

کچھ بھی ہو بہر حال یہ شعر لکھ کر خود مصنف ”سیف شیطانی“ نے بھی ہم اہل سنت کو مسلمان تو تسلیم

کر ہی لیا۔ آگے اس کی بے ایمانی ہے کہ وہ ہم پر دلی کو نبی اور نبی کو خدا بنانے کا افتراء کر کے اپنے

کذاب و مفتری ہونے کا ثبوت فراہم کر رہا ہے۔ بھلا جو شخص دلی کو نبی اور نبی کو خدا بتائے وہ بھی مسلمان

ہوتا ہے؟ عہد کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا۔

مولانا غلام جہانیاں صاحب کے اشعار اگر واقعی مبنی بر کفر و شرک تھے تو یہ اشعار نقل کرنے

کے بعد مسلمان تسلیم کرنے کے اعلان کا کیا مطلب؟ کہ

عہد یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شر مائیں یہود

تعجب ہے کہ مصنف ”سیف شیطانی“ ان لوگوں کو مسلمان تسلیم کر رہا ہے جن کو چند سطور قبل خود ہی

لکھتا ہے ”یہی وہ اشخاص ہیں جو کہ یہود و نصاریٰ سے بھی بازی لے گئے“ یہ سچ ہے

دروغ گو را حافظہ نباشد

اور پھر ان کی محاورہ سازی کی صنعت ملاحظہ ہو لکھتا ہے آج کا مسلم نما انسان۔ کیا مسلم انسان

نہیں ہوتے؟ یہ ہے جہالت۔ ہاں ہاں یہ ہے حماقت جس کے دماغ میں دیوبند ہو وہ اسی طرح پاگل پن

میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور عقل و شعور سے ماری باتیں کرنے لگتا ہے۔ طنز یہ محاورے اس طرح بنتے ہیں۔

گندم نا جو فروش۔ رہبر مار ہزن۔ یعنی متضاد چیز پیش کی جاتی ہے۔ مسلم نما انسان کا مطلب یہ ہوگا کہ

مسلمان انسان نہیں ہوتے بے جا سے نے اپنی جہالت سے مسلمانوں کی انسانیت ہی کا انکار کر ڈالا۔

جابل مصنف نے مولانا غلام جہانیاں کے اشعار نقل کرتے وقت یہ نہیں بتایا کہ اسے ان اشعار پر کیا اعتراض ہے اور اس کی دلیل کیا ہے؟ یہ ہوتا تو ہم اس کا جواب دیتے۔ ممکن ہے اس کو اس پر اعتراض ہو کہ وہ مدنی محمد معین بن کے آیا۔ تو ہم کہیں گے یہ ذمہ معنی ہے۔ وہ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی مددگار) بن کے آیا۔ اگر وہ یہ سمجھا کہ حضور مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم بعینہ معین بن کے تشریف لائے۔ تو ہم کہیں گے اس پر اعتراض کرنے سے پہلے بانی مدرسہ دیوبند کی ”سوانح قاسمی کا دونوں آنکھیں کھول کر مطالعہ کرے لکھا ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک مولانا (قاسم نانوتوی) کے جسم مبارک میں سما نا شروع ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو مولانا میں سما گیا اور سر مبارک ”سوانح قاسمی“ (صفحہ ۱۲۹)۔ یہاں دیوبندیوں نے حضور نبی اکرم رسول عزیم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کے ہر عضو مبارک کو بانی مدرسہ دیوبند کے جسم میں سما دیا ہر حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عضو نانوتوی بنا دیا۔ یہ کس قدر شدید ترین گستاخی ہے اور پردے درجہ کی توہین ہے۔ مگر توہین انبیاء علیہم السلام و گستاخی سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تو ان کا جدی پیشہ ہے۔ خود بابائے دہلیت مقتول السلین اسماعیل قتیل اپنی قرآن ثانی تقویت الایمان میں لکھتا ہے

”انبیاء اولیاء امام‘ امام زادے‘ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بنے ہیں وہ سب انسان ہیں..... اور بندے عاجز‘ ہمارے بھائی“ (”تقویت الایمان“ ص ۴۳)

جب انبیاء کرام علیہم السلام تک کو بندے عاجز اپنے بھائی اور اپنی مثل بشر کہا جاتا ہے تو پھر انہیں مولانا غلام جہانیاں کے اس مفہوم پر بھی تعجب نہیں ہونا چاہیے جو ان کا من گھڑت ہے۔ اور مولانا کی مراد کے خلاف ان سے غلط منسوب ہے۔ یہ تو دیوبندیوں ہی کا عقیدہ ہے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے جیسا بشر اور بڑا بھائی قرار دیتے ہیں بلکہ یہاں تک کہتے ہیں:

”لفظ رحمۃ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے“
 (”فتاویٰ رشیدیہ“ ص ۹۶ از مولوی رشید احمد گنگوہی)

نہ صرف یہ بلکہ اپنے مولویوں کو بھی رحمۃ اللعالمین قرار دے لیتے ہیں مفتی محمد حسن اشرفی مشہور دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی کے خلیفہ اعظم تھے۔ ان کے انتقال پر ایبٹ آباد کے (دیوبندی) مہتمم مدرسہ لکھتے ہیں۔ ”آج نماز جمعہ پر یہ خبر جانکاہ سن کر دل حزیں پر بیحد چوٹ لگی کہ رحمۃ اللعالمین دنیا سے سفر آخرت فرما گئے“ (”تذکرہ حسن“ بحوالہ تجلی دیوبند و فوری کرن“ فروری ۱۹۶۳ء)۔

دیوبندی ملاں کو مناظر اسلام بننے کے شوق کے پاگل پن میں شعر
طالب دُہی الشد دُہی احمد دُہی نازک
اغیار کہاں سب یار کی جلوہ گری ہے

یہ اعتراف سوچا ہے کہ تثلیث کا عقیدہ کافر عیسائیوں کا تھا لَعَنَ الْكَافِرَ الدِّينَ قَالُوا ان الله
ثالث ثلاثة (القرآن) اس بد بخت کو یہاں تثلیث نظر آئی لیکن اس کو کیا کہیے کہ مولوی عاشق الہی دیوبندی
میرٹھی ”تذکرۃ الرشید“ حصہ دوم ص ۲۲ پر لکھتے ہیں:

”ضامن علی جلال آبادی (دیوبندی) کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مُرید تھیں۔ ایک بار یہ سہارنپور
میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مرید نیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لئے حاضر
ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ میاں صاحب بولے ”فلانی کیوں نہیں آئی؟“ رنڈیوں نے جواب دیا ”میاں
صاحب ہم نے اُس کو بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو۔ اُس نے کہا کہ میں بہت گنہگار ہوں
اور بہت روسیاء ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں۔“ میاں صاحب نے
کہا ”نہیں جی تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا“ چنانچہ رنڈیاں اُسے لے کر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں
صاحب نے پوچھا ”بی تم کیوں نہیں آتی تھیں؟“ اُس نے کہا ”حضرت روسیاء کی وجہ سے زیارت کو
آتی ہوئی شرماتی ہوں۔“ میاں صاحب بولے ”بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو
دہی (الشد) ہے“

بتائیے رنڈیاں اپنی سیاہ بختی کا اعتراف کریں لیکن دیوبندی پیر اللہ تعالیٰ سبح و تقدوس کو
رنڈیوں اور ان کے افعال بد کا ذمہ دار قرار دیں کیا اس سے یہ ثابت نہیں کہ دیوبندی پیر کے نزدیک (معاذ اللہ)
اللہ تعالیٰ ان رنڈیوں اور ان کے آشناؤں میں حلول کر گیا تھا۔ جو ان کے افعال بد کی ذمہ داری اُس
سبحان سبحوح پر ڈالی گئی اور یہ لکھا کہ کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو دہی (الشد) ہے۔
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

ثابت ہوا کہ دیوبندی پیر خود حلولی ہیں۔ یہ جاہل مصنف کی سینہ زوری ہے کہ وہ اپنی بے شرمی
کے بل پر حلولی ہونے کا الزام لگاتا ہے اور ساتھ ہی اپنے کذاب ہونے کا سرٹیفکیٹ پیش کرنے کے
لئے لکھتا ہے ”تشبیہ حلول کے قائل کے متعلق خود مولوی احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں کہ تشبیہ کا
قائل کافر ہے“ (سیف شیطانی ص ۴۲)۔ اس کے بعد اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا فتویٰ مبارکہ نقل کیا گیا ہے
جب یہ بد بخت خود معترف ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ تشبیہ و حلول کے قائل پر حکم کفر

صادر فرماتے ہیں تو پھر بریلویوں پر حلول و تثلیث و تشبیہ کی افتراء پر دازی کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا نکل سکتا ہے۔ مصنف ”سیفِ شیطانی“ مفتری ہے اور متضاد دعوے کر کے اپنی فریب کاریوں اور تضاد بیانیوں کا راز افشاء کر رہا ہے۔ مصنف ”سیفِ شیطانی“ نے جب خود صفحہ ۴۲ نصف تا صفحہ ۴۴ ”عرفانِ شریعت“ اور ”فتاویٰ افریقیہ“ سب کچھ ثابت کیا ہے تو پھر ہم پر الزام کیسا ہماری صفائی تو وہ خود پیش کر چکا باقی بھک مارنے سے کیا فائدہ؟

جاہل مصنف نے صفحہ ۴۴ پر مولانا محمد یار صاحب گڑھی شریف والوں کے بھی چند اشعار نقل کئے ہیں۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ کیا کسی بزرگ کے شعر نقل کر دینا ہی کافی ہیں؟ ان کو دلائل شرعیہ کی روشنی میں غلط ثابت کیا جاتا اور پھر اپنے پاؤں پر جو کلباڑی خود مار چکا ہے اس کو بھی پیش نظر رکھنا یعنی مصنف خود حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار کی صفائی میں کہہ چکا ہے کہ یہ اشعار حالت وجد و ذوق میں لکھے گئے ہیں جب آپ حاجی امداد اللہ صاحب کو کفر و شرک کے اسماعیلی فتوؤں سے بچانے کے لئے وجد و ذوق کی پناہ تلاش کر سکتے ہیں تو پھر مولانا محمد یار صاحب مرحوم پر کیا اعتراض ہے اگر کوئی اعتراض ہے تو مدلل بیان کریں اور جواب لیں۔ مگر مصنف ”سیفِ شیطانی“ میں اتنی لیاقت کہاں کہ وہ مدلل گفتگو کرے۔

گھر کی خبر نہیں | دیوبندیت کی مردہ نعش میں نئی روح ڈالنے کے لئے ”سیفِ شیطانی“ کا عینہ مصنف بہر عنوان اعتراضات کے خبط میں اس حد تک مبتلا ہے کہ اسے گھر کی خبر ہی

نہیں وہ مولانا غلام جہانیاں صاحب اور مولانا محمد یار صاحب مرحوم پر تو اعتراض کرنے نکلا ہے مگر اپنے اکابر کے عقائد و فتاویٰ سے واقفیت ہی نہیں جس قسم اشعار پر وہ اعتراض کر رہا ہے اس سے بڑھ کر دیوبندی شیخ البند مولوی محمود الحسن نے اپنے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں لکھے ہیں۔

لہذا ہم کہتے ہیں۔

یوں نظر دوڑے نہ بر چھن تان کر

اپنے بیگانے ذرا پہنچان کر

ملاحظہ ہو مرثیہ گنگوہیؒ

زبان پر اہل ہوا کی ہے کیوں اعلیٰ و سبل شائد

بانی اسلام کا ثانی | اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی (مرثیہ گنگوہی ص ۶)

یہاں مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی کہا جا رہا ہے۔ بانی اسلام کون ہے ظاہر ہے کہ حقیقی بانی اسلام اللہ تبارک و تعالیٰ ہے یا پھر حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو بانی اسلام کہہ سکتے

ہیں مگر مولوی محمود الحسن اپنے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام اللہ تبارک تعالیٰ یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دے رہے ہیں۔ یہی نہیں بلکہ یہی مولوی محمود الحسن چند ورق آگے لکھتے ہیں

رَبُّ الْعَالَمِينَ - خدا ان کا مربی وہ مرتبی تھے خلّاق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربّانی

یہاں مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربی خلّاق کہا گیا ہے جس کا معنی ہے ربّ العالمین۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی اپنے ترجمہ قرآن مجید مطبوعہ شیخ برکت علی اینڈ سنز لاہور کے صفحہ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کا ترجمہ یوں کیا ہے سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے۔ یہ کتنا عظیم اور واضح شرک ہے کہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربی خلّاق کہا جائے۔ خلّاق جمع خلق کی ہے گویا مولوی رشید احمد گنگوہی ہر ہر عالم کے رب اور پوری خلقت کے پروردگار ہیں۔ لیکن کوئی شرک نہیں کوئی کفر نہیں۔

اگر یہی بات کوئی سنی مسلمان حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہہ دے کہ

خدا ان کا مربی وہ مرتبی تھے خلّاق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربّانی

فورا کفر و شرک کی مشین گنیں تو میں ہزار ہزار گولے فتاویٰ کفر و شرک اگلنے لگسین لیکن مولوی گنگوہی جی کے متعلق کڑا پتھر سب بھٹم ہے۔

عیسیٰ و یوسف علیہما السلام | دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن اپنے پیر و مرشد رشید احمد گنگوہی کو ربّ العالمین اور بانی اسلام کا ثانی قرار دینے کے بعد دیگر

انبیاء کرام علیہم السلام میں سے رشید احمد گنگوہی کو میمائے زماں (اپنے وقت کا عیسیٰ علیہ السلام) اور ماہ کنعانی (سیدنا یوسف علیہ السلام) قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

میمائے زماں پہنچا نلک پر چھوڑ کر سب کو

چھپا چاہ لحد میں وائے قسمت ماہ کنعانی (مرثیہ گنگوہی ص ۷)

اور قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں

بہید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی (مرثیہ گنگوہی ص ۸)

مولوی رشید احمد گنگوہی کے کالے کالے فلام بھی سیدنا یوسف علیہ السلام کے ثانی ہیں۔

ان ساری خرافاتوں اور جاہلانہ بکواسوں کا بقلم خود مناظر اسلام کے پاس کیا جواب ہے؟

اگر کچھ ہے تو یہی کہ یہ اشعار حالت وجد و ذوق و سکر میں تدبیر مشرودہ کے تحت لکھے ہیں
جناب! اس کی دلیل کیا ہے دلیل کچھ نہیں ہمارا کہہ دینا ہی دلیل ہے ہم جو کہہ رہے
بندہ نواز! اگر یہی اشعار حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ یا سرکار سلطان الہند خواجہ
غریب نواز کی مدح میں کہہ دیئے جائیں تو پھر.....

پھر یقیناً کفر و شرک ہیں اور یقیناً انبیاء و رسل علیہم السلام کی توہین و تہقیر ہے۔
اہل علم و انصاف کے لئے مقام غور و فکر ہے یہ جاہل ملاں اپنے اکابر کانگریسی ایجنٹوں ہندوؤں کے ٹھنڈوں
کو کیلے کیا بنا دیتے ہیں کس فراخ دلی سے رب العالمین بانی اسلام کا ثانی سیدنا عیسیٰ و یوسف
علیہم السلام قرار دیتے ہیں لیکن اہل سنت حقیقی اولیاء اللہ و محبوبان خدا کی شان میں کہہ دیں تو فوراً
شرک و بدعت کا جان لیوا دورہ پڑ جاتا ہے۔

بتائیے مولانا محمد یار صاحب مرحوم نے اپنے اشعار میں کوئی اس قسم کی انتہا پسند اور شدید مبالغہ
آمیزی کی بات کہی ہے اگر کہی بھی ہوتی تو اس کی ذمہ داری امام اہل سنت اعظم حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ
پر کس طرح آسکتی ہے اور اس کو پوری دنیائے اہل سنت کا عقیدہ کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟
ملاں رحمانی کو یہ بھی گوارہ نہیں کہ کوئی مسلمان یہ کہہ دے ۛ

کسی عارف سے پوچھا تھا خدا کی کیسی صورت ہے
خدا سے یہ آواز آئی میری صورت محمد کی (نعت نور محمد ص)

حالانکہ خود سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں من رانی فقد را الحق
جس نے مجھے دیکھا اُس نے خدا کو دیکھا۔

یاد رکھ ۛ خدا کی پاک ہستی کو محمد میر کہتے ہیں

محمد بے کدورت کو خدا یا پیر کہتے ہیں (دیوان محمدی ص ۱۷)

پہلے مصرعہ میں خدا کی پاک ہستی کو محمد میر کہنا ہے وہ معنوی لحاظ سے ہو سکتا ہے محمد کا معنی بے حد
تعریف کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کی تعریف بھی بے حد کی گئی، کی جاتی ہے، کی جاتی رہے گی۔ پہلے مصرعہ میں محمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نہیں کہا بلکہ خدا تعالیٰ کو محمد میر کہا گیا ہے لہذا نبی کو خدا سے بڑھانے کا افتراء غلط ثابت ہوا۔
اور مصرعہ ثانی محمد بے کدورت کو خدا یا پیر کہتے ہیں اس میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا
نہیں کہا گیا۔ شاعر کہتا ہے محمد بے کدورت کو اسے خدا پیر کہتے ہیں اور علاقائی زبانوں کے الفاظ میں لیا
کہنا معنوی اعتبار سے غلط نہیں ہے۔

اسی طرح ۷ محمدؐ میں فنا ہو کر محمدؐ بن کے نکلا ہے

حبیب کبریا کا شیخ فانی دیکھتے جاؤ

یہ بھی معنوی اعتبار سے غلط نہیں یعنی حضور سیدنا محمدؐ کے عشق و محبت میں فنا ہو کر محمدؐ بن کے نکلا ہے اور حبیب کبریا کا شیخ فانی دیکھتے جاؤ۔ اس میں حضور محمدؐ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اور برتری تسلیم کی جا رہی ہے اور حبیب کبریا کا شیخ فانی اُن کا پروردہ کیا جا رہا ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل یا ہمسر نہیں کیا جا رہا ہے جیسا کہ دیوبندی کہتے ہیں اور ابھی ”سوانح قاسمی“ جلد ۳ ص ۱۲۹ کے حوالہ سے گزرا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر عضو عضو مولانا نانوتوی میں سا گیا۔ یہ کون سی دلیل شرعی ہے؟ کیا خدا کی شان ہے یا خود خدا ہے جلوہ گر

ملتی ہے اللہ سے تصویر میرے پیر کی (دیوان محمدی ص ۴)

اس میں بھی خدا کی شان خدا کی جلوہ گری کہا ہے عین ذات خدا نہیں کہا گیا۔ بلاشبہ اولیاء اللہ

کی مقدس شانیں اللہ تعالیٰ کی شان کا مظہر ہیں اور انوار الہیہ ہی کے جلوہ کی اولیاء اللہ میں جلوہ گری ہے باقی رہا تصویر کہنا یعنی صورت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا

ملاں جی نے یہ شعر بھی نقل کیا ہے

برائے چشم بینا از مدینہ بر سرِ ملتان

بشکل صدر الدین خودِ رحمتہ اللعالمین آمد

ملاں جی نے نقل کرنے کو تو یہ شعر بھی نقل کر دیا ایک لمحہ کی تاخیر نہ کی مگر یہ نہیں بتایا اس شعر

کے کس حصہ سے اس کو کون سا درد لاحق ہوا ہے شعر کا مفہوم اپنی جگہ واضح ہے۔ برائے چشم بینا از

مدینہ بر سرِ ملتان مصرعہ ثانی بشکل صدر الدین خودِ رحمتہ اللعالمین آمد۔ پر ہی اس کو کچھ اعتراض ہو سکتا ہے

تو اہل سنت کا عقیدہ ہے بلاشبہ جس وقت بھی چاہیں سرکارِ دو عالم رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

جس جگہ چاہیں جلوہ افروز ہو سکتے ہیں۔ ہم اہل سنت کا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ

عقیدہ ہے۔ اور دیوبندیوں کا اپنے مولانا قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے متعلق یہ عقیدہ ہے۔ ملاحظہ ہو

”ایک دفعہ نہیں متعدد مواقع پر مشاہدہ کرنے والوں نے وفات کے بعد دیکھا کہ مولانا (قاسم)

نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد منہری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔“

”سوانح قاسمی“ جلد سوم ص ۱۵۰ و ”ارواحِ ثلاثہ“ ص ۱۸۵

سید احمد ساکن رائے بریلی | ایک مالدار مسلمان دائم الخمر (شرابی) نے آپ (سید احمد) کی خدمت میں عرض کیا: حضرت میں شراب نوشی کا ایسا عادی

ہوں کہ اس کے بغیر ایک لمحہ بھی جی نہیں سکتا اور تمام منہیات شرعی سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں مگر شراب نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ نے فرمایا: ”اچھا ہمارے سامنے شراب نہ پیا کرو“ اس کے بعد وہ آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔ ایک روز شراب کے نشہ نے زور کیا تو کمرے سے شراب مانگی وہ پیالہ میں ڈال کر شراب لے آیا۔ جوں ہی پیالہ منہ کے نزدیک لے گیا دیکھا دانتوں میں انگلی دبائے ہوئے (سید احمد وہابی) سامنے کھڑے ہیں فوراً پیالہ ہاتھ سے پھینک کر توبہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ مگر پھر دیکھا تو سید صاحب وہاں نہیں ہیں۔ سمجھا کہ شاید مجھ کو وہم ہو گیا تھا پھر نوکر کو حکم دیا وہ شراب پیالہ بھر کر لایا اور اس نے پینے کے لئے منہ کے قریب کیا مگر پھر سید صاحب کو حاضر اور موجود پایا پھر پیالہ پھینک کر حضرت حضرت کہنے آپ کی طرف دوڑا پھر دیکھا وہاں کوئی بھی نہیں۔ پھر کوٹھڑی میں گھس کر کل دروازوں کو مشفل کر دیا کہ شراب طلب کی منہ کے قریب پایا کہ جانے کے ساتھ ہی (مولوی سید احمد وہابی) کو سامنے کھڑا دیکھا تب پیالہ پھینک دیا۔ سید صاحب کو ڈھونڈا تو کچھ پتہ نہ چلا آخر لاچار ہو کر بیت الخلاء (پاخانہ گاہ) میں شراب طلب کی تو وہاں بھی حضرت (مولوی سید احمد وہابی) کو سامنے کھڑا دیکھا اس وقت اس نے شراب سے توبہ کی“

(سوانح احمدی ص ۵۳ مولفہ محمد جعفر تھانوی)

حضور ﷺ کا ملتان شریف تشریف لانا تو محل تعجب و طعن ہے لیکن مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی سید احمد ساکن رائے بریلی پیر و مرشد اسماعیل قتیل کا بعد انتقال بھی جسدِ غفر کے ساتھ آنا اور متعدد بار حاضر ہونا باعث تعجب نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔ اس سے کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ان لوگوں کے قلوب میں اپنے ملاؤں کی عظمت سرکارِ دو عالم ﷺ کی عظمت سے کہیں زیادہ ہے۔ باقی رہا بشکلِ حد الدین تو یہ بھی ذمہ داری بات ہے اور پھر ہم ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے کہ ”رسول اللہ ﷺ کا جسم مبارک مولوی قاسم نانوتوی کے جسم میں سما گیا ہر حضور رسول اللہ ﷺ ہر حضور مولانا نانوتوی میں سما گیا“ (سوانح قاسمی جلد ۳ ص ۱۲۹)۔

بتائیے جب ان کا اپنے مولویوں کے متعلق یہ عقیدہ ہے تو پھر اور کسی پر کس منہ سے اعتراض کر سکتے ہیں۔

پاک مثنیٰ تنظیم کے صدر کا عقیدہ | اس عنوان کے تحت مصنف ”سیف شیطانی“ صفحہ ۴۵ پر لکھتا ہے: مولوی صالح محمد ملتان مولوی خدا بخش صاحب

کے مرید تھے۔ مولوی صاحب نے اُن کو درج ذیل سند مطافرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔

اما بعد میگوید فقیر خدا بخش کہ مولوی صالح محمد بن مولوی درویش محمد کہ دامن گیر این فقیر است

ضمانت ایمان و شرم و دجہاں بذمہ این فقیر است بہر جا کہ بخواند جواب ہم و دستگیر شوم

(بحوالہ ہفت اقطاب ص ۸۷)

بتائیے اس میں کیا خرابی ہے اور اس کی کیا دلیل ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے ”فقیر خدا بخش کہتا ہے کہ

مولوی صالح محمد بن مولوی درویش محمد جس نے اس فقیر کا دامن پکڑا ہے اس کے ایمان اور شرم و دجہاں کا ذمہ دار یہ فقیر ہے جہاں پکارے گا میں جواب دوں گا اور میں امداد کروں گا۔“

بلاشبہ شیخ مرشد ایمان اور شرم و دجہاں کا ذمہ لیتا ہے۔ یہ مرید کی سعادت شکاری امداد کرنا اور

پکارنے والے کو جواب دینا یہ بھی عقیدہ اہل سنت ہے۔ اور دیوبندیوں کی کتب سے ثابت ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب اپنے پیر و مرشد کو پکارتے اور مدد طلب کرتے رہے اور بروز محشر بھی خدا تعالیٰ

کے قاضی ہوتے ہوئے اپنے پیر و مرشد جناب نور محمد صاحب سے ہی امداد کا اعلان فرما گئے۔ ملاحظہ ہو

”امداد المشتاق“ ص ۱۱۶ و ”شام امدادیہ“ ص ۸۳ و ص ۸۴۔ تو پھر سنیوں پر اعتراض کیسا؟

”واللہ العظیم مولانا (اشرف علی) تھانوی کے پاؤں

دھو کر پینا نجات اخروی کا سبب ہے“

”تذکرۃ الرشید“ جلد اول ص ۱۱۳

از مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی

مولوی اشرف علی کے پاؤں کا غسل

دیوبندیوں کی نجات اخروی کا سبب ہے

غور فرمائیے یہ نجات اخروی کا دعویٰ واللہ العظیم اللہ کی قسم کھا کر رہے ہیں یہ دیوبندیوں

کا ایمان اپنی تو نجات اخروی بھی اپنے مولویوں کے پاؤں دھو کر پینے پر موقوف سمجھتے ہیں لیکن ہم اہل سنت

کا یہ کہنا بھی گراں گزرتا ہے کہ کوئی بزرگ یہ کہے کہ میں اپنے مرید کے ایمان و شرم کا ذمہ دار ہوں۔ افسوس

کہ دیوبندی جاہل قوم میں نہ کوئی اصول ہے نہ دیانت ہے۔

”میں (احمد علی لاہوری) نے تقسیم ہند کے بعد حضرت (حسین احمد) مدنی رحمۃ

اللہ علیہ کی خدمت میں لکھا کہ ہم بہت دور ہو گئے ہیں جس پر حضرت (حسین احمد)

مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے یہ مکتوب تحریر فرمایا جسے میں ذخیرہ آخرت سمجھتا ہوں“

(خدام الدین لاہور - ۲۲ فروری ۱۳۶۳ء ص ۱۳)

غور فرمائیے کانگریسی ملاں مولوی حسین احمد ٹانڈوی نام نہاد مدنی قائد اعظم کو کافر اعظم کہنے والے
تنگ دین تنگ وطن کا مکتوب تو ذخیرہ آخرت ہے لیکن کوئی صحیح العقیدہ پیر اپنے مرید باصف کے کام نہیں
آسکتا، نہ اس کی دنیا و آخرت میں مدد فرما سکتا۔

خواجہ خدابخش کے مرید کا عقیدہ | اس عنوان کے تحت ص ۲۵ پر لکھا ہے۔ مولوی محمد حسین ملتانی
بن مولوی درویش محمد بھی خواجہ خدابخش کے مرید تھے تنگ دینی

ہوئی تو خواجہ صاحب نے عالم خواب میں وظیفہ ملتانی بتایا۔ وظیفہ پڑھنے کے بعد غربت و افلاس و تنگ دستی
دور ہوئی تو مولوی محمد حسین نے بعد ازاں درج ذیل رباعی خود تحریر فرمائی۔ اس کے بعد مصنف نے وہ فارسی
کی رباعی تحریر کی حالانکہ اس کو رباعی کہنا ہی غلط ہے۔ یہ تین اشعار اور چھ مصرعوں پر مشتمل نظم ہے۔ بہر حال مصنف
نے دھوکہ دینے کے لئے ان اشعار کا ترجمہ نہیں کیا تاکہ دھوکہ دینے میں آسانی ہو اور معمولی پڑھا لکھا قاری
یہ سمجھے کہ رحمانی نے نہ معلوم کون سی بلا نازل فرمادی ہے اس کا ترجمہ ہم پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو
”ایک دن میں نے دیکھا کہ وہ دلربا مجھے کہتا ہے غم اور الم کو دور کر اور خوشی ظاہر ہو۔ جس
وقت کہ تو سچی زبان سے طلب کرے گا اسی وقت میں ترے پاس پہنچ کر تری حاجت پوری کر دوں گا۔ جب
کوئی ایسا کام تجھے پڑے کہ جس سے تو پریشان ہو اسی وقت میں ترے پاس پہنچ کر تری مشکل آسان کر
دوں گا“ (ہفت اقطاب ص ۸۷)۔

بتائیے یہ کہنے سے کون سا کفر صادر ہو گیا۔ خود دیوبندی بھی اپنے نام نہاد پیروں کو حاجت روا
و مشکل کشا جانتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مولوی محمود الحسن دیوبندی اپنے پیر و مرشد مولوی رشید گنگوہی
کے متعلق لکھتے ہیں ۔

خارج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یا رب
گیادہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی (مرثیہ گنگوہی ص ۵)
مذکورہ شعر میں مولوی رشید احمد کو قبلہ حاجات روحانی و جسمانی تسلیم کیا گیا ہے۔

اس کے بعد صفحہ ۲۶ پر پیر برادر خان صاحب شمس الدین خاں احمدانی شمس معینی کے نام سے
کچھ اشعار نقل کئے ہیں ان اشعار کے نقل کرنے سے دیوبندیوں کی ڈوبتی کشتی بچنے سے نہی۔ بتائیے ان
اشعار سے مصنف کیا نکالنا چاہتا ہے ۔

حسن نور حق نما دیکھا معین الدین کا
شکر مولا مصطفیٰ خواجہ معین الدین کا
مل گیا نام محمد جب معین الدین سے
مصطفیٰ کا ہو گیا جو تھا معین الدین کا

باپ دادا مالک کو نہ مکان نازک فرید قطب عالم لاڈلا بیٹا معین الدین کا
ان اشعار میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو شرعی گرفت میں آسکے۔ اگر آسکتا ہوتا تو نام نہاد مناظر ضرور
اس پر کوئی دلیل قائم کرتا۔ مگر وہ بے بسی کے عالم میں ان اشعار پر کچھ نہ لکھ سکا۔ صرف شعر نقل کرنا تو کافی نہیں
اس کے آگے بھی چند اشعار ہیں۔

جو وقت آخر میں ہو تیاری نظر میں صورت سے تہاری
زباں پہ کلمہ یہی ہو جاری کہ یا محمد معین خواجہ
اس شعر میں آخری الفاظ پر جاہل مصنف اعتراض کر سکتا ہے یا محمد معین خواجہ کو کلمہ کہہ دیا تو ہم
عرض کریں گے کہ کلمہ تو چند حروف کے مجموعہ کو کہتے ہیں شاعر نے کلمہ طیبہ یا کلمہ شہادت یا کلمہ توحید تو
قرار نہیں دیا۔ باقی مندرجہ ذیل اشعار بھی شرعی گرفت میں نہیں آتے۔

چشم بنیا ہو تو دیکھو نور چمکا نور سے فیض احمد میں بھی ہے روشن بجلائے معین
بعد مرنے کے تو چارہ ہی نہیں ان کے سوا جی ہے ہیں تو فقط لے کے سہارے معین
”سیف شیطانی“ ص ۴۶-۴۷ بحوالہ ”ہفت اقطاب“ ص ۱۶۶-۱۶۷

مولوی محمد یار کا عقیدہ | ص ۴۷ پر مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہیں۔
خواجہ غلام فرید چاچڑاں والے کے متعلق رقمطراز ہے

فر د فریدوں پارس وہ اعظم اوتارن
الہی تصویرن پئے بھگوان منیدے ”ہفت اقطاب“ ص ۱۶۳
ان اشعار پر جو اعتراض وہ ظاہر نہیں کیا گیا جواب کس بات کا دیا جائے۔ بہر حال ہو سکتا ہے
کہ مصنف ”سیف شیطانی“ کو اوتارن و بھگوان کے الفاظ پر اعتراض ہو تو ہم کہیں گے بہتر تو یہی تھا کہ اوتارن و
بھگوان وغیرہ الفاظ استعمال نہ کئے جاتے مگر دیوبندی کس منہ سے اعتراض کر سکتے ہیں۔ مولوی مناظر احسن
گیلانی دیوبندی لکھتے ہیں۔ مولوی قاسم نانوتوی نے کہا :

”کیا عجب ہے کہ جس کو ہندو اوتار کہتے ہیں اپنے زمانہ کے نبی یا ولی یا نائب نبی (صحابی) ہوں“
(سوانح قاسمی جلد ۳ - ص ۴۵)

دیوبندی دھرم میں تو نبی۔ صحابی و ولی تک کو بھی اوتار کہہ سکتے ہیں۔
”سیف شیطانی“ کے ص ۴۷ و ص ۴۸ پر بحوالہ ”ہفت اقطاب“ صفحہ نامعلوم کچھ اشعار نقل کئے
ہیں مگر نقل کرنے سے محض کیا فائدہ۔ ان کو کتاب و سنت کی روشنی میں کفر ارتداد یا شرک ثابت کیا ہوتا۔

پیر برادر ڈاکٹر نور بخش طالب فریدی پیر کے متعلق لکھتے ہیں ۵

میرے لہجہ نازک پیر دبر و در بام ہو خدا کے ہاٹے محبوب شاہ دوسرا تم ہو
 شبیہ مصطفیٰ اور مظہر ذات خدا تم ہو حقیقت میں ملے بیٹھے ہوا ہر میں جدام تم ہو
 غریبوں کے سہائے دستگیر بے لوام تم ہو مریضوں کی شفا اور درد مندوں کی درام تم ہو
 ترے در کے سوالی کو خدا خالی نہ جلنے سے ہمارے بندہ مشکل کشا حاجت روا تم ہو
 ان اشعار میں کیا خرابی ہے ان میں وہی کچھ ہے جو امداد الشاق ص ۱۱۶ و شام امدادیہ ص ۸۳ و ص ۱۲ و مرثیہ گنگوہی ص ۲ پر ہے۔ ملاں جی کو اپنے گھر کی خبر لینی چاہیے۔

سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملاں جی کے نبض و عناد کی انتہا ہو گئی۔ اس بد بخت کو یہ بھی گوارا نہیں کہ مولانا غلام جہانیاں صاحب اپنے آقا دہلوی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ کہیں
 ۵ لے شفیع روز محشر اسلام - لے دجیمہ پیش و اور اسلام
 عنادی عادت سے مجبوری کے باعث بلا وجہ شعر نقل کر دیا اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔

ہم نے تکفیری افسانہ میں اس ترتیب سے دیوبندی اکابر علماء کے عقائد و فتاویٰ جمع کئے تھے جن سے ان کا کفر و ارتداد و تضاد و زور و روشن کی طرح عیاں نظر آتا ہے لیکن مصنف ”سیف شیطانی“ نے تقریباً ۴۸ تضاد و کفریات میں سے چند ایک کا برائے نام جواب دے کر باقی کو مبہم کر گیا اور پھر نقالی پر آگیا اور اس کو بھی تکفیری افسانہ کا اسلوب تحریر اپنانے کا شوق چرایا مگر حیات اور علمی بے بسی آڑے آئی کہیں عقائد عقائد لکھا چلا جاتا ہے کہیں فتویٰ فتویٰ کے زیر عنوان بے ربط عبارت کتر بیونت کر کے نقل کر ڈالتا ہے خواہ نتیجہ کچھ نکلے یا نہ نکلے اور کچھ نہیں تو صفحہ ۴۸ پر پیر کا قبر میں آنائی سرخی جاکر فیوضات فریدیہ ص ۹ سے ایک عبارت کاٹ پیٹ کر نقل کر ڈالی مگر نتیجہ کچھ ظاہر نہیں کیا

ظ۔ کوئی سمجھے تو کیا سمجھے کوئی جانے تو کیا جانے

نہ یہ معلوم کہ جاہل مصنف نے یہ عبارت اپنے کسی عقیدہ کے ثبوت میں بطور الزامی جواب نقل کی ہے یا اہل سنت کے عقائد کی تردید کی نیت سے نقل کی ہے۔ اگر اہل سنت کے عقائد کی تردید مقصود تھی تو دلائل قائم کئے جاتے کتاب و سنت سے حوالہ جات نقل کئے جاتے۔ اور اگر تضاد ثابت کرنا تھا تو پھر کوئی متضاد عبارت نقل کی جاتی۔ محض یہ عبارت بطور عقیدہ نقل کر کے چپ سادہ لینے کا کیا مقصد؟۔ اگر یہ غلط ہے تو دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس کی تردید کریں۔ کسی نتیجہ پر تو پہنچیں۔

اسی طرح صفحہ ۴۹ پر مولوی احمد بخش بریلوی فریدی کا عقیدہ بیان کرتے ہوئے

مندرجہ ذیل شعر نقل کئے ہیں :-

سبق پڑھتے ہیں عاشق معصوم رخسارِ جاناں کا

ہمیں بھی عشق ہے طالب اسی بے مثل قرآن کا

جو ہیں مشتاقِ نظارہ میرے خواجہ کو آدیکھیں

عیاں شانِ خدائی ہے فقط پردہ ہے انساں کا ”ہفت اقطاب“ ص ۱۵۴

انصاف کا تقاضہ یہ تھا کہ یہ اشعار نقل کرنے کے بعد تکفیری انسان کی طرز پر اس کا تضاد ثابت کرتا۔

اب کسی کو کیسے پتہ چلے کہ مصنف عنید کو شعر کے کس حصہ پر کیا اعتراض ہے؟ یا تو وہ یہ سمجھتا ہے کہ ہمیں غیب کا علم ہے کہ اس کی قلبی کیفیات پر مطلع ہو کر اعتراض کی نوعیت جان جائیں گے۔ مگر ایسا کس طرح ممکن؟ علم غیب یہ اشعار حبیب خدا شہر دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نہیں مانتے۔

ممکن ہے اس کو عیاں شانِ خدائی ہے فقط پردہ ہے انسان کا پر کچھ تکلیف ہو۔ تو ہم کہیں گے کہ ذرہ ذرہ سے اللہ تعالیٰ کی شان و قدرت عیاں ہے۔ اگر دیا بنہ نہیں مانتے تو خدا تعالیٰ کی شان و قدرت میں کچھ فرق نہیں پڑتا ہے اگر اعتراض ہے تو دلیل لائیں۔ شاعر شانِ خدائی کا اعتراف کر رہا ہے پردہ انسان کا ہونا بھی موجب اعتراض نہیں ہو سکتا بہر حال خالق و مخلوق میں فرق و امتیاز کا عقیدہ رکھتا ہے اور اس پر عناد قلب کے سوا کچھ اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

اگر کچھ ہے تو حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی پران کا ایمان و عقیدہ ہو تو اس مرض کا علاج کرائیں وہ فرماتے ہیں۔ ”فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو دوسروں کے لباس میں آکر خود مشکل آسان کر دیتا ہے۔“ (شائم امدادیہ جلد ۳ ص ۱۰۱)۔

یہاں حاجی صاحب اعتراف فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دوسروں کے لباس میں آکر مشکل آسان کر دیتا ہے وہاں اگر مولوی احمد بخش صاحب نے یہ کہہ دیا کہ عیاں شانِ خدائی ہے فقط پردہ ہے انسان کا تو کیا تصور کیا؟ پردہ اور لباس میں کیا فرق ہے؟

اسی صفحہ ۲۹ پر ایک غالی کا عقیدہ بیان کیا ہے کہ حضور قطب العالم نے بیعت کرنے کا طریقہ یہ بتایا خانصاحب کلمات کیا پڑھیں بس مرید کا ہاتھ پکڑ خدا کے ہاتھ میں دے دیا دست اور دست خداست۔ ”ہفت اقطاب“ ص ۲۱۶۔

اللہ کے ہاتھ میں ہاتھ دینا ہی کلمات ہیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور سرکار رسالت کی رسالت و نبوت کا اعتراف گناہوں سے توبہ کا عہد مرشد اللہ تعالیٰ کے لئے بیعت لیتا ہے کہ اس کے فرمان کی

پابندی کرے گا۔ اگر دیوبندی شریعت میں کوئی خاص الفاظ مقرر و معین ہیں تو مصنف صید خود بتلے۔ اگر اس عبارت کی نقل سے تضاد ثابت کرنا چاہتا تو متضاد عبارت نقل کرے بات کسی نتیجہ پر تو پہنچے۔ دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی تو بغیر کلمات پڑھائے بغیر ہاتھ میں ہاتھ دیئے خط کے ذریعہ بھی بیعت کر لیتا تھا۔ ملاحظہ ہو الاناضات الیومیہ

”سیف شیطانی کے صفحہ ۵۰ پر بعنوان مولوی محمد یار کا عقیدہ چند اشعار نقل کئے ہیں۔

فرید با صفا ہستی محمد مصطفیٰ ہستی
چہا گویم چہا ہستی خدا ہستی خدا ہستی ”(دیوان محمدی ص ۶۳)

اور

محمد محمد پکیندی گزر گئی احمد نال احمد طیندی گزر گئی
خدا کوں دھو سے محمد سے لعلے محمد کو ڈہیں ڈکھیندی گزر گئی
میں اپنی حیاتی توں قرباں تھیواں خدا کوں محمد سنیندی گزر گئی

”(دیوان محمدی ص ۱۰۹)

بتائیے اس میں کیا مصنف ”سیف شیطانی“ کو اس بات پر اعتراض ہے کہ مولانا محمد یار صاحب نے یہ کیوں کہا محمد محمد پکیندی گزر گئی۔ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم۔ مسلمان تو ضرور اپنے آقا و مولیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام مبارک پکائے گا۔ اٹھتے بیٹھتے حوزہ جان بنائے گا۔ آپ بیل و خر کا خیال رکھیں ”صراط مستقیم“۔ احمد نال احمد طیندی گزر گئی بھی باعث تکلیف نہیں ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نام پاک کو اپنے نام پاک سے ملایا ہے۔ اذان میں خطبہ میں کلمہ میں الغرض ہر جگہ احمد جل جلالہ کے ساتھ احمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا نام گرامی ہے اور اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔

یاد رہے مولانا محمد یار صاحب مرحوم کا یہ مقصد ہرگز ہرگز نہیں اور نہ ہو سکتا ہے کہ دودھ اور پانی کی طرز پر ملا دیا۔ یا جس طرح ”تقویت الایمان“ میں اسماعیل قاتل مرکٹ میں ملا ہے اس طرح ملا دیا۔ یہ نہ مولانا کی مراد نہ ان کے الفاظ کے مفہوم سے واضح ہے۔ حد تو یہ ہے کہ ملاں جی کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی مسلمان حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان اقدس میں یہ کہے۔

محمد دی صورت ہے صورت خدا دی
میرے دل توں نقشہ مٹا کوئی نہیں سکدا

”(دیوان محمدی ص ۸۳ و ص ۸۴)

یہاں جاہل مفید مصنف کو محمد دی صورت ہے صورت خدا دی سے دھوکہ ہو سکتا ہے لیکن سرکار
 صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں۔ من رانی فقد را الحق۔ بتائیے کیا اعتراض ہے۔ آخر مرض میں
 مسلسل اضافہ کیوں ہوتا جا رہا ہے؟

”سیف شیطانی“ ص ۵ پر پیر اور پیر زادہ حضرت یعقوب و حضرت یوسف کی مثل کی سرخی جا کر
 ہفت اقطاب ص ۵۲ و ص ۵۳ ایک واقعہ بالکل سراسر خلاف واقع اور غلط رنگ میں نقل کیا گیا ہے ”ہفت
 اقطاب“ میں حضرت نازک علیہ الرحمۃ اور آپ کے صاحبزادہ صاحب کی ملاقات کا اس انداز سے ذکر کیا ہے
 جیسے کافی عرصہ کے بعد حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کی ملاقات ہوئی تھی۔ اس کا یہ مقصد
 ہرگز ہرگز نہیں کہ حضرت نازک حشی علیہ الرحمۃ یا ان کے صاحبزادہ صاحب کو حضرت یعقوب و حضرت یوسف
 علیہما السلام کے مثل قرار دیدیا گیا ہے۔ جیسا کہ مسلمان واڑھی رکھ کر کہتے ہیں میری واڑھی حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم جیسی ہے۔ مراد یہ کہ سنت نبوی کے مطابق ہے۔ یہ مراد نہیں کہ مرتبہ و فضیلت میں رسول اکرم
 صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہے۔ معاذ اللہ ایسا کوئی مسلمان نہیں سوچ سکتا۔ مگر دیو کا بندہ جس کے دماغ
 میں دیو بند ہو۔ تعجب ہے کہ دیو بندی خود تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی مثل بشر قرار دیتے ہیں لیکن
 اہل سنت پر حضرت یعقوب و سیدنا یوسف علیہما السلام کی مثل قرار دینے کا افتراء کرتے ہیں۔
 لعنتہ اللہ علی الکاذبین۔

تعجب ہے کہ یہ خود تو مولوی رشید احمد گنگوہی کو عیسیٰ علیہ السلام اور یوسف علیہ السلام قرار دیں
 نہ صرف یہ بلکہ رشید احمد گنگوہی کے کالے کلاموں کو سیدنا یوسف علیہ السلام کا ثانی قرار دیں جیسا کہ
 گذشتہ اوراق میں ”مرثیہ گنگوہی“ مولوی محمود الحسن دیوبندی کے حوالے سے گزرا لیکن اس کے باوجود اہل سنت
 پر افتراء پردازی کر کے اپنی بد اعمالیوں پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کی جاتی ہے۔

”سیف شیطانی“ کے جاہل مصنف نے صفحہ ۵۱ پر بعنوان ”توہین رسالت
 اپنے منہ پر اپنا طمانچہ“ اور نبی کو عین معین الدین پایا“ لکھتا ہے: ”میاں جمعہ کی بیوی فوت ہو

گئی اداسی کے عالم میں ایک مجذوب آئے۔ انہوں نے کہا کہ خواجه خدا بخش صاحب تم پر ناراض ہیں۔ لہذا
 تم کوٹ ٹھن سے نکل جاؤ مدینہ منورہ جا کر معافی طلب کرو۔“ میاں جمعہ روانہ ہوا۔ راستہ میں چاچڑاں شریف پہنچا
 محمد یعقوب نے حضور معین الدین صاحب کی خدمت میں سارا ماجرا بیان کیا۔ معین الدین نے میاں جمعہ کو
 اندر بلایا اور حکم دیا کہ روٹری جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی زیارت کر چنانچہ میاں جمعہ نے
 روٹری پہنچ کر زیارت کی۔ مختصراً دل میں ارادہ رکھتا تھا کہ اگر کہیں سے خرچ مل جائے تو عرب شریف

پہنچوں اور اپنے شیخ کو راضی کر دوں۔ رات کو خواب میں میاں جمعہ کو محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے لیکن حضور نے اپنا چہرہ الور پر نقاب ڈالا ہوا ہے جس وقت میاں جمعہ قدم بوس ہوتا ہے اور حضور پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھاتے ہیں تو عین شہنشاہ مولا محمد معین الدین صاحب کا چہرہ سامنے آجاتا ہے۔ ”ہفت اقطاب“ ص ۱۹۱

چنانچہ صبح بیدار ہوتے ہی میاں جمعہ واپس چاچڑاں شریف آتا ہے حضور غریب نواز مخزئی محل میں رونق افروز ہیں پورا خواب کا واقع میاں جمعہ کے پیش نظر ہے قدموں پہ گرتا ہے۔ الخ

(”ہفت اقطاب“ ص ۱۸۹ و ص ۱۹۱)

مصنف نے واقعہ مذکورہ بالا کی نقل میں تین بار تسلیم کیا ہے یہ واقعہ خواب کا واقعہ ہے لیکن حضور پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وسلم چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھاتے ہیں تو عین شہنشاہ مولا محمد معین الدین صاحب کا چہرہ سامنے آیا کا بہانہ بنا کر اس کو معاذ اللہ توہین قرار دیتا ہے حالانکہ

ظ۔ دروغ گو را حافظ نباشد

صفحہ ۲۵ ”سیف شیطانی“ پر یہ کذاب خود تسلیم کر چکا ہے ”حدیث پاک میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نابالغ بچے، مجنوں، اور نیند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا۔ چنانچہ ادنیٰ سی مثال پیش خدمت ہے۔ انسان رات کو نیند میں بحالت خواب دیکھتا ہے کہ میں فلاں عورت سے ہمبستری کر رہا ہوں چنانچہ احتلام بھی ہو جاتا ہے لیکن اس پر حد نہیں لگتی (”سیف شیطانی“ ص ۲۵ و ص ۲۶) لیکن یہ بد بخت خود اپنے اس تحریری اقرار کے باوجود اسی کتاب کے ص ۵۱ و ص ۵۲ پر خواب ہی کا ایک واقعہ نقل کر کے توہین رسالت کا الزام عائد کر کے اپنے کذاب و مفتری ہونے کا اعتراف کرتا ہے اور پھر جہالت ملاحظہ ہو فقرہ بنانے کی بھی تمیز نہیں ص ۵۱ کی سُرخ میں لکھتا ہے ”توہین رسالت اور نبی کو عین معین الدین پایا۔“ بتائیے سُرخ کی اس عبارت میں اور کس قاعدہ کے تحت مذکور ہے؟

اپنے منہ پر اپنا طمانچہ نمبر ۲ | جاہل دیوبندی مصنف نے صفحہ ۲۵ پر ”تکفیری افسانہ“ کی مار سے بچنے کے لئے لکھا تھا کہ ”اول الذکر تو یہ بات ہے کہ فتویٰ اعتقاد پر

ہوتا ہے نہ کہ ہر لفظ پر“

اول تو ہم یہ عرض کریں گے کہ مصنف ”سیف شیطانی“ نے اپنی جہالت و حماقت کے باعث اس عبارت میں اول الذکر کا لفظ ہی غلط و بے محل استعمال کیا۔ یہ اس کی ادب و لنت اور زبان و کلام سے بے خبری و لاعلمی کی دلیل ہے کہ جو ذہن میں آتا ہے دھر گھسیٹتا ہے۔ دوم یہ کہ اس اعتراف کے باوجود

کہ فتویٰ ہر لفظ پر نہیں لگتا دریافت طلب امر ہے کہ خود مصنف نے جو ص ۵۳ پر جس فنکاری کا مظاہرہ کیا ہے وہ اس کے اپنے ہی اصول کے منافی نہیں۔ صفحہ ۵۳ بعنوان ”احمد سعید کاظمی کا عقیدہ“ کاظمی صاحب کی عبارات کے جو چار ٹکڑے نقل کئے ہیں۔ کیا وہ اس کی دیانت و امانت کا ماتم نہیں کر رہے ہیں؟ اہل دیوبند کے ہاں کوئی اصول بھی ہے یا نہیں؟ خود ہی کہتے ہیں کہ ہر لفظ پر فتویٰ نہیں ہوتا اور پھر خود چند الفاظ کاٹ چھانٹ کر نقل کر کے اس پر فتویٰ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔

مصنف نے ص ۵۳ پر کاظمی صاحب کی عبارات کے مندرجہ ذیل ٹکڑے نقل کئے ہیں۔

تضاد ثابت نہیں ہوا

(۱) - ”یہ معنی ہرگز نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بشریت مطہرہ ہر جگہ ہر ایک کے سامنے موجود ہے۔“ (تسکین الخواطر ص ۱۶)

(۲) - ”نبی کریم ﷺ ظاہری اور جسمانی طور پر موجود نہیں۔“ (تسکین الخواطر ص ۱۵۵)

(۳) - ”اے محمد ﷺ آپ اپنی جسمانیت کے ساتھ ان مقامات پر موجود نہ تھے۔“

”تسکین الخواطر ص ۱۵۴“

(۴) - ”ہم جسمانیت اور بشریت کے ساتھ حضور کے حاضر و ناظر ہونے کے قائل نہیں۔“

”تسکین الخواطر ص ۱۵۶“

مولانا کاظمی صاحب کی عبارات کے مذکورہ بالا ٹکڑے نقل کرنے کے بعد تضاد ثابت کرنے کے لئے بعنوان ”مفتی احمد یار گجراتی بدایونی کا فتویٰ“ لکھا ہے،

(۱) - ”اپنی اُمت میں کوئی صالح آدمی مر جاوے تو اس کے جنازے میں جانا یہ چیزیں حضور علیہ السلام کا مشغلہ ہیں۔“ (جاء الحق ص ۱۵۳)

(۲) - ”اسی طرح صالحین کی نماز جنازہ میں خاص طور پر اپنے جسم پاک کے ساتھ تشریف فرما ہوتے ہیں۔“ (جاء الحق ص ۱۴۴)

کوئی بتائے کہ کاظمی صاحب اور مفتی صاحب کے اقوال میں کونسا تضاد ہے؟ کیا مفتی احمد یار خان صاحب مرحوم نے کاظمی صاحب کے برعکس یہ فرمایا ہے کہ رسول پاک ﷺ ہر آن ہر جگہ اپنے جسم پاک کے ساتھ حاضر و ناظر ہیں؟ ہرگز نہیں مفتی صاحب مرحوم کے کسی جملہ یا کسی حرف سے یہ ثابت نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں ”جنازہ میں جانا یہ چیزیں حضور علیہ السلام کا مشغلہ ہیں۔“ اگر مفتی صاحب ہر وقت ہر جگہ جسم مبارک کے ساتھ حاضر و ناظر مانتے تو ”جانا“ نہ کہتے۔ اسی طرح عبارت ثانی میں خاص طور پر

اپنے جسم پاک سے تشریف فرما ہوتے ہیں یہ نہ لکھتے۔

یہ دونوں عبارات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مفتی صاحب مرحوم کا عقیدہ بھی وہی ہے جو کاظمی صاحب کا اور کاظمی صاحب کا بھی وہی عقیدہ ہے جو مفتی صاحب کا۔ مگر جس کے دماغ میں دیوبند ہو وہ اپنی عقل اپنے فہم و تدبر کا ماتم کرے بھلا جس جاہل مطلق کو تسکین المخاطر کی عبارت پڑھنے کی بھی تمیز نہیں وہ ”تسکین المخاطر کا محاسبہ کرنے نکلا ہے اور بے حیائی و بے شرمی سے لکھتا ہے: اس سے معلوم ہوا کہ احمد یار نعیمی یا احمد سعید کاظمی دونوں میں سے ایک جھوٹا ہے“ حالانکہ ان دونوں میں کوئی ایک بھی جھوٹا نہیں اور ان دونوں میں سے کسی بھی ایک کو جھوٹا قرار دینے والا خود پرے درجہ کا کذاب و مفتری ہے۔ باقی رہا ان کا کسی کو جھوٹا قرار دینا تو یہ ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے ان کے نزدیک خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے (معاذ اللہ)۔ اور پھر مفتی احمد یار علیہ الرحمۃ کی عبارت کو فتویٰ قرار دینا اور بڑی حماقت ہے کیا جادو الحق فتویٰ کی کتاب ہے؟ جاہل و احمق مصنف اپنے زعم جہالت و حماقت میں اگر اصرار کرے کہ کاظمی صاحب اور مفتی صاحب کی مذکورہ بالا عبارات میں تضاد ہے تو پھر وہ اپنے گھر کی خبر لے اور تحذیر انسانیت اور ارواح ثلاثہ کا مطالعہ کرے۔

تضاد یہ بھی ہے

بانی مدرسہ دیوبند اور مسئلہ حاضر و ناظر | بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں: ”النَّبِيُّ أَذَلِّي بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ كَوَلَدٍ لِمَا ظَلَمَهُ مِنْ أَنْفُسِهِمْ“ دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں“ (تحذیر الناس ص ۱) اس عبارت میں بانی مدرسہ دیوبند تسلیم کرتے ہیں کہ اس آیت کریمہ کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کیلئے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جانوں سے زیادہ قریب کا مطلب یقیناً یہ ہوگا کہ ہر امتی کے ہر وقت قریب ہیں اور امتی مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب تک موجود ہیں۔ نانوتوی صاحب کے اپنے بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ ہر وقت ہر امتی کے قریب موجود ہیں۔ لیکن وہی دوسری جگہ کہتے ہیں۔

ارواح ثلاثہ کی روایت | لکھتے ہیں ”اس واقعہ کے بعد حضرت (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور

اپنی ردا مبارک میں مجھے ڈھانپ کر کبھی اندر لاتے ہیں کبھی باہر لے جلتے ہیں۔ سوتے اور جاگتے اکثر اوقات یہی منظر آنکھوں کے سامنے رہتا ہے“ (ارواح ثلاثہ ص ۲۹)۔

”تہذیر الناس“ سے ثابت ہے۔ ہر امتی کی جان سے زیادہ رسول اللہ ﷺ اُس کے قریب ہیں۔ ارواحِ ثلاثہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اکثر اوقات حضور ﷺ تشریف لاتے تھے۔ ہر وقت قریب نہیں تھے۔ اب یا تو نالوتوی صاحب نے پہلے جھوٹ بولا یا بعد میں جھوٹ بولا۔ لعنتہ اللہ علی الکاذبین۔

یا پھر یوں ہے کہ نالوتوی صاحب رسول اللہ ﷺ کے امتی ہی نہیں۔ پہلی تہذیر الناس کی عبارت میں نالوتوی صاحب نے امتیوں کے بارے میں لکھا ہے کہ امت سے قرب حاصل ہے اپنے بارہ میں نہیں کہا۔ ارواحِ ثلاثہ میں اپنے بارے میں کہا ہے کہ حضرت ﷺ اکثر تشریف لاتے ہیں۔ یہ تضاد اس وقت ہی ختم ہوگا یا تو نالوتوی صاحب کو جھوٹا مانا جائے۔ یا ان کو امت سے خارج مانا جائے۔

نام نہاد مناظر اسلام کے پاؤں اس قدر اکھڑے ہوئے ہیں۔ وہ کسی مسئلہ پر مدلل علمی گفتگو تو کیا کرتا کسی ایک موضوع پر بھی نہیں جتا اور کچھ نہیں تو طغیانات اعلیٰ حضرت جلد ۲ ص ۲۱ کے حوالہ سے امام اہل سنت مجدد دین و ملت

نبی کریم ﷺ کی امامت کا افتراء

اپنے منہ پر اپنا طمانچہ نمبر ۳

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضور اقدس ﷺ کی امامت کرنے کا واقعہ بیان کر ڈالا حالانکہ یہ بے حیاء خود ص ۲۵ پر لکھتا ہے۔ ”حدیث پاک میں خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نابالغ بچے۔ مجنوں۔ اور نسیبند کرنے والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا۔“

”بحالت خواب کسی عورت سے ہمبستری کرنے والے پر شرعی طور پر زنا کی حد جاری نہیں

ہوتی“ (مخلصاً) (ص ۲۶)۔

مگر اس کے باوجود کہ ص ۵۴ پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر نبی کریم ﷺ کی امامت کرانے کا افتراء کی پہلی سطر میں خود تسلیم کرتا ہے کہ ”مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس ﷺ الخ۔ جب یہ واقعہ ہی خواب کا ہے اور خود اس کے اپنے اصول کے مطابق خواب اور نسیبند والے پر شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا تو پھر یہ کس منہ سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر امامت کرنے کا افتراء کرتا ہے اور پھر قابلیت کا یہ عالم ہے ”اللفوظ“ کا حوالہ نقل کرنے میں ہفت روزہ پاکستانی کا محتاج ہے۔ جو کھیاں ”پاکستانی نے ماری تھیں وہ تو لکھ دیں لیکن سستی رسائل سے جو مار کھائی تھی وہ نہیں لکھی۔ یہ ہے اس کی دیانت تردید شدہ مضامین کو نقل کر کے مصنف بن بیٹھا اور مناظر اسلام کہلانے لگا۔“

بے حیاء باشس ہرچہ خواہی کن

اگر ملاں جی یہ کہیں کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ بھدا اللہ یہ جنازہ مبارک میں نے پڑھایا۔
یہ گستاخی ہے تو پھر میں عرض کروں گا کہ یہ گستاخی تو اس وقت قرار پائے گی جب دیوبندی یہ
تسلیم کر لیں کہ فی الواقع حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں جب یہ لوگ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے تشریف لانے کے کالات مانتے ہی نہیں تو بے ادبی کیس اور امامت کا
افتراء کیسا؟

نجدی کٹھ پتلی کو معلوم ہونا چاہیے کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم اپنی ہر صفت و ہر شان میں بے مثل و بے مثال ہیں اور ہر اعتبار سے بے نظیر ہیں
ناز قائم ہو چکی ہے اور امام نماز پڑھا رہا ہے دنیا جہان کا کوئی بھی شخص نماز میں شریک ہونا چاہے
گا تو مقتدی بنے گا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان اور عظمت ہے کہ آپ اگر شرکت
فرمادیں تو حضور خود امام ہوں گے اور عین حالت نماز میں بھی امام حضور کا مقتدی بن جائے گا۔
بخاری شریف اور مدارج النبوة میں یہ واقعہ موجود ہے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز
پڑھا رہے تھے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز میں پیچھے ہٹنا
چاہتے ہیں لیکن سرکار منع نہیں فرماتے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم ان کے بائیں طرف ہو کر نماز
شروع فرمادیتے ہیں حدیث شریف کے یہ الفاظ ہیں کنا یقتدی بابی بکرو

ابو بکر کان یقتدی بر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی ہمارے امام
ابو بکر صدیق تھے اور ابو بکر صدیق کے امام امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔
اب المفوظ شریف کی عبارت کا صحیح مطلب واضح ہوا کہ سرکار در عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے
نماز پڑھائی اور میں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اس پر اعلیٰ حضرت حمد الہی بجالائے الحمد للہ یہ
جنازہ مبارک میں نے پڑھایا۔

بے ادبی و گستاخی یہ ہے ”الجمعة“ دہلی نے مولوی حسین احمد صدر دیوبند کے مرنے
پر شیخ الاسلام زبیر ثناء کیا اس میں ہے۔

”جامع مسجد میں بوجہ جمعہ مصیوں کا مجمع بڑا ہے مصیوں نے فقیر سے

فرمائش کی کہ تم حضرت غیل اللہ سے سفارش کرو کہ حضرت (ابراہیم) غیل اللہ

عَلَيْهِ السَّلَام مولانا حسین احمد مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرما دیں فقیر نے جرات کر کے عرض کیا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا حسین احمد مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم فرمایا۔ مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا حسین احمد کی اقتدار میں نماز جمعہ ادا فرمائی۔
 ”الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص ۱۶۲“

کیوں جناب قلم خود مناظر اسلام صاحب آیا آپ کو کچھ نظر اُصاف لکھا ہے یا نہیں کہ مولانا حسین احمد نے نماز جمعہ پڑھائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا حسین احمد کی اقتدار میں نماز جمعہ ادا فرمائی؟ بتاؤ یہ صریح بے ادبی گستاخی ہے یا نہیں؟

گستاخانہ خوابوں کی فہرست

مصنف ”سیفِ شیطانی“ نے کتاب کے تقریباً ایک پاؤ اوراق خوابوں کے سہارے سیاہ کیے ہیں ذیل میں ہم اکابر دیوبند کی مستند تصانیف سے دیوبندی خوابوں کی ایک تفصیلی فہرست پیش کر رہے ہیں جن میں متعدد خواب انتہائی شدید گستاخی پر مبنی ہیں اور نہ صرف مسلمان بلکہ کوئی غیر مسلم بھی ایسی خرافات سُننے تو اس کا سینہ شق ہو جائے۔ کس قدر خبیث و ذلیل وہ زبان و قلم تھی جس نے ایسے شرمناک حیار سوز خواب بیان و قلمبند کئے کہ تہذیب و شرافت انسانیت کا جنازہ نکال دیا۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ دیوبندی خواب اس دیوبندی طفلِ مکتب کو چونکا کر رکھ دیں گے۔ کیونکہ اس بے چارے کا مطالعہ انتہائی محدود ہے۔ ”چٹان“ اور ”پاکستانی“ کے حوالوں پر قناعت کرتا ہے۔

معاذ اللہ حضور علیہ السلام مقتدی | قاری محمد طیب (مہتمم مدرسہ دیوبند) سے منقول ہے کہ

”بھوپال میں موجودہ نواب کے والد کافی عرصہ سے بیمار تھے ریاست کے ایک افسر نے جو الحمدِ ریش تھے خواب دیکھا..... کہ نواب بھوپال بطور امام

آگے ہیں..... اور ان کے پیچھے ایک بہت بڑی جماعت ہے جو نماز پڑھ رہی ہے اور ان (مقتدیوں) میں حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی شامل ہیں۔ انہر نواب کی عظمت دکھ وہ امام الانبیاء کے امام ہیں اور امام الانبیاء ان کے مقتدی ہیں) دیکھ کر بہت خوش ہوا“

(روزنامہ ”انجام کراچی“ ۲۰ اگست ۱۹۵۷ء)

تخت پر وعظ اور امام الانبیاء علیہ السلام نیچے | دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ایک مرید لکھتا ہے کہ :

”میں نے خواب دیکھا کہ ایک محلہ میں حضور (مولوی اشرف علی تھانوی) کا وعظ ہے محفل میں ایک بہت اونچا تخت بچھا ہوا ہے جس پر سفید فرش ہے تخت اس قدر اونچا ہے کہ دو تین سیڑھیاں چڑھ کر اس پر پہنچنا ہوتا ہے۔ اس تخت پر حضور (مولوی اشرف علی) وعظ فرما رہے ہیں اور نیچے عام لوگوں کی مجلس میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں“

(اصدق الروایا اشرف علی حصہ دوم ص ۳۹)

معاذ اللہ قرآن عظیم پر پیشاب | ایک شخص نے کہا ”میں نے ایسا خواب

دیکھا ہے کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرا ایمان نہ جاتا ہے۔ اُسے کہا گیا ”بیان تو کر۔“ ان صاحب نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں (معاذ اللہ) اس پر اُسے کہا گیا یہ تو بہت اچھا اور مبارک خواب ہے۔

(”مزید المجید“ اشرف علی تھانوی دیوبندی ص ۶۱ سطر ۳۳ ”الافاضات الیومیہ جلد ۱، ص ۱۳۳ سطر ۳)

خانہ کعبہ کی چھت پر | ”مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند

نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں (معاذ اللہ) خانہ کعبہ کی چھت پر کسی اونچی شے پر بیٹھا ہوں۔“

”سوانح قاسمی جلد اول ص ۱۳۴“ و ارواح شملتہ ص ۱۶۹

(معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کی گود میں | بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی
کا بیان ہے۔

”میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ (معاذ اللہ) میں اللہ جل شانہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں۔“
 ”سوانح قاسمی“ جلد اول ص ۱۳۲

صفات میں مشترک

ایک شخص نے اپنا کشف بیان کیا تھا کہ مجھ کو مکشوف ہوا کہ میں اور جناب رسول مقبول ﷺ مساوی درجہ

میں ہیں..... مولانا محمد یعقوب (نالوتوی صدر دیوبند) نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض صفات میں ہم اور حضور ﷺ مشترک ہیں (معاذ اللہ)

”الافاضات الیومئہ اشرف علی تھانوی جلد ۴ ص ۱۶۸)
دیوبندی ملاں بعض صفات میں اشتراک کا دعویٰ کرتے ہیں۔ لیکن صاحب ”قصیدہ
برہ شیعہ“ فرماتے ہیں۔

۵۔ منزہ عن شریک فی محاسنہ - فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم
یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام خوبیوں اور صفات میں شریک سے منزہ ہیں۔
کوئی ان کا شریک نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اردو زبان علماریو بند سے کبھی (معاذ اللہ)

”ایک صالح دیوبندی وہابی (فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے اور آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان (اردو) آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔“

”بر این قاطعہ ص ۲۶ مصنف مولوی خلیل احمد انیسوی (

(و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی ص ۲۶)

مدرسہ دیوبند اور بہشت کے چھپرے | ”مولانا محمد یعقوب صاحب
(نانوتوی دیوبندی) نے خواب میں

دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چھپرے کے مکان بنے ہوئے ہیں۔
فرماتے تھے کہ میں نے دل میں کہلے اللہ! یہ کیسی جنت ہے جس میں چھپرے
ہیں جس وقت صبح کو مدرسہ (دیوبند) آیا مدرسہ کے چھپرے نظر پڑے تو ویسے ہی
چھپرے تھے (جیسے بہشت میں تھے)۔

”الافاضات الیومیہ“ جلد ۱ - ص ۶۶

یہ عجب تم نظریہ ہے کہ پاک پتن شریف میں حضرت خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ مبارکہ کو بہشتی دروازہ کہنے سے تو ان کی نام نہاد توحید میں خلل
آتا ہے لیکن مدرسہ دیوبند کے چھپروں کو بہشت کے چھپروں میں قرار دیں تو ان کے ایمان
و توحید میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔

رمعاذ اللہ تھانوی کی مریدنی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بغلیگر ہونا

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی ایک مریدنی اپنا خواب بیان کرتی ہے کہ :
”ایک جنگل ہے اس میں میں ہوں ایک تخت ہے کچھ اونچا سا اس پر
زینہ ہے..... تھوڑی دیر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور
زینہ پر چڑھ کر میرے (مریدنی) سے بغلیگر ہوئے اور مجھ کو خوب زور سے
بھینچ دیا جس سے سارا تخت ہل گیا“ (رمعاذ اللہ)

”اصدق الرد یا اشرف علی تھانوی جلد ۲ ص ۴۳

معلم کائنات صاحب خلق عظیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر یہ کس قدر بہتان
صریح ہے کیا دنیا بھر کا کوئی بدترین دشمن اسلام بھی بانی اسلام پر ایسی الزام تراشی
کر کے آپ کی توہین کر سکتا ہے جس آقا کا یہ ارشاد ہو کہ لعن اللہ الناظر نظر کرنے
والے پر حنڈ کی لعنت (المحدث)

سیدہ فاطمہ نے سینے سے چٹا لیا (معاذ اللہ) | دیوبندی حکیم الامت
مولوی اشرف علی تھانوی

اپنے ایک مولوی فضل الرحمن کی زبانی بیان کرتے ہیں۔
”کہ ہم نے خواب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا۔ انہوں نے
ہم کو اپنے سینے سے چٹا لیا۔“ (الافاضات الیومیۃ تھانوی جلد ۶ ص ۳۷)
استغفر اللہ العظیم! مسلمانو! غور کرو کیا کسی بے دین خارجی یزیدی یہودی کو بھی خاتون
جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی جناب میں ایسے صریح گستاخی کی جرأت ہوئی مہرِ اقا دیانی
مردود نے تو یہ لکھا تھا کہ (معاذ اللہ) حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا
(ایک غلطی کا ازالہ) مگر دیوبندی وہابی حکیم الامت اس سے بہت آگے بڑھ کر یہ کہہ رہا ہے
کہ (معاذ اللہ) سیدہ نے سینے سے چٹا لیا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ شرم۔ شرم۔ شرم

سیدہ عائشہ صدیقہ کی شان میں مجرمانہ بکواس

”ایک ذاکر صالح (دیوبندی وہابی) کو مکشوف ہوا کہ احقر (اشرف علی تھانوی) کے گھر میں حضرت عائشہ آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کس عورت ہاتھ آئے گی اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تھا تو حضور کا سن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں وہی قصہ یہاں ہے“
(رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۵۵ھ)

مسلمانو! مقام غور و فکر ہے کوئی بے غیرت ہی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر کرے گا کہ کس عورت ہاتھ آئیگی۔ (استغفر اللہ)

چھوٹی بیوی صاحبہ | ”پرسوں شب میں گھر میں ایک عجیب خواب دیکھا کہ مدینہ منورہ کی مسجد قبا میں حاضر ہوں وہیں

۱۰ ہاتھ آئیگی۔ یہ فقرہ دیوبندی امت کے حکیم کی ذہنی آوارگی کجروی اور عیاشی کا زندہ ثبوت ہے (از ناشر)

جناب (مولوی اشرف علی تھانوی) کی چھوٹی بیوی صاحبہ بھی ہیں۔ یہ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں..... اتنے میں کسی نے کہا ”یہ تو عائشہ صدیقہ ہیں“ اب بڑے غور اور حیرت سے یہ بات دیکھ رہی ہیں کہ صورت و شکل وضع و لباس چھوٹی بیوی صاحبہ کس ہے یہ حضرت صدیقہ کیسے ہو گئیں۔“

(”حکیم الامت“ مصنفہ عبد الماجد دریا آبادی مرید تھانوی ص ۵۵۹)

بے دینی اور ضلالت کی بھی حد ہو گئی کہاں ملاں تھانوی کی ہندوستانی بیوی اور کہاں اُم المؤمنین زوجہ رسول بنت صدیق محبوبہ محبوب رب العالمین سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا۔

صفیں بچھانا اور تھانوی کے اقتدار میں تراویح پڑھنا

”احقر (مرید تھانوی) نے خواب دیکھا کہ ماہ مبارک رمضان شریف ہے اور عشر کا وقت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور عالی (مولوی تھانوی) کے در دولت میں تشریف فرما ہیں تراویح میں حضور انور کا قرآن پاک سننے کا ارادہ رکھتے ہوئے حضور کے در دولت میں صفوف کے پکھلنے اور پیرے ڈولوانے کے اہتمام میں پھر رہی ہیں“ (را صدق الروایا ص ۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانا پکوانا

”ایک ان اعلیٰ حضرت یعنی پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے خواب دیکھا کہ آپ کی بھانج (بھابی) آپ کے مہانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی بھانج سے فرمایا کہ اُٹھ تو اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہان علمائے دیوبندی ملے ہیں اُس کے مہانوں کا کھانا میں پکاؤں گا۔“

(”تذکرۃ الرشید“ جلد ۱۔ ص ۶۴ از مولوی عاشق الہی میرٹھی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کرنے سے بچا لیا (معاذ اللہ)

مولوی حسین علی دیوبندی ساکن واں بھیراں تلمیذ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی اپنی کتاب "بلغة الحیران" ص ۷۰ پر لکھتے ہیں:

"رايت انه يسقط فامسكت واعصمة عن السقوط - یعنی

میں (مولوی حسین علی) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں گرتے دیکھا تو آپ کو تھاما اور گرنے سے بچا لیا۔" (معاذ اللہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے پیچھے (معاذ اللہ)

مولوی اشرف علی تھانوی کی ایک مرید فی صاحبہ لکھتی ہیں کہ اس خادمہ نے ایک خواب دیکھا ہے..... آپ اپنی کرسی پر تشریف لے گئے اور پھر واپس تشریف لا کر دریافت فرمایا کہ میرے پیچھے کون بیٹھے ہیں (بڑی پیرانی) نے جواب دیا کہ آپ کے پیر حاجی امداد اللہ صاحب ہیں پھر دریافت فرمایا کہ حاجی جی کے پیچھے کون ہیں حاجی نے فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (اصدق الروایا حصہ دوم ص ۲۶) (استغفر اللہ)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم مقتدی اور مرید کے پیچھے (معاذ اللہ)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک مرید کہتے ہیں:

"یہ خواب نظر آیا کہ جمعہ کی نماز کے لئے صف بندی ہو رہی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم احقر کے بائیں جانب تھے اور حضرت والد مولوی اشرف علی تھانوی (نماز جمعہ پڑھا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احقر کا بازو پکڑ کر اپنے آگے کی صف میں کر دیا تھا اس خواب کی وجہ سے دن کو ایسی خوشی محسوس ہوئی کہ جس کے اظہار کو کوئی لفظ ہی سمجھ میں نہ آیا

جو تحریر کروں۔

”(اصدق الرؤیا از اشرف علی تھانوی حصہ دوم ص ۲۴)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے فرقہ تھانویہ دیوبندیہ کس دیدہ دلیری اور بے باکی سے نبی پاک ﷺ کو مولوی اشرف علی کا مقتدی بنا رہا ہے اور تھانوی حکیم الامت امام الانبیاء علیہ السلام کی امامت کے خواب شائع کر رہا ہے اور مرید تھانوی کو آگے ہونے کی خوشی میں لفظ ہی نہیں مل رہا جو بیان کرے۔ مسلمانو! غور کرو یہ دینداری ہے یا بے دینی ہے؟

تھانوی کلمہ تھانوی درود مولوی اشرف علی تھانوی کا ایک مرید کہتا ہے:-

”خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی) کا نام لیتا ہوں (لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہتا ہوں)..... اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا..... لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور (تھانوی) ہی کا خیال تھا۔

..... رسول ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر یہی کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی ممالککم اب بیدار ہوں خواب نہیں.... لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں..... دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور (تھانوی) کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔“

اس خواب کا جواب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی دیتے ہیں:-
”اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس (اشرف علی) کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔“

(رسالہ ”الامداد“ تھانہ بھون بحوالہ مناظرہ بریلی و تبلیغی جماعت)

ہم اس کا فیصلہ منصف مزاج قارئین کرام پر چھوڑتے ہیں اکابر دیوبند کے متذکرہ بالا خواب سراسرگستاخیوں اور بے ادبیوں اور سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شدید ترین توہین و تنقیص پر مبنی ہیں یا نہیں؟ اس کے ساتھ دیوبندیت کی دلالی کرنے والے نام نہاد مناظر اسلام ملاں رحمانی سے بھی کہوں گا کہ اس میں انصاف و دیانت کی اگر کوئی رقی ہے تو وہ واضح کرے۔ مذکورہ بالا ناپاک خوابوں میں بے ادبی گستاخی ہے یا نہیں؟

دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشمِ عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

مسئلہ حاضر و ناظر پر عبارت کے ٹکڑے

مصنف نے چونکہ اپنی رسلیہ کے اکثر و بیشتر اوراق بے ربط و بے مقصد باتوں سے سیاہ کیے ہیں کسی ایک مسئلہ پر یا مختلف مسائل پر حجم کر نمبر وار بحث نہیں کی مسئلہ حاضر و ناظر پر عبارت نقل کرتے کرتے بغض و عناد کے جنوں کی کیفیت میں درمیان میں ایک خواب نقل کر ڈالا تھا جس پر ہمیں اس کا مدلل جواب دینے کے علاوہ دیوبندی خوابوں کی تفصیلی فہرست پیش کرنی پڑی۔ مصنف ”سیفِ شیطانی“ نے درمیان میں ایک خواب نقل کرنے کے بعد ص ۵۴ تا ص ۵۶ پھر مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق تضاد ثابت کرنے کے لئے علماء کی عبارت سے چھوٹے چھوٹے فقرے نقل کئے مثلاً صفحہ ۵۴ پر مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کا عقیدہ یہ بیان کیا ہے :

”میں (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی جہانیت مقدسہ کے ساتھ

قبر النور میں زندہ رولق افروز ہوں“ (تسکین الخواطر ص ۱۵۷)

اس عبارت کے مقابلہ میں تضاد ثابت کرنے کے لئے احمد یار گجراتی کا فتویٰ کے عنوان سے صفحہ ۵۵ پر یہ فقرہ نقل کیا :

”ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں“ (جہاد الحق ص ۱۴۹)

○ خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے۔ ”جار الحق“ ص ۱۵۱

کوئی بتائے کہ ان عبارات میں کہاں تضاد ہے؟ کیا محض اندھا ہو کر عبارات نقل کرنا ہی حق و صداقت کی دلیل ہے؟

کاظمی صاحب کا یہ فرمانا حق و سچ ہے اور عقیدہ اہل سنت کے ہرگز منافی نہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنی جسمانیت مقدسہ کے ساتھ قبر النور میں زندہ رونق افروز ہیں۔ اس سے یہ کہاں لازم آیا کہ حاضر و ناظر نہیں حقیقت یہ ہے کہ دیا بنہ بغض و عناد سرکار رسالت ﷺ وسلم میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ انہیں یہ بھی خبر نہیں کہ حاضر و ناظر کا کیا معنی و مفہوم ہے یہ ایک مفصل بحث کو چاہتا ہے اور اس کے لئے ”جار الحق“ و تسکین المخاطر وغیرہ کتب کا بالترتیب مطالعہ چاہیے کوئی اشکال باقی نہ رہے گا۔

باقی رہا مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ لکھنا کہ ”ہر جگہ حاضر ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں“ خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے تو ہم کہیں گے کہ مصنف ”سیف شیطانی“ نے اپنے آبائی پیشہ خیانت کے تحت مفتی صاحب مرحوم کی عبارت سے ”میں“ اڑا دیا۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں ہر جگہ میں حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں۔ اس کی وضاحت حضرت مفتی صاحب یوں فرماتے ہیں۔
خدا نے تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ کتب عقائد میں ہے لَا يَجُوزُ عَلَيْهِ زَمَانٌ وَلَا يَشْتَمِلُ عَلَيْهِ مَكَانٌ خدا پر نہ زمانہ گزرے کیونکہ زمانہ سفلی اجسام پر زمین میں رہ کر گزرتا ہے انہیں کی عمر ہوتی ہے چاند سورج۔ تارے اور غلمان فرشتے بلکہ آسمان پر عیسیٰ علیہ السلام، معراج میں حضور علیہ السلام زمانہ سے علیحدہ ہیں اور نہ کوئی جگہ خدا کو گھیرے خدا تعالیٰ حاضر ہے مگر بغیر جگہ کے اسی لئے شَمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ کو متشابہات سے مانا گیا ہے اور بِكُلِّ شَيْءٍ مُّخِيطٌ وغیرہ آیات میں مفسرین فرماتے ہیں عَلِمَاءٌ وَقُدْرَةٌ یعنی اللہ کا علم اور اس کی

قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے۔ ”(جاء الحق ص ۱۴۴)
 مگر جہالت کا پیکر مصنف ”سیف شیطانی“ ان باتوں کو کیا جانے۔ اس کو کیا
 معلوم کتب عقائد کیا ہیں اس کو تو اپنی غلیظ روح کی تسکین کے لئے خیانت اور بے ایمانی
 چاہیئے کہ اول و آخر سے عبارات کے الفاظ کاٹ کر اپنی باطل مراد کے لئے حلیہ تبدیل
 کر کے ایک فقرہ نقل کر دیا۔

سُلطان العارفين حضرت سلطان باہو علیہ الرحمۃ کے نام پر سرائے

سُلطان العارفين قدس سرہ کا نام گرامی تو دیا بندہ کے لئے موت ہے۔ اُن کے
 بکثرت اقوال و ارشادات میں سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد و حضرات اولیاء کرام
 قدست اسرار ہم سے امداد استغانت اور علم غیب وغیرہ کا ثبوت موجود ہے لیکن جاہل
 مناظر کا مقصد چونکہ محض دھوکہ دینا ہے اس لئے حضرت سلطان علیہ الرحمۃ کا بھی ایک
 شعر نقل کر ڈالا۔ اور اس کو بظاہر مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی علیہ الرحمۃ کی عبارات و
 عقائد سے مختلف ثابت کرنا چاہا۔ شعر یہ ہے ۔

نال یقین کمال کمال ایہہ گل ثابت ہوئی

و وہیں جہانیں حاضر ناظر اللہ باہجہ نہ کوئی

ہم کہیں گے اگر مصنف اندھا نہ ہوتا تو دیکھ سکتا تھا۔ اس میں جگہ، مکان اور
 زمان کی قید نہیں شعر میں کسی جگہ بھی ہر جگہ میں نہیں۔ اس شعر میں سیدی
 سلطان باہو علیہ الرحمۃ کی حاضر و ناظر سے مراد وہی ہے جو مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ
 نے مفسرین کرام کے حوالہ سے بیان فرمائی یعنی بکلی شے پر محیط وغیرہ میں مفسرین
 فرماتے ہیں علما و قدرۃ یعنی اللہ کا علم اور قدرت عالم کو گھیرے ہوئے ہے یہی
 سلطان العارفين کی مراد اور اس شعر کا صحیح مفہوم ہے۔

ہماری اس مختصر وضاحت سے ثابت ہوا کہ سیدی سلطان العارفين اور

مفتی احمد یار خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے اقوال میں کوئی تضاد نہیں مصنف خود ہی ذہنی خدشہ میں مبتلا ہے۔

سیدی سلطان العارفین کے شعر کے بعد اس کو پھر کہیں کچھ یاد آیا اور پھر دوبارہ کاظمی صاحب کی عبارت سے ایک ٹکڑا نقل کر ڈالا لکھتا ہے۔ احمد سعید کاظمی کا فتویٰ: اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا کفر ہے۔ ”تسکین الخواطر ص ۸“

کاظمی صاحب کی اس عبارت کے نقل میں مصنف نے خاندانی بددیانتی کا ثبوت دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ مولانا کاظمی ص ۱۱۱ نے تسکین الخواطر کے ابتدائی اوراق میں لفظ حاضر و ناظر کے لغوی و اصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے اس کے اطلاق و استعمال پر مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں۔ وہ ص ۱۱۱ پر اس بحث کا خلاصہ یوں بیان فرماتے ہیں:-

”ان دونوں لفظوں (حاضر و ناظر) کے لغوی معنی اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں لیکن جمہور علمائے ان کو لغوی معنی سے پھیر کر تاویل کر لی اور تاویل کے بعد حاضر و ناظر کے اطلاق کو اللہ تعالیٰ کے حق میں جائز رکھا اس تحقیق سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بغیر تاویل کے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا قطعاً جائز نہیں۔“
 ”تسکین الخواطر ص ۱۱۱“

بات وہی ہے جو مولانا مفتی احمد یار خاں صاحب نے بیان فرمائی اور اگر مولانا عبدالحق حقانی نے تفسیر حقانی جلد ۲ ص ۲ پر یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ حاضر و ناظر ہے تو وہ تاویل ہو سکتا ہے اور پھر مولانا عبدالحق حقانی کی عبارت میں ہر جگہ میں کا لفظ موجود نہیں لہذا ماننا پڑے گا انہوں نے تاویل کہا جیسا کہ اوپر گزر چکا اور مفتی احمد یار خاں صاحب نے مفسرین کرام کے حوالہ سے تصریح فرمائی لہذا مولانا کاظمی اور مولانا حقانی صاحب کی عبارات میں قطعاً کوئی تضاد نہیں۔
 اسی طرح ”سیف شیطانی“ ص ۵۶ پر احمد سعید کاظمی کا اپنا عقیدہ کے

ذیل میں یہ لکھا ہے کہ ”صاحب“ درمختار فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو یا حاضر و ناظر کہنا کفر نہیں ”تسکین الخواطر ص ۱۷ حاشیہ۔“

بتائیے مولانا کاظمی صاحب یہ فرماتے ہیں صاحب ”درمختار“ فرماتے ہیں تو عبارت کو کاظمی صاحب کی طرف منسوب کرنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے۔ مولانا کاظمی صاحب ”صاحب“ درمختار کا عقیدہ بیان کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے ”اس پر علامہ شامی رقم طراز ہیں (قولہ بکفر) فان المحذور بمعنى العلم شائع ما يكون من نجوى ثلاثه الا وهوراجع والنظر بمعنى الروية اسم يعلم بان الله يبرئ فاما معنى يا عالم يا من يبرئ بنزايه (ليس بکفر) کی وجہ یہ ہے کہ یا حاضر و ناظر میں تاویل ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ حضور علم کے معنی میں عام طور پر مستعمل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ما يكون من نجوى ثلاثه الا وهوراجع کوئی سرگوشی تین افراد کی نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ان کا چوتھا ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی فرد علم الہی سے باہر نہیں۔ اس طرح یا حاضر یا عالم کے معنی میں ہو گیا اور نظر رویت کے معنی میں مستعمل ہے اور رویت اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے۔ ”قرآن کریم“ میں ہے اسم يعلم بان الله يبرئ لهذا یا حاضر یا ناظر یا عالم یا من یبرئ کے معنی میں ہوا۔“

اب قارئین کرام خود فیصلہ کریں کہ دیابنہ عبارات کے نقل میں کس دیدہ دلیری اور جرأت مندی کے ساتھ خیانت کرتے اور لوگوں کو دن دھاڑے دھوکہ دیتے ہیں۔ صاحب ”درمختار“ بتاویل یا حاضر و ناظر کا اطلاق کر رہے ہیں یہی کچھ مفتی احمد یار خاں صاحب نے فرمایا۔ یہی مولانا حقانی نے لکھا۔ یہی کاظمی صاحب فرما رہے ہیں لیکن جاہل مصنف ”سینٹ شیطانی“ مناظر اسلام بننے کے شوق تضاد ثابت کرنے کے خبط میں مبتلا ہے۔ اہل علم و انصاف ”تسکین الخواطر“ کا خود بھی مطالعہ کر سکتے ہیں اور اس کے خیانت شدہ حوالوں کی اصل عبارات سے مطابقت کر سکتے ہیں کہ اس جاہل مصنف نے کس ڈھٹائی سے ”تسکین الخواطر“ کی عبارات کا خون کیا ہے۔

کرشن و کنہیا | کے کئی سو جبکہ موجود ہونے سے متعلق بعنوان احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ احکام شریعت جلد ۲ ص ۲۰۷ و ملفوظات جلد ۱

ص ۱۳۹ سے چند عبارات علیہ بگاڑ کر نقل کی گئی ہیں حالانکہ یہ کچھ فہم جاہل منید اگر پوری عبارت ہی نقل کر دیتا تو ہمیں کسی جواب کی ضرورت ہی پیش نہ آتی اور اس کی خیانت کا راز آشکارا ہو جاتا۔ امام اہل سنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے جو کچھ بھی ارتقا فرمایا وہ حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ العزیز جیسے ولی کامل اور شیخ وقت سے نقل فرمایا ہے۔ پوری عبارت ملاحظہ ہو "سمع سنابل شریف میں حضرت سیدی فتح محمد قدس سرہ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لے جانا تحریر فرمایا اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جبکہ تشریف لے جانے کا وعدہ فرمایا ہے یہ کیونکر ہو سکے گا۔ شیخ نے فرمایا کرشن اور کنہیا کا فرق تھا کئی روز ایک وقت میں ایک سو جبکہ موجود ہو گیا۔ فتح محمد اگر چند جبکہ ایک وقت ہوا۔ کیا تعجب ہے۔ یہ ذکر کر کے فرمایا کیا یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جبکہ موجود تھے باقی جبکہ مثالیں حاشا بلکہ شیخ بذات خود ہر جبکہ موجود تھے اسرار باطن فہم ظاہر سے درپہن خوض و فک کر بے جا ہے۔"

(ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد ۱ ص ۱۳۹)

واقعہ ہے سیدی حضرت شیخ فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نقل فرما رہے ہیں "سمع سنابل شریف" سے اور ملاں جی جہالت کے تیر برسا رہے ہیں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے پیکر علم و فضل کی ذات گرامی پر یہ کہاں کی دیانت ہے کیا اس خرافات کی زد میں سیدی حضرت شیخ فتح محمد صاحب قدس سرہ نہیں آتے؟ کچھ تو شرم چاہیے۔

ابلیس مشرق سے مغرب ایک لحظہ میں | اعلیٰ حضرت نے سیدی شیخ فتح محمد علیہ الرحمۃ و "سمع سنابل شریف"

کے حوالہ سے کرشن و کنہیا کو ایک سو جبکہ موجود لکھ دیا تو قیامت آگئی لیکن دیوبندی

حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ابلیس میں یہ قوت مانتے ہیں کہ وہ ایک لحظہ میں مشرق و مغرب پہنچ جاتا ہے ملاحظہ ہو۔

”الو یزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت۔ آپ نے فرمایا یہ کوئی چیز کمال کی نہیں۔ دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے۔“ (حفظ الایمان ص ۷۸ از مولوی اشرف علی صاحب تھانوی)

دیوبندی وہابی ہیں مولوی یوسف رحمانی کا اعتراف

مصنف ”سیف شیطانی“ مولوی یوسف رحمانی ”اعلم حضرت بریلوی کا فتویٰ“ کے عنوان سے لکھتا ہے :

عرض : ایک صاحب نے ایک وہابی (دیوبندی) کے جنازہ کی نماز پڑھی ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

ارشاد : وہابی۔ رافضی، قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز انہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔

”(الملفوظ جلد ۱ ص ۹۰)

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ سائل نے صرف وہابی کے متعلق پوچھا ہے لیکن چونکہ دیوبندی فی الحقیقت وہابی ہیں سنیت حنفیت کے پردہ میں چھپے ہوئے ہیں لیکن ٹھیکہ نکل جاتی ہے سچی بات منہ سے مستی میں

کے زیر مصداق وہابی لفظ کی وضاحت کے طور پر دیوبندی کو برکیٹ میں بند کر کے اپنی وہابیت کا کھلم کھلا اعتراف و اقرار کر رہا ہے۔

ٹھیکہ ”مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی میری

اب آئیے اصل مقصد کی طرف مصنف نے ”الملفوظ“ سے یہ عبارت کیوں نقل کی اور وہ بتانا کیا چاہتا ہے تو سنئے مولوی جی کہنا یہ چاہتے ہیں کہ اعلم حضرت بریلوی وہابی دیوبندی رافضی قادیانی کی نماز جنازہ پڑھنے کو کفر بتا رہے ہیں لیکن مولانا احمد سعید صاحب

کاظمی نے وہابی قاضی احسان احمد شجاع آبادی دیوبندی کی نماز جنازہ پڑھی لہذا وہ اٹھتے ہوئے ص ۵ پر یہ سُرخ لگائی کہ

قاضی احسان احمد روم کا نماز جنازہ

”مکتبہ ہے“ روزنامہ ”مشرق“ بعنوان قاضی احسان احمد شجاع آبادی کو سپرد خاک کر دیا گیا“ چند سطور بعد تحریر ہے۔

”مقتان اور شجاع آباد کے دینی مدارس آج بھی بند ہے نماز جنازہ میں جن معروف شخصیتوں نے شرکت کی ان میں مفتی محمود۔ مولانا ابوذر بخاری۔ مولانا احمد سعید کاظمی۔ مولانا خدابخش۔ مولانا عبد اللہ درخوشتی۔ مولانا خیر محمد۔ مولانا محمد علی جالندھری۔ مولانا عبید اللہ انور۔ مولانا لال حسین اختر۔ مولانا تاج محمد۔ مولانا حبیب اللہ۔ مولانا غلام جیلانی اور مولانا دوست محمد صاحبان شامل ہیں۔

”روزنامہ ”مشرق“ ۲۵ نومبر ۱۹۶۶ء

ہمیں اعتراف ہے کہ جھوٹ بولنے اور جھوٹ چھاپنے میں دیوبندی قوم کو کمال حاصل ہے کیوں نہ ہوں ان کے مذہب نامہ مذہب میں معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے جن مولانا کاظمی صاحب پر مصنف ”مشرق“ نے افتراء کیا ان ہی مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کا اس سلسلہ میں وضاحتی مکتوب ملاحظہ ہو اور دیوبندی ملاں کڈھٹائی اور سنیہ زوری کی داد دیجئے۔

مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کا مکتوب

۴۸۶
۹۲

محترم جناب ماسٹر محمد شبیر صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
سلام مسنون۔ دعائیں! یہ مجھ پر بہتان صریح ہے کہ میں نے قاضی

احسان احمد شجاع آبادی کی نماز جنازہ میں شرکت کی واللہ علی ما نقول وکیل
میں نے سنا تھا کہ بعض مفسدین نے کسی اخبار میں بھی میرے متعلق یہ خبر
دی تھی مگر یہ بات قطعاً بے بنیاد ہے احباب کو سلام مسنون۔

والسلام
سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

۱۹ اپریل ۱۹۶۶ء

جس کا دل چاہے مولانا کاظمی صاحب کا مکتوب گرامی انوار رضا پینچ کر
دیکھ سکتا ہے۔

ایوب خاں کی والدہ کی نماز جنازہ

مصنف ”سیفِ شیطانی“ نے ص ۵۶ بعنوان صدر مملکت کی والدہ مرحومہ کا نماز
جنازہ لکھا ہے۔

”فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں صدر مملکت کی والدہ مرحومہ کا نماز جنازہ
حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی نے پڑھایا۔ جس میں صدر فیلڈ مارشل
محمد ایوب خاں، خان بہادر خاں، گورنر امیر محمد خاں، صاحبزادہ فیض الحسن،
پیر آف ڈیول شریف اور دیگر زعماء شامل تھے“

”نوائے وقت“ ۲۷ جولائی ۱۹۶۵ء و ”چٹان“ جولائی ۱۹۶۵ء

قارئین کرام! دیوبندی جہالت ملاحظہ ہو۔ جاہل مصنف نے پہلے لکھا تھا قاضی
احسان احمد مرحوم کا نماز جنازہ اور اب لکھ رہا ہے صدر مملکت کی والدہ مرحومہ کا نماز جنازہ
مقام غور و فکر ہے کہ ”کی“ نماز جنازہ ہونا چاہیے تھا یا ”کا“ نماز جنازہ؟

شاہد جاہل مصنف یوں کہتا ہوگا فجر کا نماز، ظہر کا نماز، عید کا نماز، جمعہ کا نماز
حالانکہ صحیح یہ ہے کہ فجر کی نماز، ظہر کی نماز، عید کی نماز، جمعہ کی نماز، بھلا جس
جاہل مطلق کو مونث و مذکر کا فرق بھی معلوم نہیں بلکہ جو فقرہ بھی صحیح نہیں بن سکتا

وہ علم و فضل کے بادشاہ علماء عرب و عجم کے مدح اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ پر زبان طعن و راز کر رہا ہے اور پھر صدر مملکت کی والدہ مرحومہ کا نماز جنازہ کے ذیل میں جو مضمون ہے چند سطور کے علاوہ نام نہاد شیخ العرب و عجم سے صاف کیا یہ لوگ مسلمان ہیں تک ”نوائے وقت“ میں موجود ہی نہیں اگر مناظر جی صاحب دکھادیں تو ایک ہزار روپیہ انعام نقد پیش کیا جائے گا۔ مصنف نے ایک پر خرافات عبارت کے بعد ”نوائے وقت“ ۲۷ جولائی ۱۹۶۵ء کا حوالہ لکھا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے قبل کی سب بگو اس نوائے وقت میں ہے حالانکہ ”نوائے وقت“ میں نہیں ہے۔ اگر ہے تو بتایا جائے کہ کس صفحہ پر کس کالم میں ہے؟ اور پھر کمال یہ ہے کہ ”چٹان“ کے حوالہ میں تاریخ صفحہ و سطر و کالم مذکور ہی نہیں بس اتنا لکھ دیا۔ ”چٹان“ جولائی ۱۹۶۵ء۔ حالانکہ ”چٹان“ ماہنامہ نہیں بلکہ ہفت روزہ ہے بتایا جائے کس تاریخ کے ”چٹان“ میں کس صفحہ کے کس کالم میں یہ خرافات موجود ہیں؟

اب آئیے اصل جواب کی طرف جس وقت بعض اخبارات میں ایوب خاں کی والدہ کی نماز جنازہ میں صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کی شمولیت کا بیان آیا تھا۔ ہم نے اسی روز صاحبزادہ صاحب سے وضاحت طلب کی تھی اور صاحبزادہ صاحب نے فرمایا تھا مکتوب ملاحظہ ہو۔

صاحبزادہ فیض الحسن صاحب کا مکتوب

۸۶۔ محترمی السلام علیکم! مکتوب ملاحظہ کر رہا ہوں جو اباً عرض ہے کہ ایوب خاں صاحب کی والدہ کے نماز جنازہ میں میں نے شرکت ضرور کی ہے میں آخر وقت پہنچا۔ آخری قطار میں کھڑا ہوا۔ میرے وہم و گمان بھی یہ بات نہ تھی کہ تھانوی صاحب نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں الخ

سید فیض الحسن کوثر الوالہ
۱۵۔ اگست ۱۹۶۵ء

جواب کی حد تک تو یہی کافی ہے کہ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب نے دیدہ و دانستہ نہیں لاعلمی میں ایسا کیا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ دیوبندی مولوی احتشام الحق صاحب تھانوی کو نے با اصول آدمی ہیں نہ صرف یہ کہ وہ ہر دور میں درباری کے فرائض سر انجام دیتے ہیں بلکہ ذاتی مفاد کے لئے دیوبندیت کا بھی سقلم کر دیتے ہیں مثلاً ایوب خاں جب ۱۹۶۲ء میں اپنی رابطہ عوام کی مہم پر لاہور پہنچے تو ایوب خاں نے داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پر پھولوں کی چادر چڑھائی اور فاتحہ خوانی کی۔ پھولوں کی چادر اور فاتحہ دیوبندی دھرم میں خالص شرک و بدعت ہیں ملاحظہ ہو ”تقویت الایمان“ و ”فتاویٰ رشیدیہ“۔

اور نہ صرف یہ بلکہ روزنامہ ”انجام کراچی“ ۱۳ ستمبر ۱۹۶۰ء ص ۱ پر فوٹو موجود ہے صدر مملکت فیلڈ مارشل ایوب خان بانی پاکستان محمد علی جناح کے مزار پر پھولوں کی چادر چڑھا کر فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ ”انجام کراچی“ ۹ ۱۳ ص ۱۔

مزید ملاحظہ ہو :

”کراچی ۳۱ جولائی۔ صدر مملکت فیلڈ مارشل محمد ایوب خاں نے آج شام یہاں قائد اعظم محمد علی جناح کے مقبرہ کا سنگ بنیاد رکھا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے مولانا احتشام الحق تھانوی (دیوبندی دہابی) نے سپانامہ پیش کرتے ہوئے صدر ایوب کو خراج تحسین پیش کیا اور مقبرے کی تعمیر میں ذاتی دلچسپی لینے پر شکریہ ادا کیا“

(روزنامہ کوہستان لاہور یکم اگست ۱۹۶۰ء)

مولوی یوسف رحمانی جواب دے کہ تمہارے پیشوا احتشام الحق تھانوی (دیوبندی دہابی) مسلک کے اعتبار سے کہاں لازم تھا کہ مزاروں پر پھولوں کی چادریں چڑھانے اور فاتحہ پڑھنے اور مقبرہ کا سنگ بنیاد رکھنے والے ایوب خاں کی والدہ کی نماز جنازہ پڑھانا

بتائیے انہوں نے الٹی پھری دیوبندی دھرم کو ذبح کیا یا نہیں؟ کیونکہ بابائے دہلیت
بیشوائے اعظم دیوبندیت مولوی اسماعیل قتیل دہلوی صاف لکھتے ہیں:

”قبروں پر چادریں چڑھانا، مقبرے بنانا، تاریخ لکھنا یہ کام کرنے والے
مسلمان نہیں۔ ایک بالشت سے اونچی قبر نہ بنائے، قبر پر مقبرہ بنانا حرام
ہے۔ کسی ہی کی قبر ہو۔“ (”تقویتہ الایمان“ معہ تذکیر الاخوان ص ۸۶)

بتائیے تھانوی صاحب نے شرک و بدعت اور حرام فعل کا ارتکاب کیا یا نہیں؟
اور مولوی یوسف رحمانی میں کچھ دیوبندی مذہب کی غیرت ہے تو یہ بھی بتائے کہ بانی
پاکستان محمد علی جناح کی ایک بالشت سے بہت اونچی قبر اور قبر پر مقبرہ (گنبد) اور
پھر قبر پر پھولوں کی چادریں چڑھانا دیوبندی مذہب میں دیوبندی شریعت کے اعتبار
سے جائز ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو آج ہی مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی
سے لا تعلقی اور بیزاری کا اعلان کرو اور ”تقویتہ الایمان“ اور فتاویٰ رشیدیہ کو سر عام نذرِ آتش
کردو۔ یا پھر اپنے مذہب نامہ مذہب کے مطابق بانی پاکستان کے مقبرہ کو گرانے کا فتویٰ
جاری کرو اور آپ کے مزار پر چادر چڑھانے والوں کو بشمول وزیر اعظم بھٹو صاحب سب
کو مشرک و بدعتی اور حرام فعل کے مرتکب قرار دو اور دیوبندی مسلک کا اعلان پر چار کرو
ملاں جی نے مولوی احتشام الحق صاحب کی بھلی کہی ان کا کیا وہ مرزائیوں قادیانیوں
منکرین ختم نبوت کے نکاح بھی پڑھواتے رہے ہیں وفاقی وزیر مذہبی امور مولانا کوثر نیازی
صاحب کی شہادت ملاحظہ ہو

احتشام الحق تھانوی کا کردار۔ مولانا کوثر نیازی کی شہادت

بعنوان ”مولوی احتشام الحق کیرانوی ہم پھر حاضر ہیں“ لکھتے ہیں
”آپ نے دوسرے احمدیوں کے نکاح کی طرح لاہوری (مرزائی) عمت

کے بانی مولوی محمد علی کے لڑکے حامد فاروق کا نکاح بھی کراچی میں پڑھوایا
تھا آپ بظاہر ان لوگوں کو بھی کافر قرار دیتے ہیں مگر حالت آپکی یہ ہے کہ
کسی پراسرار ترغیب کے تحت آپ چپکے سے اندر جلکے (قادیا نیوں کے)
نکاح بھی پڑھواتے ہیں لوٹن میاں اچھے مولوی ایسا نہیں کرتے۔ اب
بیسٹ بیسٹ بتا دو اسلام تمہارا دین نہیں بلکہ کاروبار ہے..... جواب میں
آپ نے قائد اعظم کو کافر کہہ کر پاکستان کے بارہ کروڑ مسلمانوں کی توہین
کیوں کی..... (ہفت روزہ شہاب لاہور ۲۱ مئی سنہ ۱۹۷۱ء ص ۱-۶)

دوسری شہادت | ”مولوی (احتشام الحق) کیرانوی آپ کیلئے حرام جائز ہے؟“
..... ہمت ہے تو کرو انکار ان الزامات سے

○ تم نے کہا احمدی کافر ہیں اور روپیہ لے کر ان کے نکاح پڑھواتے رہے۔
○ تم نے کہا سود حرام ہے اور خود سود کا کاروبار کرتے رہے..... مذہب
کے نام پر امت محمدی کو فریب دینے والے دغلے انسان تم اس مہند و وزیر
سے بھی بدتر ہو..... اب تمہیں دین اور دنیا دونوں کے لحاظ سے گناہ
اور دھوکے باز ثابت کیا جائے گا۔“

(ہفت روزہ شہاب لاہور ۲۲ جون سنہ ۱۹۷۱ء ص ۱)

کیوں جناب مناظر صاحب! یہ ہیں آپ کے مولانا احتشام الحق صاحب۔
بتائیے بقول شہاب جب وہ مرزائیوں کے نکاح پڑھوا سکتے ہیں سودی کاروبار کر
سکتے ہیں جب انہوں نے یہ تمام باتیں غلط کیں تو الوب خاں کی والدہ کا جنازہ پڑھا کر
بھی اپنے مذہب کے اعتبار سے غلط کیا کیوں؟ اس لئے بقول شہاب ”اسلام تمہارا
(تھانوی کا) دین نہیں کاروبار ہے۔“

چاہیے تو یہ تھا کہ ملاں یوسف اپنے بے اصولے تھانوی صاحب کی خبر لیتا لیکن

اپنے اکابر کی بد اعمالیوں پر تو نظر نہیں رکھتا اور صاحبزادہ فیض الحسن صاحب پر برس پڑا اور
فرضی بنیاد پر خرافات کا مظاہرہ شروع کر دیا۔

فاطمہ جناح کا نماز جنازہ

اس عنوان کے تحت مصنف ”سیف شیطانی“ لکھتا ہے:

”مفتی محمد شفیع صاحب (دیوبندی) نے مادرِ ملت کا نماز جنازہ پڑھایا

ان کے ساتھ مولوی عبدالحماد بدایونی کھڑے ہیں۔“

”(امروز ۱۳ جولائی ۱۹۶۷ء)

پھر وہی جہالت کہ فاطمہ جناح کا نماز جنازہ۔ حوالہ میں یہ مذکور ہی نہیں کہ ”امروز لاہور“

ہے یا ملتان؟ ط۔ کوئی بتلائے کہ ہم بتلائیں کیا

بہر حال ہمیں اس کا اعتراف کہ اس قسم کا نوٹ کسی اخبار میں ضرور آیا تھا مگر
اس کی عبارت یہ نہیں تھی ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ دیوبندی ملاں یوسف رحمانی اس نوٹ
کے ساتھ عبارت نہیں دکھا سکتا بہر حال جب یہ نوٹ اخبار میں آیا تو ہم نے بھی مجاہدیت
فخر اہل سنت غازی تحریک پاکستان مولانا محمد عبدالحماد صاحب بدایونی مرحوم سے رابطہ
قائم کیا تھا اور تحقیق سے جو کچھ معلوم ہوا تھا وہ مولانا بدایونی ہی کے الفاظ میں ملاحظہ ہو۔

مولانا عبدالحماد بدایونی کا وضاحتی مکتوب

۸۶

محرم! السلام علیکم.....

میں علماء اہل سنت کے مسلک سے بخوبی واقف ہوں۔ بات

دارالاصل یہ ہے کہ نماز جنازہ درحقیقت میں نے ہی پڑھائی مجمع کثیر تھا

صف بندی بھی نہ ہو سکی۔ میں نے نماز جنازہ کی نیت باندھی تو عین اسی

وقت مفتی محمد شفیع صاحب نے مجھ سے آگے بڑھ کر نماز جنازہ پڑھانی
شروع کر دی حالانکہ جماعت قائم ہو چکی تھی..... والسلام

فقیر محمد عبدالحامد القادری البدایونی

۲۵ جولائی ۱۹۶۷ء

یہ ہے دیوبندی مفتی اعظم کی سینہ زوری کہ جماعت قائم ہونے کے بعد آگے
کھڑے ہو کر اپنی امامت کا فوٹو اخبارات میں شائع کرادیا۔

اگر بالفرض مفتی محمد شفیع دیوبندی بھی مس فاطمہ جناح کی نماز جنازہ پڑھتا تو یہ بھی
دیوبندی دھرم کلبے اصولا پن تھا کیونکہ نام نہاد شیخ العرب العجم کا نگرہ سی کٹھ پتلی
مولوی حسین احمد صدر دیوبند کا فتویٰ تو یہ ہے جو خطبات عثمانی میں موجود ہے اور
خود دیوبندی شیخ الاسلام جناب مولوی شبیر احمد عثمانی صاحب کی شہادت موجود ہے

قائد اعظم کافر اعظم !

نئی دہلی ۲۷ اکتوبر ۱۹۶۵ء۔ مولانا حسین احمد صاحب (صدر مدرسہ دیوبند)

نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیتے اور قائد اعظم کو
کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں جو فتویٰ دیا تھا۔ الخ۔

”خطبات عثمانی“ ص ۴۸ و ”مکالمۃ الصدرین“ ص ۳۲

دیوبندی مفتی اعظم مولوی محمد شفیع صاحب نے اسی قائد اعظم کی ہمیشہ کی
نماز جنازہ پڑھنے کی کوشش کی جن کے محترم بھائی کو صدر مدرسہ دیوبند کافر اعظم قرار
دیتا رہا ہے یہ کہاں کی اصول پرستی ہے؟ کیا قائد اعظم اور ان کی ہمیشہ کا مسلک جدا
جدا تھا؟ مولوی حسین احمد دیوبندی کے فتویٰ کے لحاظ سے تو دیوبندی مفتی اعظم کو
یہ کوشش کرنی ہی نہ چاہیے تھی۔ یا پھر اپنے صدر مدرسہ دیوبند کو جھوٹا اور ان کے

فتویٰ کو باطل و مردود قرار دیتے۔ بہر حال دیوبندیوں کا مذہب ہی گول مول ہے اور شریعت کے لحاظ سے نہیں بلکہ طبیعت کے لحاظ سے ہر کام کرتے ہیں

وہابیت کا اعتراف مندرجہ

آج تک دیوبندی اپنی وہابیت کو چھپانے کی کوشش کرتے رہے ہیں مگر ہم داد دیتے ہیں دیوبندیت کے نوزائیدہ مناظر کو کہ وہ بڑی جرأت مندی و فراخ دلی سے اپنی وہابیت کا علی الاعلان اعتراف کر رہا ہے صفحہ ۵۹ پر بعنوان ”اعلیٰ حضرت بریلوی کا فتویٰ“ لکھا ہے:

”وہابی (دیوبندی) رفضی غیر مقلد نیچری قادیانی چکڑالوی وغیرہم کے پیچھے نماز باطل محض ہے“ الخ (سیف شیطانی ص ۵۹)

کچھ بھی بہر حال وہابی لفظ کے مفہوم کی وضاحت کے طور پر اس نے پھر دوبارہ برکیٹ بند (دیوبندی) لکھ کر اپنی وہابیت کا اقرار کر لیا ہے۔ الغرض اس فتویٰ کے نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ موصوف اس کے نیچے خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کا عقیدہ بیان کر کے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا فتویٰ ان کے خلاف استعمال کرنا چاہتے ہیں لکھتا ہے

خواجہ غلام فرید کا عقیدہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ احمد پور میں ایک وہابی مولوی تھا جس کا نام احمد بخش تھا نواب (صادق محمد خاں) آف بہاول پور کے جی حضوریوں نے اس کی شکایت کر دی کہ وہ اولیاء اللہ کا منکر ہے العیاذ باللہ.... نماز کے وقت خواجہ غلام فرید صاحب نے اس وہابی مولوی سے امامت کے لئے کہا چنانچہ سب حاضرین نے اسی مولوی کے پیچھے نماز پڑھی خود خواجہ صاحب اور نواب آف بہاول پور نے بھی اسی کے

پیچھے نماز ادا کی مومنہ

(روزنامہ "امروز" ۱۸ جولائی ۱۹۶۶ء)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے وہابی مولوی کے نماز پڑھنے سے دیوبندی ملاں کو کتنی خوشی ہوئی اس کو فخر یہ طور پر پیش کیا اگر دیوبندی وہابی نہ ہوں اور حقیقی سنی حنفی ہوتے تو اس کو یہ خوشی نہ ہوتی۔

اس کے متعدد جواب ہیں:

نمبر ۱: یہ کہ سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا فتویٰ مبارکہ اس شخص کے بارے میں ہے جو "ان (وہابیوں) کے خیالات و حالات پر مطلع ہو کر انہیں عالم جانے یا قابل امامت مانے" اس کی فتویٰ میں تصریح ہے اگر بالفرض خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے ایسا کیا تو وہ یقیناً ان کے خیالات و حالات پر مطلع نہ ہوں گے کیونکہ بقول "امروز" جی حضوریوں نے خواجہ صاحب سے نہیں نواب صاحب سے ان کے وہابی اور منکر اولیاء اللہ ہونے کی شکایت کی تھی لہذا خواجہ صاحب قبلہ اعلیٰ حضرت قبلہ کے فتویٰ کی زد میں نہیں آتے۔ آپ کا یہ جوڑ توڑ کامیاب نہیں ہوتا نظر آتا۔

نمبر ۲: یہ کہ اس مولوی کا نام بقول امروز احمد بخش تھا یہ نام وہابیوں و پو بندیوں کی جان کے لئے قیامت ہے۔ ملاحظہ ہو مولوی اشرف علی تھانوی کفر و شرک کی باتوں کے بیان میں لکھتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا فتویٰ | سہرابندھنا۔ علی بخش حسین بخش (احمد بخش محمد بخش پیر بخش فرید بخش) نام رکھنا اور

یوں کہنا کہ خدا رسول چاہے تو فلاں کام ہو جائے (یہ سب شرک ہیں)
(بہشتی زیور اول ص ۵۴)

مدرسہ خیر المدارس کا فتویٰ | الجواب ۱۹۱ عبد البنی عبد الرسول و بنی بخش و پیر بخش

احمد بخش یہ سب نام درست نہیں باقی نور احمد۔ نور محمد۔ غلام معین الدین۔ غلام محی الدین یہ درست ہیں۔ فقط واللہ اعلم بندہ اصغر علی غفرلہ

نائب مفتی خیر المدارس ملتان

الجواب صحیح عبداللہ غفر اللہ لہ مفتی خیر المدارس ملتان ۱۱ ۲/۴ ۵



نوٹ: میسجی جملہ جمیم کے بھی ایک دیوبندی مولوی نے اپنا نام احمد بخش تبدیل کر کے غلام احمد رکھ لیا ہے تو گزارش یہ ہے کہ جب دیوبندی وہابی مذہب میں احمد بخش نام رکھنا شرک و نادرست اور قابل تبدیلی ہے تو پھر جس مولوی کا نام احمد بخش ہو گا وہ وہابی کس طرح ہو سکتا ہے؟ اگر بالفرض (معاذ اللہ) ہو بھی تو اگر کوئی سنی بزرگ اس کے احمد بخش نام کو دیکھ کر نماز پڑھے تو کس طرح سزاوار ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی وہابی شربت روح افزار کی بوتل میں کچھ قطرہ شراب ڈال دے تو کسی پینے والے کو کیا گناہ؟

پانے اکابر کی خبر لو! مولوی یوسف رحمانی نے اپنے جنون اور زعم باطل میں علماء اہلسنت و مشائخ طریقت پر الزام عائد کئے ہیں:

- (۱) احمد رضا بریلویوں کے خدا ہیں ”سیف شیطانی“ (ص ۲۹)
- (۲) بریلویوں کے اعلیٰ حضرت عالم الغیب اور مشکل کشا ہیں۔ (ص ۲۸)
- (۳) نبی کو عین معین الدین پایا۔ (ص ۵۱)
- (۴) پیر اور پیرزادہ حضرت یعقوب و حضرت یوسف کی مثل۔ (ص ۵۵)
- (۵) احمد رضا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کرائی (ص ۵۴)
- (۶) یہ کہنا کہ اولیاء اللہ کو غیب کا علم ہے کفر ہے۔ (ص ۶۴)

(۶) رضا خانی کلمہ شریف لا الہ الا اللہ حاشی رسول اللہ (ص ۹۶)

ظاہر ہے کہ جس کے ایسے عقائد ہوں وہ مسلمان نہیں ہو سکتا اور اس کے پیچھے نماز سراسر باطل و مردود ہے لیکن ہم ثابت کرتے ہیں کہ چوٹی کے اکابر دیوبند نے علماء اہل سنت و جماعت میان مسلک اعلیٰ حضرت بریلوی مکتب فکر کے علماء کے پیچھے نماز پڑھنے کو صحیح سمجھا اور خود بھی پڑھی۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

علماء بریلی کی اقتدار میں نماز جائز ہے (علماء دیوبند)

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی | حضرت تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو پڑھ لیتا۔ ”چٹان“ لاہور ۱۱ جنوری ۱۹۶۲ء

مولوی محمد حسن نانوتوی | مولانا محمد احسن نے (اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد ماجد) مولوی نقی علی خاں (بریلوی) کو عید گاہ سے پیغام بھجوایا کہ میں نماز پڑھنے کو آیا ہوں پڑھانا نہیں چاہتا۔ آپ تشریف لائے جسے چاہے امام کر لیجئے میں اس کا اقتدار کروں گا۔ (کتاب ”مولانا محمد احسن نانوتوی“ ص ۸)۔ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع صاحب دیوبند نے لکھا ہے۔

بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی | ”ہمارے (دیوبندی) بزرگ اس قسم کی گفتگو اور مباحثوں مناظروں کو پسند نہ فرماتے تھے ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دہلی تشریف رکھتے تھے اور ان کے ساتھ مولانا احمد حسن امروہوی اور امیر شاہ خان صاحب بھی تھے شب کو جب سونے کے لئے لیٹے تو ان دونوں نے اپنی چارپائی ذرا الگ بچھالی اور باتیں کرنے لگے۔ امیر شاہ خان صاحب نے مولوی صاحب سے کہا کہ صبح کی نماز ایک برج والی مسجد میں چل کر پڑھیں گے نسل ہے

وہاں کے امام قرآن شریف بہت اچھا پڑھتے ہیں مولوی (احمد حسن) صاحب نے کہا ”ارے پٹھان جاہل (آپس میں بے تکلفی بہت تھی) ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے وہ تو ہمارے مولانا (محمد قاسم نانوتوی) کی تکفیر کرتا ہے۔“ مولانا (محمد قاسم) نے سُن لیا اور زور سے فرمایا ”احمد حسن میں تو سمجھا تھا تو لکھ پڑھ گیا ہے مگر جاہل ہی رہا پھر دوسروں کو جاہل کہتا ہے۔“ ارے کیا قاسم کی تکفیر سے وہ قابل امامت نہیں رہا میں (قاسم نانوتوی) تو اس سے اس کی دینداری کا معتقد ہو گیا۔ اُس نے میری کوئی ایسی بات سُنی ہوگی جس کی وجہ سے میری تکفیر واجب تھی گو روایت غلط پہنچی ہو تو یہ راوی پر الزام ہے تو اس کا سبب دین ہی ہے۔ اب میں خود اس کے پیچھے نماز پڑھوں گا۔“ غرضیکہ صبح کی نماز مولانا (قاسم نانوتوی) نے اس کے پیچھے پڑھی۔“ (الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص ۲۹۲)

دیوبندی حکیم الامت | ”ایک شخص نے (تھانوی صاحب سے) پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی“ فرمایا ہاں د ہو جائے گی، ہم ان کو کافر نہیں کہتے اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں۔“

”قصص الاکابر“ ص ۹۹ مجلس حکمت معروبوہ اربعین مصطفائی مجلس پنجاب ددوم ضلعا

۷۸۶ - از میسلی ضلع ملتان۔

مفتیان مدرسہ خیر المدارس ملتان | بخدمت حضرت مولانا مولوی خیر محمد صاحب ملتان مدرسہ خیر المدارس

استفتاء کیا فرماتے ہیں حضرات علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر نماز جنازہ کی امامت مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا پیر و کار بریلوی مولوی کردار ہا ہو تو ایسی صورت میں اس بریلوی مولوی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

نقطہ المنتظر جواب

محمد بشیر میسلی

نوٹ ضروری:- برائے مہربانی جواب اپنے قلم سے تحریر فرمادیں نوازش ہوگی۔

الجواب ۵: اگر کبھی ایسی صورت پیش آہلے تو جنازہ میں شرکت کر لینا چاہیے۔

نقطہ واللہ اعلم بندہ عبد الستار عفی عنہ نائب مفتی خیر المدارس ملتان ۶ ۵/۸۱

الجواب صحیح عبد اللہ غفر اللہ لہ ۸ ۵/۸۱

مہر خیر المدارس ملتان

مفتی محمود ضایح الحدیث قاسم العلوم ملتان | ” زمانہ طالب علمی جب یاد کرتے ہیں تو

حیرت ہوتی ہے کہ لائق صدا احترام اساتذہ میں سے کسی نے بھی دوران اسباق میں بریلوی مکتب فکر سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ قیام ملتان کے زمانہ میں جب طلباء مدرسہ قاسم العلوم بعد از عصر قلعہ پر چلے جاتے تھے نماز مغرب کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا کہ قلعہ کی جملہ مساجد کے آئمہ بدعتی ہیں نماز باجماعت ترک کر دی جائے۔ معاملہ استاذی مفتی محمود صاحب تک پہنچا۔ آپ نے فرمایا ”باجماعت نماز ادا کرو اگرچہ امام بدعتی بھی ہو“ طلباء نے حجت کی بحث چل پڑی مفتی صاحب نے اس حدیث اور اس کی سند پر بہترین بحث فرمائی صلوا خلف کل مرد خارج کسی نے کہا ”حضرت یہ فاجر نہیں مشرک ہیں“۔ بس پھر کیا تھا جلال میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ کیا دین تم اس لئے پڑھتے ہو کہ مخلوق خدا کو کفر و شرک کی تلوار سے ذبح کرتے پھر د تم رب کی جنت کے ٹھیکیدار ہو۔ میرے اکابرین نے اس (بریلوی) فرقہ پر کوئی فتویٰ فسق کے علاوہ نہیں دیا۔ میرا بھی یہی فتویٰ ہے کہ فاسق کے پیچھے بالکراہت نماز جائز ہے“

”سیف حقانی ص ۷۹۷ از مولوی ابوالناصر محمد عمر قریشی دیوبندی“

علماء دیوبند محدث عظیم پاکستان کی نماز جنازہ میں | ۳۰۔ دسمبر۔ بانی جامعہ رضویہ مظہر اسلام

مولانا سردار احمد صاحب کو آج بعد

نماز عشاء جامعہ رضویہ میں سپرد خاک کر دیا گیا..... ڈھائی بجے دھوبی گاٹ میدان میں مولانا عبد القادر مہتمم اعلیٰ جامعہ رضویہ نے نماز جنازہ پڑھائی (دولاکھ) پچاس ہزار سے زائد عقیدت مندوں اور دوسرے احباب نے نماز جنازہ میں شرکت کی جن میں مولانا

تاج محمود (دیوبندی)۔ مولانا محمد یعقوب (دیوبندی) اور مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن علامہ عبدالمصطفیٰ ازہری۔ مولانا قاری محبوب رضا خاں مفتی ظفر علی مفتی محمد عمر (نعمی)۔ علامہ احمد سعید کاظمی۔ مولانا غلام فرید۔ مولانا غلام رسول۔ علامہ سید ابوالبرکات۔ مولانا خلیل احمد ابن ابوالحسنات صاحبزادہ فیض الحسن۔ مولانا عبدالغفور (ہزاروی)۔ مولانا عارف اللہ صاحب صاحبزادہ فیض علی خطیب جامع راولپنڈی۔ خواجہ قمر الدین سیال شریف۔ مولانا محمد صادق صوفی غلام حسین گوبرہ۔ الحاج میاں محمد امین منیجنگ ڈائریکٹر رحمانیہ ٹیکسٹائل ملز کے نام قابل ذکر ہیں..... لاہور میں مجلس فروغ سنت (دیوبندی) کے زیر اہتمام پروفیسر خالد محمود ہاشمی (دیوبندی) کی زیر صدارت ایک تعزیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں مولانا سر دار احمد کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا گیا۔ پروفیسر ہاشمی نے اسلام کے لئے ان کی زبردست خدمات کو سراہا.....
(روزنامہ ”غریب“ لاہور ۳۱۔ دسمبر ۱۹۶۲ء)

اب ہم ملاں یوسف رحمانی سے پوچھتے ہیں وہ اپنے خانہ ساز شیخ القرآن سے پوچھ کر بتائے اگر امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و دیگر علماء اہل سنت فی الحقیقت ایسے ہی تھے جیسا کہ سیف شیطانی میں بیان کیا گیا ہے۔ تو ان علماء کی اقتدار میں نماز کا جواز اکابر دیوبند نے کس طرح کیا؟

ملاں نام نہاد یوسف نے بڑے طمطراق سے
صد دیوبند مولوی حسین احمد کاٹانچہ | مولوی احمد بخش وہابی کی اقتدار میں حضرت

خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے نماز پڑھنے کو بیان کیا واقعی اس کو امر وزکر کے اس مضمون سے بڑی خوشی ہوئی ہوگی اور کمال یہ ہے کہ اس نے نواب صاحب بہاولپور کے جی حضوریوں نے وہابی کو اولیاء اللہ کا منکر ٹھہرانے پر بڑے زور دار الفاظ میں العیاذ باللہ بھی کہا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ دیوبندی قوم سے انصاف اٹھ گیا، حقیقت پسندی ان کو کوئی تعلق نہ رہا ہے۔ مقام حیرت کہ آج وہ شخص بھی لڑتا ہے جس کو اپنی غلطی کا یقین ہے۔ کچھ زیادہ

دور کی بات نہیں ایک ہی صفحہ قبل مصنف سیف شیطانی مولوی حسین احمد کوہاٹی دیتا ہوا لکھتا ہے۔ ”شیخ العرب والعجم حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی مرحوم نے الشہاب الثاقب“ میں بیچ فرمایا کہ احمد رضا خاں بریلوی مجدد التذلیل ومجدد التکفیر ہے۔“

لیکن اسی ”الشہاب الثاقب“ میں ملاں جی کو یہ نظر نہیں کہ ”شان نبوت و حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اپنے آپ کو مائل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوت قلبی وضعف اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لارہے ہیں ان (وہابیہ) کا خیال ہے کہ رسول مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں اور نہ کوئی احسان اور فائدہ ان کی ذات پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل و عا میں آپ کی ذات پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں ان (وہابیہ) کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لائٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذات فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔“

”الشہاب الثاقب“ ص ۷۷ شائع کردہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

کیوں جناب ملاں مناظر اسلام صاحب! اب ہم آپ کے العیاذ باللہ کو دیکھیں یا آپ کے شیخ العرب والعجم صدر دیوبند کے معاذ اللہ کو دیکھیں۔ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے وہابی کے پیچھے نماز پڑھنے کی خوشی میں آپ کا پیٹ پھٹنے لگا، وہابیوں کو جی حضوریوں نے اولیاء اللہ کا منکر کہہ دیا تو آپ نے العیاذ باللہ کی توپ داغ دی لیکن اس کو کیا کہئے کہ آپ کے شیخ العرب والعجم صدر دیوبند فرما رہے ہیں کہ شان نبوت حضرت رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں صدر دیوبند ان (وہابیہ) کا قول نقل کفر کفر نباشد کہہ کر نقل کرتے ہیں اور وہابیوں کا عقیدہ یہ بتاتے ہیں

کہ وہ (دہابیر) اپنے آپ کو مثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں۔

ملاں جی اب خود ہی بتاؤ کہ شان رسالت و نبوت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرنے والے اپنے آپ کو مثل ذات سرور کائنات خیال کرنے والے اور کفر یہ عقیدہ کے حامل دہابیر کے پیچھے کون سے ضابطہ شریعت کے تحت نماز جائز ہوگی؟ اور یہ بھی بتائیں۔ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نماز پڑھتے ہیں تو مولوی حسین احمد صدر دیوبند کیوں نہیں پڑھتے۔؟ اب خود ہی اعلان کرو کہ تم خود ہی جھوٹے ہو یا تمہارا شیخ العرب والعجم جھوٹا ہے؟

۷۔ الجھا ہے پاؤں نجدی کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

ناموں پر فتویٰ کا قراڑ | ”سیف شیطانی“ ص ۶ پر کلب علی، کلب حسین، غلام علی، غلام حسین وغیرہ ناموں پر بعنوان احمد رضا خاں بریلوی کا فتویٰ

احکام شریعت جلد ۱ ص ۶۷ ایک مضمون نقل کیا گیا ہے۔ حالانکہ اس قسم کے ناموں پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے حرام و گناہ یا کفر و شرک کا فتویٰ نہیں دیا۔ چونکہ یہ نام ذو معنی ہیں اور بعض ناموں میں خود نمائی و انتہا پسندی ہے اس لئے ان اسماء کے متعلق اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے صرف یہ لکھا ہے کہ ان کو علماء کرام نے سخت ناپسندیدہ رکھا اور مکروہ و ممنوع لکھا۔ یہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اپنی بات یا اپنا فتویٰ نہیں بلکہ اس کو علماء سے نقل فرمایا اور وہ صرف ناپسندیدگی کی حد تک اور بس۔ لیکن اس کے برعکس ملاں رحمانی کو اپنے گھر کی خبری نہیں

۷۔ یوں نظر دوڑے نہ برہمی تان کر

اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

شاید ملاں جی کو علم ہے یا نہیں بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے پردادا صاحب کا نام محمد بخش تھا ”سوانح قاسمی“ جلد اول ص ۱۳ اور ان کے بھائی کا نام خواجہ بخش تھا ”سوانح قاسمی“ جلد اول ص ۱۵۔ اور دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی

کے دادا صاحب کا نام قاضی پیر بخش تھا اور گنگوہی صاحب کے نانا جی کا نام فرید بخش تھا۔
 ”تذکرۃ الرشید“ پہلا حصہ ص ۱۳

دیوبندی حکیم الامت کا فتویٰ | ”بہشتی زیور“ جلد اول ص ۵۴ کفر و شرک کی باتوں کا بیان
 ”علی بخش حسین بخش (پیر بخش) - فرید بخش - خواجہ بخش
 احمد بخش (محمد بخش) نام رکھنا اور یوں کہنا کہ خدا چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا“ یہ سب شرک ہیں
 الخواتم عبد النبی، عبد الرسول و نبی بخش پیر بخش (محمد بخش) احمد بخش
 خیر المدارس کا فتویٰ | یہ سب نام نادرست ہیں۔

نقطۃ اللہ اعلم بندہ اصغر علی غفرلہ نائب مفتی مدرسہ خیر المدارس ملتان
 الجواب صحیح عبد اللہ غفر اللہ مفتی خیر المدارس ملتان
 گویا تھانوی صاحب اور مفتیان خیر المدارس کے نزدیک مولوی قاسم نانوتوی صاحب
 کے پردادا اور ان کے بھائی اور مولوی رشید گنگوہی صاحب کے دادا اور نانا کافر و مشرک تھے
 اور ان کے نام نادرست تھے۔ اور یہ یوسف رحمانی پر لازم ہے کہ وہ واضح کرے کہ مشرک کی
 اولاد حلالی ہوتی ہے یا حرامی؟

مسئلہ نور | صفحہ ۶۰ پر بعنوان ”الخطبۃ کا عقیدہ“ یہ نقل کیا۔ حدیث میں ارشاد فرمایا
 یا جابر ان اللہ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیہ من نورہ
 اے جابر بے شک اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور
 سے پیدا فرمایا۔ ”المفہوم جلد ۱ ص ۵۴

ملاں نام نہاد رحمانی نے نامعلوم یہ عبارت کیوں نقل کی اور خدا جانے وہ کیا ثابت
 کرنا چاہتا ہے۔ بہر حال اتنا ضرور پتہ چلا کہ اس نے اس حدیث شریف کو الخطبۃ
 فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے عقیدہ کے طور پر نقل کر کے یہ تسلیم کر لیا کہ الخطبۃ کا وہی عقیدہ
 ہے جو حدیث شریف سے ثابت ہوا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مصنف ”سیف شیطانی“

منکر حدیث ہے کیونکہ یہ ثابت ہونے کے باوجود کہ یہ حدیث شریف ہے اس کو اس نے اعلیٰ حضرت کا عقیدہ قرار دیا ہے گویا اس حدیث پر اس کا ایمان نہیں۔ ہم بقلم خود مناظر اسلام کی معلومات میں اضافہ کے لئے بتائے دیتے ہیں کہ دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے بھی اس حدیث شریف کو ”نشر الطیب“ پر نقل کیا ہے کتاب کھول کر دیکھ لیں اور بتائیں کہ ایمان لائے یا ابھی منکر حدیث ہی ہیں ؟

باقی رہا یہ کہنا کہ مولوی غلام جہانیاں کا یہ عقیدہ کہ ”حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو دیکھنے سے تمام ایمان والے کافر ہو گئے اور کسی کو اس کی خبر نہیں“ تو ملاں یوسف نے یہ عبارت ”فوائد فریدیہ کا اردو ترجمہ مسمیٰ بـ ”فیوضات فریدیہ“ سے نقل کی ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ مولانا غلام جہانیاں صاحب نے اپنے ۲۰/۵ اور ۱۱/۵ کے مکتوبات میں تحریری وعدہ کے باوجود ابھی تک ”فوائد فریدیہ کا ترجمہ فیوضات فریدیہ“ ہمیں نہ قیمتاً مہیا کیا نہ عاریتاً ان کی اس غفلت و لاپرواہی کا ہمیں بہت ہی افسوس اور صدمہ ہے اگر وہ مذکورہ کتاب ارسال کر دیتے تو ملاں جوزف کی بے ایمانیوں کی نقاب کشائی کرنے میں ہمیں آسانی ہوتی۔ بہر حال اتنا ضرور ہے کہ مصنف نے جس ”فوائد فریدیہ کا نام تمام وغیرہ کمال حوالہ دیا ہے وہ حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔ مولانا غلام جہانیاں صاحب نے اس کا ترجمہ اپنے ایک عزیز کے ذمہ لگایا اور انہوں نے یہ ترجمہ مولانا غلام جہاں صاحب کے نام سے شائع کرا دیا۔ اب جبکہ یہ ثابت اور مسلم ہے کہ فوائد فریدیہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے اور خواجہ غلام فرید کو خود مصنف ”سیف شیطانی“ نے ص ۹۷ و دیگر متعدد صفحات پر رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر ولی کامل تسلیم کیا ہے۔ مولوی غلام جہانیاں صاحب یا ان کے عزیز تو مترجم ہیں۔ بتائیے مولوی جوزف کی خرافات کی زد میں حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ آتے ہیں یا نہیں ؟

اسی طرح ص ۹۷ پر مولانا محمد عنایت اللہ صاحب کا ایک ایسا فتویٰ نقل کیا گیا ہے

جس میں رب کے نور کا جز یا حصہ ماننے والے کو گمراہ بے دین کہا گیا ہے۔ فی الواقعہ یہ صحیح ہے اور کوئی بھی عالم اہل سنت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو اللہ تعالیٰ کے نور کا جز و حصہ قرار نہیں دیتا۔ بقلم خود مناظر اسلام میں جرأت ہے تو جز و حصہ ثابت کر دکھائے ورنہ لایعنی باتوں سے باز آئے۔

اسی طرح صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ بیان کیا گیا ہے۔ انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا ہے۔ اس کے ثبوت میں حوالہ تفسیر نعیمی ص ۵۷ حاشیہ ۱۳۷ کا دیا گیا ہے۔

ہم ملاں جوزف کو مبلغ دس روپے انعام دیں گے اگر وہ یہ ثابت کر دے کہ تفسیر نعیمی صدر الافاضل مولانا نعیم الدین صاحب علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے۔ اس جاہل کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ تفسیر نعیمی مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے۔ بہر حال یہ عبارت خواہ صدر الافاضل علیہ الرحمۃ نے لکھی ہو یا صاحب تفسیر نعیمی مفتی احمد یار خان صاحب نے۔ بلاشبہ حق ہے قرآن مجید میں ہے،

(۱) قالوا ان انتم الا بشر مثلنا تريدون ان تصدقون عما كان يعبد اباؤنا فالتونا بسلطان مبين ر كافر بولے تم تو ہم جیسے آدمی ہو تم چاہتے ہو کہ ہمیں اس سے باز رکھو جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے اب ہمارے پاس کوئی روشن سند لے آؤ۔

(۲) قالوا اما انتم الا بشر مثلنا (وہ جھٹلانے والے کافر بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے آدمی) اور اس کے ساتھ ہی مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ عقیدہ کہ ہم بھی عقیدہ کے ذکر میں کہتے ہیں کہ نبی بشر ہوتے ہیں (جاء الحق ص ۱۶۸) یہ بھی حق ہے۔ انوس کہ ملاں جوزف ابھی تک یہ نہیں سمجھا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو بشر کہہ کر پکارنا اور بات ہے، عقیدے کے ذکر میں بشر کہنا اور بات ہے پہلے میں تحقیر و توہین ہے کہ بشر بشر کہہ کر پکارا جائے یا برابری کے لفظوں سے یا دیکھا جائے اور عقیدہ کے طور پر انبیاء کرام کو بشر ماننا اور بات ہے۔

اسی طرح ”سیف شیطانی“ میں جاء الحق ص ۱۶۵ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔ ”حضرت عائشہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لبشر کہا“ تو جابل مصنف بے خبر ہے اس کو معلوم نہیں کہ یہ الفاظ حضرت مفتی صاحب گجراتی نے اعتراض کے نقل کئے ہیں کہ مخالفین المسنت کہتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ نے حضور علیہ السلام کو لبشر کہا۔ یہ مفتی صاحب کے اپنے الفاظ نہیں ہیں اور اس بات کا جواب ”جاء الحق“ میں اسی جگہ اس سے ذرا آگے ہے۔ دھوکہ دینا اور غلط بیانی سے کام لینا دیوبندیوں کا محبوب مشغلہ اور آبائی پیشہ ہے۔

ہر طرف سے ٹھوکریں کھانے کے بعد ملاں جوزف پاگل کتے کی طرح پھر مولانا کاظمی صاحب پر حملہ آور ہوتا ہے۔ لکھتا ہے رسول اللہ ﷺ کی روحانیت تمام عالم میں موجود ہے۔ ”تسکین الخواطر ص ۱۵۶“۔ اس میں کس کو شبہ ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین نص قرآنی ہے۔ ملاں جوزف کتر بیونت کے مرض میں مبتلا ہے۔ مولانا کاظمی صاحب کی اس عبارت میں یہ صفائی دکھائی کہ روحانیت اور نورانیت تمام عالم میں موجود ہے کا روحانیت تمام عالم میں موجود ہے کر دیا۔ اگرچہ یہ کوئی بڑی بات نہیں لیکن قلبی مرض تو ثابت ہو جاتا ہے۔ مولانا کاظمی صاحب کے اس عقیدہ کے مقابلہ میں مولانا عبد السمیع صاحب علیہ الرحمۃ کا یہ فتویٰ نقل کیا با نیاں محفل میلاد علی العموم یہ اعتقاد نہیں رکھتے کہ روح مبارک ہر جگہ موجود ہو جاتی ہے نیز قاری اگر دیندار محب نہ ہو گا تو روح پاک نہ آوے گی۔ ”انوار ساطعہ ص ۲“ ظاہر ان الفاظ میں قطعاً کوئی تضاد نہیں۔ مولانا عبد السمیع صاحب کی مراد یہاں روح معہ الجسد ہے اور آنا اس پر دلیل ہے یعنی روح مبارک کا وجود باوجود کے ساتھ آنا۔

مولانا مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ کی عظیم کتاب ”جاء الحق“ ص ۱۶۵ کے حوالے سے یہ لکھا گیا ہے ”اس جسم یا جسم مثالی کا متعدد جگہ موجود ہونا یہ صفات بہت سی محکومات کو ملی ہیں“ حالانکہ مفتی صاحب نے متعدد چیزیں بیان کی ہیں۔ فرماتے ہیں ”ایک جگہ رہ کر تمام عالم کو مثل کف دست دیکھنا ایک آن میں عالم کی سیر کر لینا اور صد ہا کوس پر کسی کی

مدد کر دینا اس جسم یا جسم مثالی کا متعدد وجہ موجود ہو جانا یہ صفات بہت سی مخلوقات کو
 ملی ہیں، اس عبارت کا بھی علیہ بگاڑ دیا گیا اور اپنے گزارہ کے لئے چند الفاظ رکھ لئے۔ حالانکہ
 مفتی صاحب نے صفت نہیں صفات کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو کثرت پر دلالت کرتا
 ہے صفات جمع ہے واحد نہیں۔ بہر حال مفتی صاحب نے اپنے اس موقف کو ”جاء الحق“
 میں اسی جگہ تفسیر روح البیان و تفسیر کبیر تفسیر خازن، مشکوٰۃ باب فصل الاذان وغیرہ سے
 مدلل و مبرہن فرمایا۔ جاہل مناظر اسلام ایسی باتوں کو کیا جانے۔ خود مولوی اشرف علی تھانوی
 ”حفظ الایمان“ میں کہتے ہیں ابلیس مشرق سے مغرب ایک لمحہ میں پہنچ جاتا ہے ص
 اور حضرت ملک الموت پوری دنیا میں ایک لمحہ میں پہنچ جاتے ہیں۔ منکر نکیر ہر قبر میں
 ہر جگہ تشریف لاتے ہیں۔ خود حکیم الامت تھانوی جی ”جمال الاولیاء“ ص ۲۰۲ پر لکھتے ہیں کہ
 ”محمد الشربینی شیخ بزرگ ولی صاحب کشف تھے..... امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے
 ہیں ایک سیاح سے روایت ہے کہ اُن کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ
 کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد بلاد عجم میں تھی اور کچھ بلاد ہند اور کچھ بلاد کمرور میں تھی۔ آپ
 ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل و عیال کے پاس ہوا کرتے اور اُن کی ضرورتیں
 پوری فرمائے دیتے تھے ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ ان ہی کے پاس قیام رکھتے ہیں۔“
 ان ہی تھانوی صاحب نے ”جمال الاولیاء“ ص ۱۸۸ پر محمد الحضری مجذوب کا واقعہ لکھا کہ
 انہوں نے ”بیک وقت تیس شہروں میں خطبہ و نماز جمعہ پڑھا“

مولوی تھانوی صاحب ہی ”جمال الاولیاء“ ص ۲۳ پر لکھتے ہیں ”اس قسم کے واقعات
 کا مشترک مضمون تو اتر کی حد کو پہنچا ہوا ہے اس لئے اب اس کا انکار سوائے ضدی شخص کے
 اور کون کر سکتا ہے۔“

طاں جوزف صاحب نامعلوم کون سا جنون آپ کو اس خاردار وادی میں کھینچ لایا
 آپ تو ہیں کیا یہاں تو دیو کا بند ڈھیلا ہو جاتا ہے۔ زبانی کلامی باتیں تو ہوا میں اڑ جاتی ہیں

تحریر سندرہتی ہے۔ آپ کی سیف آپ کو خودکشی کے کام آرہی ہے۔ بتا قیام قیامت آپ کی جہالت کی دشاویز ہمارے پاس رہے گی۔ اُمید ہے آپ نے چشم سر کے ساتھ اپنے آباؤ اجداد کے اقوال و ارشادات پڑھ لئے ہوں گے۔

اب ہوش میں آکر بتائیے مفتی احمد یار خان صاحب علیہ الرحمۃ کا قول حق تھا یا نہیں؟

علامہ ابن نجیم اور علامہ خوارزمی کا فتویٰ | اس عنوان کے تحت مصنف نے یہ فتویٰ نقل کیا ہے کہ ”جو شخص یہ کہے کہ بزرگوں کی رو میں

ماہر ہیں اور جانتی ہیں کفر ہے“ (بحر الرائق ص ۱۲۴ علامہ ابن نجیم و فتاویٰ بزاز یہ ص ۳۲۶ علامہ خوارزمی) معلوم نہیں بقلم خود مناظر اسلام نے یہ فتویٰ ہفت روزہ پاکستانی ”یا چٹان“ کے کون سے شمارہ سے نقل کیا؟ بحر الرائق یا فتاویٰ بزاز یہ کو دیکھنا اور سمجھنا تو اس مستند جلیل کے بس کا روگ نہیں بہر حال ہم اس کو یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ یہ فتویٰ کفر گھر میں ہی کام آجائے گا مطمئن رہیں۔ آپ کی محنت برباد نہیں جائے گی ملاحظہ ہو :

مولوی رشید احمد گنگوہی کا عقیدہ | ”مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ (پیر و مرشد) کی روح ایک جگہ مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب

یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں..... تب مرید ہر وقت عقدہ کشائی میں شیخ کا محتاج ہوگا اور شیخ کو دل میں حاضر کر کے جب زبان حال سے پوچھے گا تو یقیناً شیخ کی روح اللہ کے حکم سے اس کو بتلائے گی“ (امداد السلوک ص ۲۴)

سے کیا خبر تھی انقلاب آسمان ہو جائے گا

دینِ نجدی پائمالِ سُنیاں ہو جائے گا

پانچ دیوبندی دجل | بقلم خود مناظر اسلام ملاں یوسف رحمانی نے تکفیری افسانہ ”پانچ دیوبندی دجل“ میں مذکور ۴۸۔ دیوبندی تضادات و کفریات میں سے

بعض عنوان ملا محمد حسن علی الرضوی کا دجل ص ۶۲۔ مکفر اعظم ملا محمد حسن کا دوسرا دجل ص ۶۳۔

(۲) دیوبندی جاہل کی جہالت ملاحظہ ہو وہ قاضی شہار اللہ صاحب پانی پتی کے حوالہ کے لئے بھی ہفت روزہ چٹان کا محتاج ہے۔ ارشاد الطالبین کا براہ راست حوالہ نقل کرنا اس کے مبلغ علم سے دراز ہے اور پھر اس کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو شخص کشف کو علم غیب کہے علماء نے اس کو کافر لکھا ہے۔ لیکن قاضی صاحب پانی پتی کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں یہ نہیں ہے۔ اس کے اپنے ہی نقل کردہ مذکورہ بالا الفاظ بغور ملاحظہ ہوں۔ کشف کو علم غیب کہنے والے پر ہرگز ہرگز کفر کا فتویٰ نہیں بلکہ فتویٰ اس پر ہے ”یہ کہنا کہ اولیاء کو غیب کا علم ہے کفر ہے“ سیف رحمانی ص ۶۴۔ بتائیے کشف کو علم غیب کہنے والے پر فتویٰ کفر کہاں سے باقی رہا اولیاء اللہ کو علم غیب ہے کہنے پر فتویٰ کفر تو اس سے مراد یہ ہوگا بغیر عطاہ خداوندی جو شخص اولیاء کو علم غیب کہے کفر ہے قاضی صاحب پانی پتی نے تو یہ لکھا ہے اور ہم کہتے ہیں اور یہ کہنا کہ (بغیر عطاہ خداوندی) انبیاء کو غیب کا علم ہے کفر ہے۔ اگر مصنف اس پر اصرار کرے کہ اولیاء اللہ کو علم غیب ماننے والا بہر صورت کافر ہے تو ہم کہیں گے کہ مصنف ”سیف رحمانی“ کا یہ فتویٰ کفر مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی پر لگے گا۔ ملاحظہ ہو حاجی صاحب فرماتے ہیں:

حاجی امداد اللہ صاحب فرمایا ”لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اولیاء کو نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے“ (شہادۃ امدادیہ حصہ دوم ص ۶۱)

سے یوں نظر دوڑے نہ بر چھی تان کر

اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

دوسرا دیوبندی دجل ! ملا محمد حسن علی الرضوی نے حضرت مولانا حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے وہ اشعار نقل کئے ہیں جو کہ آپ نے حالت وجہ

و ذوق میں تدابیر مشروعہ کے تحت اپنے پیر و مرشد خواجہ نور محمد صاحب کے متعلق

فرماتے ہیں جو کہ درج ذیل ہیں

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا
بند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پُر سکنے باتیں کانپتے ہیں دستِ پا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا
آسرا دنیا میں از بس تمہاری ذات کا

”تکفیری افسانہ“ (۵)

ان اشعار کے مقابلہ میں قاتل المشرکین حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی وہ عبارت پیش کی ہے جو کہ شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مافوق الاسباب امداد کے متعلق فرمایا ہے اور حالت وجد و سکر اور ذوق سے قطع نظر کرتے ہوئے تدبیر غیر مشرعوہ اور از روئے عقیدہ کہا جائے یا لکھا جائے حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت مختصر درج ذیل

تجھ ہوا مانگے جو غیروں سے مدد فی الحقیقت ہے وہی مشرک اشد
دوسرا اس سا نہیں دنیا میں بد ہے گلے میں اس کے جہل من مسد
سب سے اس پر لعنت پھٹکا رہے ”تکفیری افسانہ“ (۵)

دیوبندی تاویل ۱: ”اگر کوئی مشکل و پیچیدہ مسئلہ درپیش ہوتا تو مولانا امداد اللہ
مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد مولانا نور محمد سے دریافت کر کے علمی عقدہ و مشکل کو
حل کر لیتے“ (سیف رحمانی ص ۵۶)

دیوبندی تاویل ۲: ”مولانا امداد اللہ مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اشعار کہے ہیں
وہ حالت وجد و ذوق اور سکر اور تدبیر مشرعوہ کے تحت ماتحت الاسباب امداد کے لئے

فرمایا ہے اور مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مافوق الاسباب اور غیر وجد و ذوق و سکر کی حالت میں بطور عقیدہ رکھنے والے کے متعلق فرمایا ہے:

”سیفِ رحمانی ص ۶۵ و ص ۶۶“

جواب | اب معلوم ہوا دیوبندی دھرم میں شریعت و طہریت و دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں مصنف ”سیفِ رحمانی“ نے وجد و ذوق و سکر کا بہانہ بنا کر وہ بات کہی ہے جو آج تک کسی دیوبندی طاں نے نہیں کہی نہ اس نے اپنے اکابر علماء کا حوالہ دیا۔ بلکہ مفتی احمد یار خاں صاحب گجراتی اور مولانا احمد سعید صاحب کاظمی کے دامن میں پناہ لے کر جان بچانے کی کوشش کی ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مصنف ”سیفِ رحمانی“ حالت وجد و ذوق و سکر میں شرکیہ کفریہ عقائد اپنانے و اختیار کرنے کا ثبوت کتاب و سنت سے پیش کرتا لیکن ”چٹان“ کے حوالے دینے والا جاہل کتاب و سنت تفسیر و حدیث و فقہ کو کیا جانے۔ اگر تمام دیوبندی طاں یہ مان لیں کہ حالت وجد و ذوق و سکر میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بزرگان دین اولیاء کرام قدست اسرار ہم سے امداد و اعانت طلب کر سکتے ہیں، ان کو امداد کے لئے پکار سکتے ہیں۔ تو بہت سے اختلافی مسائل کا خود بخود تصفیہ ہو جائے گا۔ مصنف ”سیفِ رحمانی“ کو یہ بات اس وقت سوچی جب مقتول المسلمین اسماعیل قاتیل کے فتویٰ سے حاجی امداد اللہ صاحب مشرک و لعنتی قرار پائے۔ اگر کوئی سنی مسلمان یوں کہے

غوث اعظم بمن بے سرو سامان مدد سے

قبلہ دین مدد سے کعبۂ ایمان مدد سے

یا ہ بگرداب بلا افتادہ کشتی

مدد کن یا معین الدین چشتی

کہے تو وجد و ذوق و سکر کی کوئی تاویل نہ سنی جائے۔ اور جب اسماعیل قاتیل کے فتویٰ سے حاجی امداد اللہ صاحب مشرک و لعنتی قرار پائیں تو وجد، ذوق و سکر یاد آجائے۔ کیا

شرعیات مطہرہ میں وجد و ذوق و سُکر کی حالت میں کفر یہ شرکیہ لعنیۃ عقائد اپنانے کی کھلی چھٹی ہے؟

تضاد بیانی | ایک طرف تو جاہل مصنف ”سیف رحمانی“ حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار کو وجد، ذوق و سُکر پر محمول کر کے اپنے اکابر کی گردن پر خود چھری پھیرتا ہے لیکن دوسری طرف کہتا ہے ”اگر کوئی مشکل و پیچیدہ مسئلہ درپیش ہوتا تو مولانا امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر مرشد مولانا نور محمد سے دریافت کر کے علمی عقدہ و مشکل کو حل کر لیتے“ (”سیف رحمانی“ ص ۶۵)

اگر بات صرف مشکل و پیچیدہ مسئلہ کی تھی اور حاجی صاحب اپنے پیر و مرشد سے صرف علمی عقدہ مشکل حل کرتے تھے تو پھر حالت وجد و ذوق اور سُکر وغیرہ کے بہانے بنانے کی کیا ضرورت ہے؟ علمی و پیچیدہ مسئلہ تو آج بھی ہر کوئی اپنے علماء سے پوچھتا ہے اور علمی عقدہ و مشکل حل کرتا ہے۔ دیوبندی بھی کرتے ہیں اس میں ہیر پھیر کی آخر کیا ضرورت ہے؟ لیکن یاد رہے معاملہ صرف پیچیدہ مسئلہ کی دریافت اور علمی عقدہ کشائی کا نہیں بلکہ حاجی امداد اللہ صاحب کے نزدیک دنیا و آخرت میں ہر جگہ اولیاء اللہ سے امداد، اعانت طلب کرنا، اُن کو امداد کے لئے پکارنا جائز ہے۔ دنیا میں تو پیچیدہ مسائل کے حل اور علمی عقدہ کشائی کی ضرورت درپیش آسکتی ہے، لیکن حاجی امداد اللہ صاحب تو قیامت کے دن محشر کے روز تک کی بات کر رہے ہیں۔ مذکورہ بالا اشعار کے آخر میں

کہتے ہیں ۔۔۔ آسرا دُنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

تم سوا اوروں سے ہر گز کچھ نہیں ہے البتہ

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا بر ملا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

مقام غور و فکر ہے۔ حاجی صاحب اپنے پیر و مرشد نور محمد صاحب کے متعلق کہہ رہے ہیں کہ دُنیا میں بس آپ کی ذات کا آسرا ہے۔ تم سوا ہرگز کسی سے بھی کچھ التجا نہیں بلکہ قیامت کے دن جس وقت خدائے قاضی ہوگا آپ کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا بر ملا اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا۔

بتائیے! آخرت میں قیامت کے دن کون سا پیچیدہ مسئلہ اور علمی عقدہ حل ہوگا قیامت تو دارالجزا ہے؟ کیا قیامت کے دن بھی حاجی امداد اللہ صاحب مولانا نور محمد صاحب کے پیچیدہ علمی مسئلے دریافت فرمائیں گے؟ ایسی لایعنی تاویل کر کے آخر کیوں اپنی جہالت و حماقت کا راز افشاء کیا جا رہا ہے۔ اگر حاجی امداد اللہ صاحب حالت ذوق و وجد اور سُکر میں اپنے پیر و مرشد سے مدد مانگ سکتے ہیں اُن کو پکار سکتے ہیں، اُن کو حاجت روا مشکل کشا سمجھ سکتے ہیں، تو کیا سُنی مسلمان سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد یا خواجہ غریب نواز سلطان الہند قدس سرہم کو حالت ذوق و وجد کے علاوہ دشمنی بغض و عناد کے ساتھ پکارتے اور امداد اعانت طلب کرتے ہیں؟

تیسرا دیوبندی دلیل | تکفیری افسانہ ص ۳۸ پر لعنہ ان ہفت روزہ خدام الدین لاہور کی امام اعظم ابو حنیفہ سے بیزاری کے تحت لکھا ہے ”میں نے شام سے لے کر بہند تک اس (دیوبندی مولوی انور کاشمیری) کی شان کا کوئی محدث اور عالم نہیں پایا۔ اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اپنے اس دعویٰ میں کاذب نہ ہوں گا۔“

”خدام الدین لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۶۲ء“

دیوبندی تاویل | ملاں یوسف رحمانی کی بوکھلاہٹ و بدحواسی ملاحظہ ہو۔ اس حوالہ کو جھٹلانے کے لئے جو ذیل تاویل کی وہ پاگل پن کی بدترین مثال ہے لکھتا ہے اگر ان لفظوں سے حقیقت مراد ہے۔ تو پھر پاک سُنی تنظیم کے صدر پر بھی

الزام لگایا جاسکتا ہے۔ قاضی محمد عاقل صاحب کے متعلق رقمطراز ہیں :

الصلواة التحية والسلام • اے محمد عاقل اے اعظم امام
بو حنیفہ وقت خود لاریب شک • گفت فخر تونسہ آن پیرے بحق

(سیف رحمانی ص ۷)

جواب

کوئی منصف مزاج بتائے یہ کیا جواب ہے ہم نے چوٹی کے اکابرین دیوبند
میں مدرسہ دیوبند کے شیخ الحدیث کے متعلق دیوبندوں کے واحد شیخ التفسیر
احمد علی لاہوری سابق امیر جمعیت العلماء اسلام کے خدام الدین کا حوالہ نقل کیا جو پوری کانگریسی
دیوبندی، وہابی دنیا کا ذمہ دار ترجمان ہے جس میں لکھا ہے ”اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ مولوی انور
کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں۔ تو میں اپنے دعویٰ میں کاذب ہونگا۔“

(خدام الدین، ۱۸ دسمبر ۱۹۶۲ء)

مصنف ”سیف رحمانی“ کو آنکھیں کھول کر پڑھنا چاہیے ”خدام الدین“ میں لکھا ہے اگر
میں قسم کھاؤں یہ بات قسم کے ساتھ ہے۔ حلیفہ ہے۔ قاضی محمد عاقل صاحب کے متعلق قسم
کے ساتھ نہیں ہے۔ پھر انور کاشمیری کو امام اعظم ابو حنیفہ سے بڑا عالم کہا جا رہا ہے جبکہ
مولانا غلام جہانیاں صاحب مولانا محمد عاقل صاحب کے متعلق لکھتے ہیں ابو حنیفہ وقت
لاریب شک اپنے وقت کا ابو حنیفہ یا امام اعظم کہنے میں کوئی خرابی نہیں، خرابی اس میں ہے
کسی کو قسم کھا کر امام اعظم ابو حنیفہ سے بڑا عالم کہا جائے۔ ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا
فرق ہے۔ مگر وہ کچھ نہیں سمجھ سکتا جس کے دماغ میں دیوبند ہو۔ اسی طرح کسی کو غزالی زمانہ،
رازی دوراں یا غوث زمانہ، قطب دوراں وغیرہ کہنے میں کوئی خرابی نہیں۔ امام غزالی یا
امام رازی یا غوث اعظم قدس سرہم سے قسم کھا کر کسی کو بڑا قرار دینے میں خرابی ہے۔
مصنف ”سیف رحمانی“ کا یہ کہنا بھی سراسر افتراء ہے کہ عرس کے اشتہاروں میں اعلیٰ حضرت کو
امام اعظم لکھا جاتا ہے۔ یہ بھی اس کا اندھا پن ہے۔ کیونکہ لائل پور شریف میں حضور سیدنا امام اعظم

اور حضور سیدی محدث اعظم کا عرس شریف اکٹھا ہوتا ہے اس کا مشترکہ اشتہار شائع ہوتا ہے جس میں حضرت سیدنا ابو حنیفہ ہی کو امام اعظم لکھا جاتا ہے۔ اگر کوئی امام اعظم بھی لکھتا تو ایک بات تھی، لیکن خدام الدین نے تو قسم کھا کر امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ سے انور کا شمیری کو بڑا عالم لکھا ہے دونوں چیزیں ایک کس طرح ہو گئیں؟ کچھ تو شرم چاہیے!

یوسف رحمانی کی امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ سے بیزاری | مصنف سیف رحمانی ص ۱ پر لکھتا ہے: بلکہ ہمارا تو یہ عقیدہ

ہے کہ اگر امام اعظم رحمۃ اللہ کا فرمان بھی قرآن و حدیث کے معارض ہو گا۔ تو ہم اس کو بھی ٹھکرا دیں گے۔ یہ ہے دیوبندیت کی نام نہاد حنفیت۔ گویا امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے بعض فرامین قرآن و حدیث سے معارض ہیں۔ اور یوسف رحمانی سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ سے زیادہ قرآن و حدیث کا عالم و ماہر اور آپ سے بڑھ کر علمی و نقی گہرائی اور قرآن و احادیث کے اسرار و رموز کو سمجھنے والا ہے، جب دیوبندیوں کے نزدیک سیدنا امام اعظم علیہ الرحمۃ کے فرمان قرآن و احادیث کے معارض ہو سکتے ہیں، اور آپ کو دعویٰ حنفیت کے باوجود ٹھکرانے میں شرم و حیا اور غیرت محسوس نہیں ہوتی۔ تو پھر حنفیت کے نام پر مسلمانوں کو دھوکہ کیوں دے رہے ہو؟ کیا کبھی اشرف علی تھانوی، رشید گنگوہی، قاسم نانوتوی، خلیل انبیٹھوی کی گستاخانہ خرافاتوں کو بھی ٹھکرانے کا اعلان کیا ہے؟

چوتھا دیوبندی دجل | مصنف سیف رحمانی رقمطراز ہے ”تکفیری افسانہ ص ۳۱ پر بعنوان مولوی احمد علی لاہوری کا عقیدہ“ لکھتا ہے ”سنو میں کیا کرتا ہوں

اگر تم اپنا نام مادھو سنگھ، گنگا رام رکھو نماز پنجگانہ ادا کرو، زکوٰۃ پائی پائی گن کر دو۔ حج فرض ہے تو کر کے آؤ۔ روزے رمضان کے تیسوں رکھو۔ میں فتویٰ دیتا ہوں تم یکے مسلمان ہو۔“ (خدام الدین شیخ التفسیر نمبر)

دیوبندی تاویل :- مولانا احمد علی لاہوری نے تو فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کلمہ لا اہ الا اللہ

محمد رسول اللہ پڑھتا ہو نماز روزہ حج و زکوٰۃ ادا کرتا ہو تو وہ مسلمان ہے نام خواہ کیسا ہی کیوں نہ ہو۔ (المنہج فیہ سیف رحمانی ص ۳)

جواب :- ہم کہتے ہیں کہ اگر آپ مولوی احمد علی لاہوری کی اصل عبارت میں کلمہ شریف کے الفاظ دکھادیں تو ہم آپ کو ایک ہزار روپیہ انعام دیں گے۔ نیز دریافت طلب یہ امر ہے کہ مولوی احمد علی صاحب شارع نہیں ہیں وہ کون سے ضابطہ شریعت سے مادھو سنگھ اور گنگارام نام رکھنے کی اجازت دے رہے ہیں، کیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکانہ نام رکھنے کی ممانعت نہیں فرمائی؟ کیا اسلام میں غیر اسلامی ناموں کی ممانعت کا حکم نہیں؟ احمد علی صاحب کون ہوتے ہیں، مادھو سنگھ اور گنگارام نام رکھنے کی اجازت دینے والے؟ شاید اسی لئے دیوبندی امیر شریعت عطار اللہ بخاری نے دیناج پور جیل میں اپنا نام پٹت کر پارام برہمپاری رکھ لیا تھا۔ (کتاب عطار اللہ بخاری ص ۷)

چلو اگر مادھو سنگھ اور گنگارام نام ناجائز نہیں ہیں تو آج سے ہم بھی ملاں یوسف عثمانی کو مولوی گنگارام کہا کریں گے۔

تاویل : مولوی گنگارام صاحب نے ”سیف رحمانی ص ۴“ پر تضاد کی دوسری عبارت ”اگر کوئی اپنا نام محمد دین، عبداللہ، جان، اللہ رکھا، محمد جان رکھوائے نماز ایک نہ پڑھے، حج فرض ہے تو نہ کر کے آئے۔ روزہ ایک نہ رکھے، زکوٰۃ واجب ہونے پر بالکل نہ دے تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ ہذا کافر حق کہ یہ پکا کافر ہے۔“

”تکفیری افسانہ ص ۳۱“ خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء ص ۴۲

اس کی تاویل میں مولوی گنگارام صاحب یوں کرتے ہیں فرائض واجبات کا منکر بھی اگر کافر نہیں تو پھر من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر الحدیث کا کیا مطلب ہے؟ اور مانعین زکوٰۃ کے ساتھ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان جنگ کیوں فرمایا؟

جواب : اس کا جواب تو مولوی گنگارام نے خود دے دیا وہ خود لکھتا ہے کہ فرائض و

واجبات کا منکر اگر کافر نہیں۔ تو من ترک الصلوة متعدداً فقد کفر الحدیث کا کیا مطلب ہے جو اباً عرض ہے کہ گنگا رام صاحب کو معلوم ہو کہ مطلب یہی ہے جو آپ نے بیان کیا یعنی فرائض نماز روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ کا منکر کافر ہے۔ غفلت والا پرواہی سے چھوڑنے والا نہیں۔ یہاں ترک سے مراد انکار فرضیت ہوگا۔ اور فرضیت کا انکار کرنے والا بلاشبہ کافر ہے۔ اسی طرح مولوی گنگا رام نے بھی یہ تسلیم کیا ہے۔ مانعین زکوٰۃ کے ساتھ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلان جنگ فرمایا۔ یہاں مانعین و منکرین زکوٰۃ کے ساتھ جنگ کرنا گنگا رام خود تسلیم کرتا ہے۔ جو لوگ زکوٰۃ نہ دیں وہ شدید گنہگار ہیں کافر نہیں ورنہ مولوی گنگا رام کو بھی چاہیے اپنی دیوبندی فوج کے تین کلے لیکر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اتباع میں زکوٰۃ نہ دینے والوں کے خلاف اعلان جنگ کر دے، دیوبندی جاہل ملاں گنگا رام کو جاننا چاہیے کہ نماز روزہ حج و زکوٰۃ فرائض کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر بے دین ہے۔ ان کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والا شدید گنہگار ہے کافر نہیں، بے عمل کو کافر نہیں کہا جائے گا۔

مفتی دیوبند کا فتویٰ | مولوی گنگا رام کے مرکز مدرسہ دیوبند کے مفتی مہدی حسن اپنے ۶/۱۱ کے ایک فتویٰ میں مودودی صاحب بانی جماعت اسلامی کے

متعلق لکھتے ہیں..... "ان کے خیالات ٹھیک نہیں ہیں۔ بے عمل مسلمانوں کو بھی وہ مسلمان نہیں سمجھتے ہیں" "تحریک مودودیت اپنے اصلی رنگ میں" (۳۲)۔ اس فتویٰ پر مفتی اعزاز علی امر وہی کے دستخط اور مدرسہ دیوبند کے دارالافتاء کی مہر بھی ثبت ہے لیکن اس کے باوجود مولوی گنگا رام بے عمل مسلمانوں کو کافر ہی سمجھے تو پھر وہ روزہ توڑنے والے پر بھی کفر کا فتویٰ دے۔

بانی مدرسہ دیوبند مولوی گنگا رام کی زد میں حکایت (۳۷۳)

"حضرت (نانوتوی) اعظم مسجد میں ہوئے بھٹنے ہوئے تناول فرما رہے تھے۔

(مولوی رفیع الدین سے) فرمایا کہ آئیے مولانا۔ میں (مولوی رفیع الدین) نے عرض کیا حضرت میرا تو روزہ ہے۔ تھوڑی دیر تامل کر کے پھر یہی فرمایا کہ آئیے مولانا۔ میں فوراً تامل کھلنے بیٹھ گیا۔ حالانکہ عصر کی نماز ہو چکی تھی۔ افطار کا وقت قریب تھا۔ حضرت (نانوتوی) نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اس (روزہ) سے زائد آپ کو ثواب عطا فرمائے گا۔!“
(ارواحِ ثلاثہ ص ۳۷۹)

اب مولوی گنگارام کو چاہیے کہ فوراً بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب اور مولوی رفیع الدین دیوبندی پر بھی فتویٰ کفر لگا دے اور جلدی کرے۔

ہم نے ”مکفیری افسانہ“ ص ۳۳ پر لکھا تھا۔ وہ (مولوی احمد علی پانچواں دیوبندی دحل :- لاہوری) ہر ایک کو معاف کر دیتے تھے۔ لیکن خدا کی

ذات و صفات میں شریک ٹھہرانے والے اور بدعت پھیلانے والے کو معاف نہیں فرماتے تھے۔ ”خدام الدین“ لاہور

اس کے تضاد میں مولوی احمد علی صاحب کا عمل ہم نے یوں پیش کیا تھا ”اہل شرک و بدعت کی تعظیم اور ان سے پیار و محبت“۔ ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد) کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی۔ حضرت (مولوی احمد علی) پہلے سے کرسی پر تشریف فرما تھے۔ مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات (بریلوی) بعد میں تشریف لائے۔ حضرت شیخ ہرود اصحاب کے لئے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور آگے بڑھ کر ان کو گلے لگایا۔ ”خدام الدین“ ۸ مارچ ۱۹۶۳ء ص ۱۴۱

اس سے ہم نے دیوبندی قول و فعل کا تضاد یوں ثابت کیا تھا کہ جن کو وہ خود مشرک و بدعتی سمجھتے ہیں ان کی تعظیم بھی کرتے ہیں۔

..... ان کے لئے قیام کرتے اور ان کو گلے لگاتے ہیں۔ اس پر

دیوبندی تاویل ملاحظہ ہو۔

مولوی گنگارام کی تاویل | ”سیف رحمانی“ کا جاہل مصنف لکھتا ہے۔

(۱) ملا محمد حسن علی الرضوی نے اپنے المحضرت کی سنت ادا کرتے ہوئے اور یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا نعرہ لگاتے ہوئے تسلیم کر لیا کہ واقعی طور پر مولانا ابوالحسنات بریلوی مشرک و بدعتی ہیں۔

(۲) نبی کریم ﷺ نے غیر مسلموں کو اپنے گلے لگایا۔ اپنی چادر بچھائیں؟

(۳) مولانا ابوالحسنات تم جیسے رضا خانی نہ تھے..... اگر کوئی شخص خود چل کر معافی

لینے آجائے تو پھر وہ قابل معافی ہے یا کہ نہیں؟ ”سیف رحمانی ص ۵“

جواب | نام نہاد مناظر اسلام گنگارام کی مت ماری گئی ہے ہم نے مولانا علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ کب مشرک و بدعتی لکھا۔ یہ اس کا شیطانی مغالطہ اور ایسی دھوکہ ہے۔

(۱) ہم نے اپنی طرف سے ایک لفظ تو کیا ایک حرف بھی نہیں لکھا۔ مطلب یہ ہے کہ

یہ خود علماء اہل سنت کو مشرک و بدعتی قرار دیتے ہیں۔ لیکن اکابر اہل سنت ہی میں سے ایک بزرگ علامہ ابوالحسنات قادری مرحوم کی تعظیم کے لئے دیوبندی شیخ التفسیر احمد علی لاہوری نے قیام کیا۔ ان کو گلے لگایا۔ اگر وہ فی الواقع مشرک و بدعتی تھے تو ان کے لئے کیوں قیام کیا۔

اُن کو کیوں گلے لگایا۔ مشرکین کے لئے تو قرآن عظیم میں صاف ارشاد ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ كَمَا تَقُونَ نُجَسُوا رِءُوسَ الْإِيمَانِ وَالْوَالِدَاتِ الْمَشْرُكَاتِ (اگر معاذ اللہ)

مولانا ابوالحسنات بریلوی مشرک و بدعتی تھے، اُن کے عقائد (علم غیب حاضر و ناظر وغیرہ) شرکیہ عقائد تھے۔ تو ان کو کون سے ضابطہ شرعی سے گلے لگایا؟ اور مودودی صاحب کو

مولوی احمد علی صاحب لاہوری اور عطار اللہ بخاری نے تیس دجالوں میں سے ایک اور اُن کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین قرار دے کر کس طرح ان کو گلے لگایا۔ کس طرح ان کے لئے قیام کیا۔ اور کس طرح تیس دجالوں میں سے ایک سے گلے مل گئے؟

کیا دیوبندی شیخ التفسیر و جالوں کی تعظیم اور ان کو گلے لگانے اور ان کا استقبال کرنے کے لئے پیدا کئے گئے تھے؟ جن کو وہ خود مشرک اور دجال کہتے ہیں۔ ان کی تعظیم کا کیا مطلب؟ (۲) باقی رہا نبی پاک ﷺ نے چادریں بچھائیں تو حضور سرکار رسالت رحمۃ العالمین نبی غیب دان تھے حضور جانتے تھے آپ کے حسن اخلاق کا کفار مشرکین پر کیا اثر پڑے گا اور کون کون ایمان لانے والے ہیں۔ اور کب تک ایمان لانے والے ہیں۔ اگر دیوبندی جاہل مصنف و مناظر گنگارام اس پر اصرار کرے کہ مشرکین کی تعظیم کرنا صحیح ہے۔ تو وہ خود بتائے کہ پھر مولوی احمد علی لاہوری صاحب نے یہ کیوں لکھا کہ وہ خدا کی ذات و صفات میں شریک ٹھہرانے والے اور بدعت پھیلانے والے کو کبھی معاف نہیں فرماتے تھے۔ بتائیے مولوی احمد علی کا یہ عمل سنت نبوی کے منافی تھا یا نہیں کیونکہ بقول ملا رحمانی حضور ﷺ تو مشرکین کے لئے چادریں بچھاتے تھے، ان کی تعظیم کرتے تھے، لیکن احمد علی لاہوری صاحب مشرک اور بدعتی کو کبھی معاف نہیں کرتے تھے ان کا یہ عمل سنت نبوی کے منافی ہوا۔

(۳) باقی رہی یہ کہ اس کے مولانا ابوالحسنات علیہ الرحمۃ ہم جیسے بریلوی نہ تھے۔ بلاشبہ علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ صحیح العقیدہ سنی رضوی بریلوی تھے۔ اور مسلک اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے داعی علمبردار تھے۔ ملاحظہ ہو خطبہ صدارت حضرت علامہ ابوالحسنات قادری صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان ص ۴ فرماتے ہیں۔ ”کہیں خاتم النبیین کے اصول و اساسی مسئلہ میں رخنہ ڈالنے کی مذموم سعی کی۔ جدید معنی کو تسلیم کرنے کے لئے ”تخذیر الناس“ کا ہم پھینکا۔ کہیں ”امام باطلہ“ کا جامہ پہنا کر علم رسالت پر زریک حملے کئے۔ کہیں ”براہین قاطعہ“ نام رکھ کر مسلمانوں پر برق باطل گرائی۔ اسی قسم کے بے شمار حشرات الارض پیدا کر کے ایمان کو فنا کرنے کی سعی بے حاصل کی گئی۔ ایسے نازک دور میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد مائتہ حاضرہ قدس سرہ حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا مولوی محمد نعیم الدین

صاحب مراد آبادی اور زبدۃ الفضلاء حضرت ابی المکرم مولانا مفتی شاہ ابو محمد سید محمد ویدار علی صاحب قدس سرہما جیسے اکابر اہل سنت نے مسلمانوں کی رہنمائی فرماتے ہوئے فریب عیار کید کیا دوسے دولت ایمان کو محفوظ و برقرار رکھا۔ بتائیے جناب مولوی گنگارام صاحب علامہ ابوالحسنات مرحوم ہم جیسے بلکہ ہم سے بڑھ کر سنی رضوی بریلوی تھے یا نہیں؟ علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ پر افتراء کرنا بدترین کذاب ہونے کا اعتراف کرنا ہے کہ علامہ ابوالحسنات خود معافی لینے آئے تھے، اس کا مقصد یہ ہوگا کہ مولوی احمد علی صاحب بھی معافی لینے اور اپنی نام نہاد حنفیت سے دستبردار ہونے کے لئے غیر مقلد مولوی داؤد غزنوی کے ٹھوسے میں خود چل کر گئے۔ وہ بھی معافی لینے گئے تھے۔ اس شیطانی خیال آنے سے پہلے ملاں گنگارام نے یہ بھی نہ سوچا کہ ”خدام الدین“ نے خود یہ لکھا ہے کہ مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد) کی دعوت پر ان کے مدرسہ شش محل میں میٹنگ تھی کیا میٹنگ کو معافی کی محفل کہتے ہیں؟ علامہ ابوالحسنات کو تو مولوی احمد علی لاہوری، عطار اللہ بخاری، عبداللہ در خواستی، مولوی داؤد غزنوی وغیرہ نے اپنا مرکزی صدر امام و پیشوا تسلیم کیا تھا۔ اور متفقہ طور پر ۱۹۵۲ء میں تحریک ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمل کا صدر چنا اور تسلیم کیا تھا۔ آپ کی قیادت و صدارت میں کام کیا تھا۔ مولانا علامہ ابوالحسنات علیہ الرحمۃ سے معافی لینے یا توبہ کروانی تھی۔ تو اپنا مرکزی صدر تسلیم کرتے وقت کراتے، لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ سب مولوی گنگارام کے شیطانی تنخیلات اور ابلیسی رجحانات ہیں۔ دھوکہ فریب مکر و فراڈ ہی ان کا مقدر ہے اور یہی ان کی تبلیغ کا طول و عرض لعنت اللہ علی الکاذبین !

دماغ میں دیوبند ہمیں مصنف کی حماقتوں پر حیرت ہوتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ پاگل خانے کا دروازہ توڑ کر بھاگ نکلا ہے جب جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار پر بیکہ شرک و بدعت اسماعیل قاتل کا فتویٰ سامنے آیا تو

۱۔ کیا معافی دینے کی قدرتیں اور اختیارات اللہ تعالیٰ کی بجائے مولوی داؤد غزنوی اور مولوی احمد علی لاہوری کو حاصل تھیں؟ رونا

دیوبندی ملاؤں کو چاہیے تو یہ تھا کہ وہ قلیل دیوبندی کے خانہ ساز شرک و بدعت کو ٹھکرا دیتے اور اکابر دیوبند کے مسلمہ شیخ و پیر طریقت حاجی امداد اللہ صاحب کے ہم عقیدہ ہو جاتے لیکن اہل دیوبند میں حقیقت پسندی کہاں بقلم خود مناظر اسلام اس مقام پر پہنچ کر محو حیرت تھا کیا کروں کہاں جاؤں۔ ع۔ کیا بنے بات جہاں بات بنائی نہ بنے

تھک ہار کر صفحہ ۶۶ پر مفتی احمد یار خان صاحب گجراتی کی ”جاء الحق“ ص ۱۸۳، ص ۱۸۴ اور مولانا احمد سعید کاظمی صاحب کی تسکین الخواطر ص ۲۲، ص ۲۸ سے چند ٹکڑے نقل کر ڈالے اور دیوبندیت کی کشتی ناک بچانے، نجدیت کی ڈوبتی ناؤ تیرانے کی ناکام کوشش کی۔ لیکن اس بھلے آدمی سے کون کہے کہ مولانا مفتی احمد یار خان صاحب مرحوم اور مولانا کاظمی صاحب سے آپ کو کیا واسطہ۔ وہ سُنی بریلوی مسلک پیش کر رہے ہیں ان کی مانتے ہو تو الحق البین ”جاء الحق“ دیکھو۔ ”اور تحذیر الناس“۔ ”براہین قاطعہ“۔ ”حفظ الایمان“ وغیرہ کی کفریہ عبارات سے بھی تو بہ کر لو اور سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات علم غیب، حاضر و ناظر، نورانیت، مختار کل ہونے پر بھی ایمان لے آؤ۔ ورنہ مفتی صاحب اور کاظمی صاحب کا نام نہ لو۔ اور پھر ملاں جی یہ تو بتائے اُن کے خود ساختہ مذہب نامہ مذہب کی بنیاد مفتی احمد یار خاں صاحب اور مولانا احمد سعید صاحب کے اقوال پر ہے یا بزعم خود قرآن و حدیث پر حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار کو قرآن و حدیث سے صحیح ثابت کیا ہوتا۔ مگر اتنی استعداد کہاں سے لائے۔ تھک ہار کر ان حضرات کا سہارا لیا جن کے عقائد کو شرک و بدعت قرار دیا جاتا ہے۔ اور پھر ص ۶۷ پر ایک بے ڈھنگا خلاصہ بیان کیا گیا ہے۔ دلائل تو کیا زبان و کلام سے اس لالچینی گفتگو کا کوئی تعلق نہیں۔ چھو کروں کی سی میانہ باتیں بنائی گئی ہیں اور کچھ نہیں تو مداح اعلیٰ حضرت بریلوی کے حوالہ سے

سے دونوں عالم میں ہے تیرا سرا ہاں مدد فرما شہا احمد رضا لکھ کر یہ بکواس کی ”ان شعرا پر بھی فتویٰ کفر و شرک چسپاں کریں“۔ معلوم ہوتا ہے

وماغ میں دیوبند ہے وہ کچھ نہیں سوچنے دیتا۔ بھلا ہم کیوں شرک و کفر کا فتویٰ چپاں کریں ہم اہلسنت کا تو یہ عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام و قدس است اسرارہم سے امداد و اعانت طلب کرنا شرعاً جائز ہے۔ اور پھر حاجی امداد اللہ صاحب پر ہم نے اپنی طرف سے تو کوئی فتویٰ شرک و کفر نہیں لگایا وہ فتویٰ انگریزی مجاہد اسماعیل قنیل کی تذکیر الاخوان ص ۳۲۳ و ص ۸۳ پر موجود ہے۔

مصنف ”سیفِ شیطانی“ یہ لکھنے کے بعد کہ مداح اعلیٰ حضرت میں یہ اشعار لکھنے والے شعرا پر بھی فتویٰ کفر و شرک چپاں کریں لکھنے کے بعد لکھتا ہے ”بصورت دیگر ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ انگریزی مجدد کی معنوی اولاد صرف متعصب ہے جو کچھ علماء حق (علماء دیوبند) کہتے یا کرتے ہیں (یہ بریلوی رضا خانی) اس کے خلاف کرتے ہیں خواہ علماء دیوبند کے مقابلہ میں انہیں فرائض و واجبات اور سنن کو ترک کرنا، اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنا پڑے تو بھی گریز نہیں کرتے بلکہ عین عبادت سمجھتے ہیں اب میں رضا خانیوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا بریلوی تعصب نماز، روزہ، واجبات و سنن کو ترک کر دیں گے۔ واڑھیاں منڈوا دیں گے۔ دیوبندی خنزیر، شراب و سود، زنا وغیرہم کو حرام سمجھتے ہیں تم حلال اور جائز بلکہ موجب ثواب سمجھو گے۔“

”سیفِ شیطانی“ ص ۶۷ و ص ۶۸

قارئین کرام! غور فرمادیں کہ یہ پاگل خانے کی اولاد ہے یا مناظر اسلام ہے؟ بے ربط و بے مقصد زبان درازی کیا مناظر ہونے کی دلیل ہے؟ جو شخص نہ دوسرے کی بات سمجھ سکے نہ اپنی بات سمجھا سکے بلکہ صحیح الفاظ نہ کہہ سکے وہ کس طرح مصنف مناظر بن سکتا ہے۔ بھلا ایسے جاہلوں بلکہ سولہ آنے پاگلوں کو علم و استعداد سے کیا واسطہ ہے؟ پہلے بکو اس کرتا ہے کہ ”فرائض و واجبات اور سنن کو ترک کرنا اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنا پڑے تو بھی گریز نہیں کرتے بلکہ عین عبادت سمجھتے ہیں“ اور پھر جھباک

مارتا ہے ”میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا بر بنائے تعصب نماز، روزہ، واجبات و سنن کو ترک کر دیں گے، ڈاڑھیاں منڈا دیں گے دیوبندی خنزیر، شراب، سود و زنا وغیرہم کو حرام سمجھتے ہیں تم حلال اور جائز بلکہ موجب ثواب سمجھو گے۔ دیوبندی ماؤں بہنوں اور محرمات سے نکاح نہیں کرتے تم ان محرمات سے نکاح کرو گے“ بتائیے یہ واضح تضاد اور کنجروں کی سی خرافات اس کی حماقت و بوکھلاہٹ اور اس کے جاہل و بے ادب اساتذہ کے دس نمبری ہونے کی علامت ہے یا نہیں؟ کیا از باب علم و دانش، اہل قلم و مصنفین یہ زبان و اسلوب بیان استعمال کرتے ہیں؟ دعویٰ علم اور ایسی بازاری بکواس

ط شرم ان کو مگر نہیں آتی

تعجب ہے کہ ملاں جی نے نماز، روزہ، حلال و حرام شراب وغیرہ کا نام بھی لیا ہے حالانکہ ان امور سے متعلق ان کے اکابر کا مذہب الٹا ہے اور وہ جمہور مسلمانوں کے برعکس کرتے ہیں۔ ان کے ماں نماز، روزہ کی کوئی اہمیت نہیں۔ شراب اور حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں۔ ملاحظہ ہو :

”ایک خانصاحب سے نماز کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے ڈاڑھی چڑھانے کی عادت ہے اور وضو سے یہ اتر جاتی ہے آپ (مولوی مظفر حسین کاندھلوی دیوبندی) نے فرمایا بے وضو پڑھ لیا کرو“ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۳۸)

”خانصاحب نے کہا میرے وضو نہیں ہوتی نہ یہ دُورِ ری عادتیں (شراب وغیرہ) چھٹی ہیں آپ (مولوی مظفر حسین کاندھلوی دیوبندی) نے فرمایا بے وضو ہی پڑھ لیا کرو اور شراب بھی پی لیا کرو“ (ارواحِ ثلاثہ ص ۱۳۷)

روزہ توڑ دو | ”حضرت والد مرحوم نے فرمایا کہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے کبھی حضرت نانوتوی (بانی مدرسہ دیوبند) کے خلاف نہیں کیا ایک

دن چھتہ کی مسجد میں حاضر ہوا حضرت (نانو توئی) احاطہ مسجد میں ہوئے بھنے ہوئے تناول فرما رہے تھے فرمایا آئیے میں نے عرض کی حضرت میرا روزہ ہے تھوڑی دیر تامل کر کے پڑہی فرمایا کہ آئیے مولانا میں فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گیا حالانکہ عصر کی نماز ہو چکی تھی افطار کا وقت قریب تھا حضرت نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے زائد ثواب عطا فرمائے گا جتنا کہ روزہ میں ہوتا ہے مجھے اس افطار کے بعد کچھ ایسی کیفیات و لذت عموس ہوئیں کہ میں نے کبھی صوم (ماہ رمضان روزہ) میں بھی نہیں دیکھی تھیں۔

(ارداح ثلاثہ ص ۳۴۹)

ڈاڑھی چٹان میں شائع شدہ نام نہاد مولانا ابوالکلام آزاد کا نگرہی دیوبندی کا قادیانی اُمت جیسا فوٹو دیکھ کر ان کے مذہب میں ڈاڑھی کی اہمیت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

حرام مال کی دعوت حضرت نانو توئی کو حرام کے طعام سے جیسے نفرت تھی ویسے ہی اس کا احساس بھی بہت جلد کرتے تھے۔۔۔۔۔ مگر دعوت

بوجہ دلداری ہر ایک کی منظور فرما لیتے تھے اور اس دلداری کے سلسلہ میں جیسا کہ چاہیے تھا بعض اوقات ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں بھی شریک ہونے پر آپ کو مجبور ہونا پڑتا شریک بھی ہوتے تھے اور دعوت کرنے والے کی تسلی کے لئے کچھ تناول بھی فرما لیتے تھے لیکن گھر پہنچ کر خان صاحب کی شہادت ہے کہ قے کر دیا کرتے تھے۔

(سوانح قاسمی جلد اول ص ۳۶۵)

رنڈی کی حرام کمانی کی حرام مٹھانی ”ایک رنڈی اپنی چھوکری (لڑکی) جو سیانی (جوان) تھی اپنے ہمراہ لائی اور مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ

سے عرض کی یہ میری چھوکری ہے اور مدت سے بیمار چلی جا رہی ہے میری اوقات بسر اسی پر ہے آپ اسے تعویذ یاد دے کر دیکھیے۔ مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے یوں نہ چاہا کہ نہ میری وضع میں فرق آئے نہ اس کی دل شکنی ہو۔ اس سے فرمایا کہ اوپر ایک بزرگ ہیں

تم اُن کے پاس لے جاؤ..... مولانا محمد یعقوب نے نہ معلوم دعا کی یا تعویذ دیا.....
خدا کے فضل سے اس کی چھوکری کو آرام ہو گیا وہ (رنڈی) مٹھائی لائی اوپر مولانا کے پاس
پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا ”حضرت آپ کی دعا سے میری لڑکی کو صحت ہو گئی یہ مٹھائی شکر یہ
میں لائی ہوں۔“ مولانا نے فرمایا رکھ دو وہ رکھ کر چلی گئی۔ ”(ارواحِ ثلاثہ ص ۳۷۶)

حرام حلال کیلئے پھرتے ہو ”فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دیوبند پڑھتا تھا وہاں ایک
سیاح ولایتی صاحب آئے وہ حضرت حاجی محمد عابد

صاحب سے جمعہ کی نماز پڑھانے کی اجازت لے کر منبر پر پہنچ گئے خطبہ شروع کیا
چونکہ ربیع الاول کا زمانہ تھا خطبہ کے اندر مولود شریف شروع کر دیا خطبہ نہایت
طویل کہ ختم ہونے پر ہی نہ آوے..... حضرت مولانا گنگوہی بھی اتفاقاً تشریف فرما
تھے..... فرمایا ”مولانا خطبہ ختم کیجئے“ وہ بولے ”چپ رہو خطبہ میں بولنا حرام ہے۔“ مولانا
گنگوہی نے فرمایا کہ ”حرام حلال کیلئے پھرتے ہو“ ”(ارواحِ ثلاثہ ص ۳۷۹)

زنا، شراب، سود وغیرہ کے متعلق بھی اکابر دیوبند کے اقوال نقل کر سکتا ہوں مگر
اختصار مانع ہے۔ قارئین کرام! اندازہ فرمادیں کہ دیوبندیوں کے ہاں نماز روزہ کی کیا قدر
و عزت ہے، حلال و حرام کی کیا تمیز ہے۔ ملاں جی نے صحیح کہا ہم اہل سنت یقیناً دیابنہ کا
خلاف کریں گے۔ دیوبندی بے وضو نماز کا حکم دیں گے ہم وضو سے پڑھیں گے۔ دیوبندی
شراب کی اجازت دیں گے ہم شراب کو حرام ہی سمجھیں گے۔ دیوبندی روزہ توڑنے کا حکم
دیں ہم ہرگز روزہ نہ توڑیں گے۔ دیوبندی رنڈی کی حرام مٹھائی لیں گے ہم ہرگز نہ لیں
گے۔ دیوبندی حرام مال کی دعوت تناول کریں گے ہم ہرگز نہ کھائیں گے۔ اس لئے کہ
دیوبندیوں کا دھرم ہی الٹا ہے اور اسلام کے خلاف ہے۔

ملاں جوزف نے اسی صفحہ پر دیوان فرید کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

احد تے احمد فرق نہ کوئی واحد ذات صفات نہیں۔ حسن پرستی تے میخواری ساڑی صوم و صلوٰۃ نہیں

یہ شعر خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے دیوان فرید کے حوالہ سے نقل کیا مگر ص کی جگہ خالی ہے اس کا کیا جواب دیا جائے جب حوالہ نام تمام وغیرہ مکمل ہے اور پھر اس شعر کے باوجود یہ احمق خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کو اپنی اسی کتاب میں مستند و جگہ رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتا ہے اور دلی کامل سمجھتا ہے تو پھر اس کو اس بازی سے کیا حاصل ؟

اسی طرح اسی صفحہ ۶۸ پر مفتی احمد یار خاں گجراتی کا فتویٰ اور پاک سنی تنظیم کے صدر مولانا غلام جہانیاں کا عقیدہ بیان کیا گیا ہے اس میں قطعاً کوئی تضاد و اختلاف نہیں کوئی بھی سنی مسلمان غیر خدا حضرات انبیاء و اولیاء سے یہ سمجھ کر امداد طلب نہیں کرتا کہ وہ خدا کی عطا کے بغیر مدد کرتے ہیں یا خود یہ قدرت رکھتے ہیں جب یہ ہے تو حرام کیسا ؟

اہل سنت کا عقیدہ یہی ہے کہ اولیاء اللہ کی امداد حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی امداد ہے اور یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی عطا و فضل کے بغیر کچھ نہیں دے سکتے۔ دوم یہ کہ خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کو یہ بد بخت دلی مانتا اور ان کے نام گرامی کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے تو پھر اس خرد ماغی سے کیا حاصل ؟

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پھر یہ بدادانہ دے

اسی طرح مولوی محمد حسین بریلوی کے نام سے ص ۶۹ پر جو اشعار نقل کئے گئے ہیں وہ صفحہ ۴۶ پر مولوی محمد حسین ملتانی کے نام سے نقل کئے گئے تھے یہاں اس دھوکہ باز نے مولوی محمد حسین بریلوی کے نام سے لکھ دیئے۔ بتائیے اس سے زیادہ بے ایمانی اور کیا ہو سکتی ہے ؟

”ہفت اقطاب کے اشعار“ | احمق و جاہل مصنف نے اپنی کتاب کی ضخامت بڑھانے کے شوق میں کتاب ”ہفت اقطاب“ سے موقعہ و محل

کے بغیر مستند اشعار نقل کئے ہیں۔

بالخصوص صفحہ ۶۹ پر ۷

اے نور محمد مرشد من اے قبلہ معتقدین مددے

صفحہ ۷۰ پر ۷ در دست تو ہست زمام قضا

افروز فیض تو نور ہدے

اے شیخ محمد مائل ما اے قاضی شرع میتیں مددے

اور صفحہ ۹ پر ۷

بے چارہ و عاجز مضطر بم اے حضرت رب معین مددے۔ الخ

صفحہ ۸۰ پر ہے ۷

اے خواجہ محمد بخش شہا لاریب توئی محبوب خدا

نازک دیدار عطا فرما اے قطب مدار حسین مددے

مذکورہ بالا اور اس قسم کے دوسرے اشعار میں شاعر نے اپنے شیخ طریقت و مشائخ سلسلہ کو پکارا ہے اور مدد طلب کی ہے اور یہ عقیدہ اہل سنت کے اعتبار سے جائز ہے ہم نے تو حاجی امداد اللہ صاحب کے اشعار اس لئے نقل کئے تھے کہ وہ منکرین و مانعین کے پیرومرشد اور ان کے لئے حجت ہیں وہ اپنے پیرومرشد کو بعد وصال امداد کے لئے پکار رہے ہیں اور یہ آج کل کے عقیدہ و ہابیہ دیا بنہ میں خالص سو فیصد شرک ہے۔ ملاں جوزف کی اس کے جواب میں یہ بوکھلاہٹ کہ وہ بے وقوفی کے عالم میں ہمارے مشائخ و بزرگان دین کے اشعار نقل کر رہا ہے یہ سراسر حماقت اور پاگل پن ہے۔ اس لئے کہ ہم تو اولیاء اللہ سے امداد کے قائل ہیں اور اولیاء اللہ کی امداد حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی امداد ہے اور اس کی عطا ہے اور ملاں جوزف کو اس پر کوئی اعتراض ہے تو وہ قرآن و حدیث سے مدلل گفتگو کرے

اور صفحہ ۵ پر مولانا محمد یار صاحب مرحوم مغفور کے ذمہ یہ شعر لگانا کہ ۷

کچھ عشق محمدؐ میں نہیں شرط مسلمان ہے کوثری ہندو بھی طلبگار محمدؐ

یہ شعر حضرت مولانا محمد یار صاحب علیہ الرحمۃ کا نہیں ہے بلکہ کوثری ہندو کا ہے جن کا دیوبندی ملاں نمک کھاتے رہے ہیں اور اہل دیوبند نے جن کی ایک بھٹی ودلائی کے فرائض انجام دیئے ہیں۔ احرار اور جمعیت العلماء ہند بنا کر وظیفے وصول کرتے رہے اور رہا یہ شعر کہ ہے فرد فریدوں پارن - وہ اعظم اوتارن
اللہی تصویرن ! - پئے بھگوان منیدے

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس شعر سے جوزف کو کون سا درود لاحق ہے۔ ممکن ہے وہ اعظم اوتارن یا پئے بھگوان منیدے میں اوتار و بھگوان کے الفاظ کا تسخیر اڑانا چاہتا ہو تو سنیے اگر چہ بزرگان دین کے متعلق اوتار و بھگوان غیوکے الفاظ کچھ پسندیدہ نہیں۔ مگر موجب کفر و ارتداد بھی نہیں کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے اس ملک میں ہندو بھی رہتے تھے ان کو سمجھانے کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے تو دشرعی مجرم نہیں کیونکہ اوتار کا لغوی معنی جہاں دیوتا ہے وہاں نیک اور اُستاد بھی ہے (فیروز اللغات ص ۸۴) اہندو بھگوان خدا کو کہتے ہیں۔ ممکن ہے شاعر نے ہندوؤں کو سمجھانے کے لئے یہ الفاظ استعمال کیا ہو مگر اس جاہل مطلق کو گھر کی خبر نہیں ہم اس کو گھر تک پہنچا کر دم لیں گے۔ ملاحظہ ہو

”کیا عجب ہے کہ جس کو ہندو صاحب اوتار کہتے ہیں اپنے زمانہ کے نبی یا ولی نائب نبی (صحابی) ہوں“
(سوانح قاسمی جلد ۲ - ص ۴۵)

”کیا عجب ہے کہ انبیاء ہندوستان بھی ان ہی نبیوں میں سے ہوں جن کا تذکرہ آپ سے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں کیا گیا“ (سوانح قاسمی جلد ۲ - ص ۴۵)

مصنف کو صحیح بات کرنے کی نہ تو عادت ہے علامہ ابوالحسنات قادری پرفتویٰ نہ کسی استاذ نے یہ تربیت دی۔ یا پھر دماغ

میں جو دیوبند ہے اُس کا عقل و شعور فہم و ادراک پر غلبہ و قبضہ ہے۔ ہم نے خدام الدین“
 ۸ مارچ ۱۹۳۳ء ص ۱۲ کے حوالہ سے تکفیری افسانہ سے نقل کیا تھا کہ ایک میٹنگ میں
 جب مولانا علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمۃ کی تعظیم کے لئے دیوبندی شیخ التفسیر مولوی
 احمد علی لاہوری تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر آپ کو گلے لگایا۔ ہماری اس
 بات اور مولوی احمد علی صاحب کے قول و فعل کے تضاد کا صحیح جواب دینے کی بجائے
 ملاں جی نے مولانا علامہ ابوالحسنات قادری پر مندرجہ ذیل فتاویٰ نقل کر ڈالے بعنوان
 علمائے بریلی کا فتویٰ لکھتا ہے ”جو ان (علمائے دیوبند) کو کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو
 جائے گا“ الخ ص ۸ پوسٹر علمائے بریلی منقول از ”چٹان“، جنوری ۱۹۶۳ء
 ہم پوچھتے ہیں کہ یہ چٹان کون سا سپارہ ہے۔؟ اپنا ہی دعویٰ اور اپنے ہی
 گھر سے شہادت؟ کمال بے حیائی اسی کا نام ہے۔

اور ص ۹ پر بعنوان ”احمد رضا خاں بریلوی کا عقیدہ“ ان لوگوں (علمائے دیوبند
 والہدیت) کو بے ضرورت و مجبوری ابتداءً اسلام حرام بلا وجہ شرعی ان سے مخالفت
 اور ظاہری ملامت بھی حرام الخ اعظم حضرت قدس سرہ العزیز کا یہ فتویٰ بھی حق ہے اور
 مولانا ابوالحسنات صاحب پر اس کا اطلاق کرنا اعلیٰ درجہ کی حماقت اور پرلے درجہ کی
 بے وقوفی ہے۔ اعظم حضرت نے لکھا ہے ”بے ضرورت و مجبوری ابتداءً اسلام حرام۔“ اولاً تو
 مولانا مرحوم بے ضرورت مشترکہ میٹنگ میں تشریف ہی نہ لے گئے ہوں گے اور پھر سلام تو
 انہوں نے نہ ابتداءً کیا نہ مؤخرًا۔ خود ہی مولوی احمد علی صاحب نے اُن کے لئے تعظیماً قیام کیا
 اٹھ کھڑے ہوئے، خود ہی آگے بڑھے اور خود ہی گلے لگایا۔ مولانا ابوالحسنات نے ان کی
 کہاں کیا تعظیم کی اور فتویٰ جب ہے جب کوئی ان کے کفریات پر مطلع ہو کر ان کی تکفیر
 نہ کرے مگر مولانا ابوالحسنات مرحوم سے ہم تکفیر بحوالہ خطبہ صدارت مولانا علامہ ابوالحسنات
 علیہ الرحمۃ ص ۴ ثابت کر چکے ہیں۔

مولانا غلام جہانیاں کی بیعت | مصنف نے اپنی کارکردگی بڑھانے کے لئے
 مولانا غلام جہانیاں صاحب کی "ہفت اقطاب"

سے منسوب ان کی بیعت کے احوال پر مشتمل ایک خواب بھی نقل کیا ہے۔ حالانکہ یہ بد بخت
 خود لکھتا ہے "نیند کرنے والے شرعی حکم نافذ نہیں ہوتا..... انسان رات کو نیند میں
 بحالت خواب دیکھتا ہے میں فلاں عورت سے ہمبستری کر رہا ہوں چنانچہ احتلام بھی ہو
 جاتا ہے لیکن اس پر حد نہیں لگتی؟" (سیف شیطانی ص ۲۵ و ص ۲۹)

جب یہ تسلیم ہے تو بحث بازی فضول ہے مولانا غلام جہانیاں صاحب کا بھی خواب
 ہے۔ حالانکہ اس میں کوئی شرعی خرابی بھی نہیں۔ ممکن ہے جو زف عوام کو یہ مغالطہ دے
 کہ مولانا غلام جہانیاں نے اس وقت حضور ﷺ کو اپنے کندھے پر سوار کیا اور
 اپنے گھر لے آئے جس وقت حضور پلنگ پر تشریف فرما ہوئے نقاب کھولا تو عین حضور
 مولا محمد معین الدین کا چہرہ مبارک تھا۔ بتائیے اس خواب کے کس حصہ پر کیا فتویٰ ہے اور
 اس کی کیا دلیل ہے؟ دیوبندی اپنے جیسا بشر قرار دیں بڑا بھائی قرار دیں تو بھی کوئی خرابی
 نہیں لیکن ہم ان سب سے بڑھ کر چونکا دینے والی لرزہ خیز بات سناتے ہیں۔

جسم جسم میں سما گیا | "رسول اللہ ﷺ کا جسم مبارک مولانا (محمد قاسم نانوتوی)
 کے جسم مبارک میں سماتا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ ہر حضور رسول اللہ

ﷺ کا ہر حضور مولانا (نانوتوی) میں سما گیا۔" (سوانح قاسمی جلد ۳۔ صفحہ ۱۲۹)

بتائیے یہ صریح گستاخی اور بدترین توہین ہے یا نہیں؟ کیا اس پر دیوبندیوں کی
 رگ پھڑکی؟ سے بڑے پاک باز اور بڑے پاک طبیعت
 جناب آپ کو کچھ ہم ہی جانتے ہیں

مودودی صاحب پر فتاویٰ کی بحث | ہم نے تکفیری افسانہ میں دیوبندی طاؤں کا
 یہ اعتراض دفع کرنے کے لئے کہ علماء اہلسنت

بلاوجہ تکفیر کرتے ہیں لکھا تھا کہ مولوی احمد علی صاحب لاہوری اور عطار اللہ بخاری صاحب نے بھی بانی عجم اسلامی جناب مودودی صاحب پر تیس دجالوں میں سے ایک دجال اور اس کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہونے کا فتویٰ حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب ص ۹ و ص ۱۱۵ سے نقل کیا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ دیوبندی بھولے بھالے بنتے ہیں کہ ہم کسی کو کافر نہیں کہتے۔ ہم نے ثابت کیا تھا یہ بھی مودودی صاحب پر فتویٰ دیتے ہیں۔ اس کا کوئی معقول و معیاری جواب تو ملاں جوزف سے بن نہ پڑا اور الٹا بے شرمی سے مودودی صاحب کے متعلق ص ۸۳ پر علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب مدظلہ، صوفی غلام حسین گوجروی۔ مولانا عنایت اللہ صاحب سانگلہ پل۔ مولانا اقتدار احمد خاں گجراتی۔ مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ صفحہ ۸۲-۸۵ ”سیف شیطانی“ پر نقل کر ڈالے حالانکہ اس احمق مطلق کو اتنا شعور نہیں کہ ہمیں تو آپ لوگ پہلے ہی مکفر کہتے ہیں تکفیر کا الزام لگاتے ہیں آپ خود جو معصوم بنتے ہیں ہم نے تو اس کا طلسم توڑا تھا مگر اس الٹے سے بھی الٹے اوندھے جواب سے ہم یہ سمجھے کہ

ع۔ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

مصنف نے صفحہ ۸۵ پر ہی سیدنا اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات جلد ۱ ص ۷ سے نورانیت مصطفوی کے متعلق آپ کا عقیدہ بیان کیا ہے اور صفحہ ۸۶ پر نورانیت ہی کے متعلق ”فتاویٰ افریقیہ“ ص ۸۴ سے ایک عبارت نقل کی ہے حالانکہ یہ عبارت بلفظ مدیث شریف کا ترجمہ ہے اور یہ حدیث اسی ترجمہ کے ساتھ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی نشر الطیب میں موجود ہے اور پھر اس کے مقابلہ میں مولانا غلام جہانیاں صاحب کا جو فتویٰ نقل کیا وہ ”فوائد فریدیہ“ سے ہے۔ ”فوائد فریدیہ“ خواجہ حضرت غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے مولانا غلام جہانیاں کی نہیں ہے۔ اور اس کو مصنف صفحہ ۶۰ ”سیف شیطانی“ پر بھی نقل کر چکا ہے۔ ایک ہی چیز کے بار بار اعادہ سے کیا حاصل؟ مگر آدمی کو جہالت

اور پاگل پن مجبور کرتا ہے وہ ایسی باتیں کر گزرتا ہے۔

عید میلاد پر فتاویٰ کی بحث | ”سیف شیطانی“ کے بدحواس مصنف نے ”رضائے مصطفیٰ“

گو جرنالہ کے شمارہ ۱۰ ربیع الاول ۱۳۸۸ھ اور حضرت

مولانا عبد السمیع صاحب علیہ الرحمۃ کی انوار ساطعہ ”ص ۲۰۸“ سے دو حوالے بزعم خود عید میلاد النبی

صلی اللہ علیہ کی ممانعت و حرمت پر نقل کئے ہیں اور بدحواسی کا یہ عالم ہے کہ ”رضائے مصطفیٰ“

گو جرنالہ کو ص ۸۶ پر ہفت روزہ لکھ رہا ہے اور ص ۸۷ پر پندرہ روزہ اور انوار ساطعہ کا

حوالہ منقول از چٹان ”۱۸- مارچ ہے۔ شہادت بھی ملی تو ڈاڑھی منڈائیٹر کی جو شرعی معیار

پر پوری ہی نہیں اترتی اور چٹان ”وہ چٹان“ جس میں عامہ تصاویر کے علاوہ نوجوان لڑکیوں

اور سودی قرضوں اور بینکوں کے اشتہار شائع ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک ”چٹان“ بھی صحیفہ

آسمانی ہے اور پھر رضائے مصطفیٰ میں جو کچھ مذکور ہے وہ اس سے زیادہ نہیں کہ عید میلاد کے

موقعہ پر بدعات و فسق و فجور اور جلوس عید میلاد میں بینڈ، باج، چمٹے وغیرہ خرافات کی ممانعت

اور مقابلہ روشنی و ریکارڈنگ وغیرہ سے بچنے کی ہدایت ہے۔

اسی طرح مولانا علامہ عبد السمیع صاحب علیہ الرحمۃ نے بھی آج میلاد میں بہت سے

قیح امور داخل ہو گئے ہیں (بعض دفعہ) قاری دیندار نہیں ہوتا۔ موضوع جھوٹی باتیں

شاعروں کی گھڑی ہوئی پڑھتے ہیں۔ کھانے اور شرابی میں رشوت، سود اور غصب مال

ہوتا ہے۔ مولانا عبد السمیع صاحب بھی ان امور قبیح کو برا بتا رہے ہیں۔ ورنہ رضائے

”مصطفیٰ“ اور انوار ساطعہ میں عید میلاد یا محفل میلاد کو برا نہیں بتایا گیا اور کوئی بدعت و حرمت

کافتویٰ نہیں دیا۔ کنہیا کا جنم اور مہنود کا سانگ یا دیوالی دسہرہ قرار نہیں دیا جیسا کہ مولوی

خلیل احمد انبیٹھوی اور مودودی صاحب نے کہا تھا۔ ”رضائے مصطفیٰ“ اور مولانا عبد السمیع

صاحب میلاد شریف میں داخل ہونے والی بدعات و خرافات کو روک رہے ہیں۔

میلاد کو نہیں روک رہے مگر ملاں جو زلف نے آسمان سر پر اٹھالیا اور سوال کر ڈالا کہ

”کیا ملا محمد حسن رضا خانی بریلوی کے نزدیک مولوی عبدالسمیع اور مولوی محمد صادق ایڈیٹر
 ”رضائے مصطفیٰ“ گوہر النوالہ بھی وہابی دلیو بندی بے ادب گستاخ ہیں؟ کیا بات ہے مناظر
 اسلام کی دانشمندی اور معاملہ فہمی کی پیچیدہ سے پیچیدہ مسئلہ اشارۃً ابرو سے حل کر دیتا ہے۔
 دیوبنداً باور ہے ایسے جاہل و احمق فضلاء تیار کرنے کے لئے اگر علم و استعداد کی یہ رفتار
 رہی تو کسی سنی کو دیوبندیوں کے رد میں کوئی کتاب لکھنے کی ضرورت ہی نہ رہے گی۔

”رضائے مصطفیٰ“ گوہر النوالہ کے ایڈیٹر جناب مولانا محمد حفیظ نیازی صاحب ہیں
 یہ لکھتا ہے مولوی محمد صادق ایڈیٹر ”رضائے مصطفیٰ“ گوہر النوالہ اور ”رضائے مصطفیٰ“ کو کبھی لکھتا
 ہے ہفت روزہ، کبھی لکھتا ہے پندرہ روزہ بھلا جس کو اتنا علم اور شعور بھی نہ ہو جو یہ معلوم
 کر سکے کہ ”رضائے مصطفیٰ“ ہفت روزہ ہے یا پندرہ روزہ اور اس کے ایڈیٹر مولانا محمد حفیظ
 صاحب یا فخر اہل سنت حضرت مولانا الحاج ابو داؤد محمد صادق صاحب مدظلہ ہیں۔ وہ ان
 اخبارات سے کوئی حوالہ کس طرح نقل کر سکتا ہے اور کس طرح سمجھ سکتا ہے

عید میلاد اور اکابر دیوبند | ملاں جوزف نے تو اپنے زعم باطل میں ”رضائے مصطفیٰ“
 گوہر النوالہ و النوار ساطعہ کے حوالوں سے عید میلاد النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم اور محفل مولود شریف کو ناجائز ثابت کرنے کی کوشش کی ہے مگر ہم بفضلہ تعالیٰ
 عید میلاد و مولود شریف کا چوٹی کے اکابر دیوبند سے جواز ثابت کرتے ہیں۔

بانی مدرسہ دیوبند حکیم الامت دیوبند | ”حضرت حکیم الامت تھانوی کی روایت
 ہے فرماتے تھے ایک صاحب نے

میرٹھ میں مولانا (نانوتوی) سے دریافت کیا کہ مولوی عبدالسمیع صاحب تو مولود شریف کرتے
 ہیں آپ کیوں نہیں کرتے؟ ”تھانوی دیوبند کی طرف سے اسی سوال کے جواب میں ہزار ہا
 ہزار صفحات جس زمانہ میں شائع ہو رہے تھے عین ان ہی دنوں میں جماعت کے امام کبیر
 (تھانوی) کی زبان سے یہ جواب بھی سنا گیا تھا کہ بھائی! انہیں مولوی عبدالسمیع صاحب

کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے مجھے بھی اللہ تعالیٰ محبت نصیب کرے“ (ص ۲۱۸ قصص الہادی ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ)

حضرت تھانویؒ بھی فرماتے تھے، یہ جواب جب مولوی عید السبع کے کانوں تک کسی طرح پہنچ گیا خود حکیم الامت سے کہنے لگے ”ایسے سے بھلا کوئی کیا لڑے۔“
 (سوانح قاسمی جلد اول ص ۴۱۲)

حاجی امداد اللہ صاحب | حضرت حاجی امداد اللہ صاحب اکابر دیوبند کے پیر و مرشد سے کسی نے پوچھا کہ قیام مولود کیسا ہے۔ فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے“ (ارواح ثلاثہ ص ۲۲)

یاد رہے کہ حاجی امداد اللہ مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جیسے اکابر دیوبند کے پیر و مرشد ہیں مگر رشید و خلیل آپ کے عقائد و مسلک سے منحرف ہو گئے تھے اور صاف کہتے تھے:

”محبت قول و فعل مشائخ سے نہیں ہوتی..... جناب حاجی (امداد اللہ) صاحب سلمہ اللہ کا ذکر کرنا سوالات شرعیہ میں بے جا ہے“

(فتاویٰ رشیدیہ جلد اول ص ۹۱ کتاب البدعات)

گویا آپ کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ و مسلک شریعت اسلامیہ سے مختلف تھا اور گنگوہی صاحب ان سے زیادہ عالم و سعت نظر کے مالک اور علمی گہرائی کو جاننے والے تھے۔

مولوی اشرف علی تھانوی کا کاروباری عقیدہ | ”کاپنور میں مجلس میلاد قائم ہوتی ہے اور لوگ

کھڑے ہو کر سلام پڑھتے ہیں میراجی جلتا ہے
 تنخواہ کے لئے قیام و مولود جائز
 مگر بہر حال وہاں کاپنور میں قیام کرنا قریب

بہال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیاوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے“

لہذا میلاد و سلام میں تنخواہ کے لئے شامل ہوتے رہے) ”سیف یانی“ (۲۳-۲۴)
 بتائیے مذہبی خودکشی کی ایسی بدترین مثال دنیا کے کسی بھی مذہب میں دیکھی آپ نے
 تنخواہ کے لئے قیام و میلاد جائز ہو گیا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی ڈانٹ ڈپٹ | جب دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد
 صاحب گنگوہی کو علم ہوا کہ اُن کا حکیم الامت
 کانپور میں چند ٹکوں کے لالچ میں میلاد و قیام

اور تھانوی صاحب کا پُر فریب جواب
 میں شرکت کر رہا ہے انہوں نے سخت ڈانٹ پلائی اور اُن کو گنگوہ سے کانپور خط لکھا یہ
 بات مولوی رشید احمد گنگوہی کے سوانح نگار مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی نے خود ہی
 کھول دی۔ اس نے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کا جوابی مکتوب شائع کر دیا۔ ملاحظہ ہو:

جواب مولوی اشرف علی تھانوی | ”بوالا خدمت بابرکت قدوة العرفا زبدة الفضل حضرت
 مولانا رشید احمد صاحب دامت برکاتہم تسلیم بصد

تعظیم قبول باد والا نامہ شرف صدور لایا معزز فرمایا حضرت عالی کے ارشادات سے اس
 عمل (مولود و قیام) کے جو مفسد علمیہ و عملیہ عوام میں غالب ہیں پیش نظر ہو گئے اور ارادہ
 کر لیا کہ ہرگز ایسی مجالس میں شرکت نہ ہوگی اب یہاں (کانپور) کی حالت عرض کر کے
 جواب کا انتظار ہے..... (مولود و قیام) کی پوری طرح مخالفت کر کے قیام دشوار ہے
 گو اب بھی یہاں کے بعض علماء مجھے وہابی کہتے ہیں اور بعض بیرونی علماء بھی یہاں آکر
 لوگوں کو سمجھا گئے ہیں یہ شخص (اشرف علی) وہابی ہے اس کے دھوکہ میں مت آنا.....“
 اب تین صورتیں محتمل ہیں ایک یہ کہ ایسے موقعہ پر کوئی حلیہ (دبہانہ) کر دیا کروں گا مگر اس کا
 ہمیشہ چلنا محال ہے۔ دوسرے یہ کہ صاف مخالفت کی جاوے مگر اس میں نہایت شور و
 فتنہ ہے جس کی حد نہیں دنیوی مفسرت یہ ہے کہ اس میں جہلاد اہل سنت (عوام سے
 ایذا رسانی کا اندیشہ ہے۔ دینی مفسرت یہ ہے کہ اب تک جو ان لوگوں کے (دھوکہ سے)

عقائد و اعمال کی اصلاح کی گئی ہے (دہابی بنایا ہے) سب بے اثر و بے وقعت ہو جائے گی اس بدگمانی میں کہ یہ شخص دہابی ہے اب تک پوشیدہ رہا۔ تیسری صورت یہ کہ یہاں کا تعلق ملازمت ترک کر دیا جاوے..... یہاں ربیع الاول و الآخر میں ان مجالس (مولود) کی زیادہ کثرت ہے..... الخ اشرف علی از کا پور

۲۹۔ محرم ۱۳۲۵ھ ہجری

”تذکرہ الرشید جلد اول ص ۱۳۵ و ص ۱۳۶“

یہاں سنی مسلمانوں کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے کہ یہ دہابی لوگ تنخواہ و ملازمت اور دہا بیت پھیلانے کے لئے تقیہ کرتے ہیں اور دھوکہ دینے کے لئے مولود و قیام تک بھی کر گزرتے ہیں۔

مسجد مدرسہ دیوبند میں مولود شریف | ”فرمایا کہ ایک مرتبہ میں دیوبند پڑھتا تھا وہاں ایک سیاح ولایتی صاحب آئے وہ

حضرت حاجی محمد عابد صاحب سے جمعہ کی نماز پڑھانے کی اجازت لے کر منبر پر پہنچ گئے خطبہ شروع کیا چونکہ ربیع الاول کا زمانہ تھا خطبہ کے اندر مولود شریف شروع کر دیا“ (ارواح ثلاثہ ص ۳۲۹)

تحفۃ المقلدین کے نام پر دھوکہ منڈی | مصنف نے صفحہ ۸۹ پر پھر دوبارہ بتدنا

والد گرامی کے نام سے ایک فرضی کتاب کو غلط منسوب کر کے بعض علماء اہل سنت کے فتاری نقل کئے ہیں جس کی ابتداء غلط اور انتہا جھوٹ ہے نہ تو امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے والد بزرگوار کا اسم گرامی مولانا تقی احمد خاں صاحب ہے، نہ ان کی دنیا میں تحفۃ المقلدین نامی کوئی کتاب ہے مولوی جوزف کہیں سے لاکر دکھا دے تو اس کو آنے جانے کے کرایہ کے علاوہ حسب حیثیت مبلغ دس روپیہ

انعام دیا جائے گا۔ ہم اس کی صداقت کا لوہا مان لیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ کانگریسی ایجنٹ نام نہاد شیخ العرب العجم حسین احمد اجدھیا
باشی نے کمال بے ایمانی سے یہ فرضی کتاب گڑھ ”الشہاب الثاقب“ میں اعلیٰ حضرت
علیہ الرحمۃ کے والد ماجد سے منسوب کی تھی اور آج سے بہت پہلے اعلیٰ حضرت قدس سرہ
”خالص الاعتقاد“ پر اور علامہ اجل مولانا شاہ محمد اجل رضوی مفتی سبھل مراد آباد
”رد شہاب ثاقب“ ص ۵ پر اس کا رد فرما کر دیوبندیت کے ڈھول کا پول کھول چکے ہیں
جو مکھیاں حسین احمد نے ماری تھیں یہ بد بخت حرام خوران کا خون چوس رہا ہے اور فرضی
کتابوں کے جھوٹے حوالے دے کر اپنا نامہ اعمال سیاہ سے سیاہ تر کر رہا ہے اور اس
نے صفحہ ۸۹ پر بعنوان ”احمد رضا خاں بریلوی کے والد ماجد علماء بریلوی کی نظر میں“ جو
سرخی جمائی ہے اس کی بے ایمانی و دھوکہ منڈی کی عکاسی کرتی ہے۔ ہم مانتے ہیں
کہ صفحہ ۹۰ پر علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث دارالعلوم
حزب الاحناف لاہور صفحہ ۹۱ پر مولانا محمد عنایت اللہ صاحب اور اعلیٰ حضرت فاضل
بریلوی ص ۹۲ پر مولانا افتخار احمد خاں گجراتی ص ۹۳ پر مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی
علیہ الرحمۃ وغیرہ کے فتاویٰ رشید و خلیل، تھانوی و نانوتوی کے بارہ میں قطعاً حق ہیں
مگر ان کا اطلاق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے والد ماجد پر نہ ہوگا یہ فتاویٰ فرضی بنیاد پر
لئے گئے ہیں نہ تحفۃ المقلدین نامی کتاب سیدنا اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کی تصنیف
ہے نہ اس میں رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی کو علماء دین مومنین صالحین صادقین
مانا گیا۔ جب بنیاد فرضی ہے تو فتویٰ کیسا۔ اور پھر سائل نے علامہ ابوالبرکات صاحب
وغیرہ حضرات کو جو استفتاء بھیجا وہ بھی جعل سازی کی اعلیٰ دستاویز ہے۔ اس میں نہ
تحفۃ المقلدین کا ذکر نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے والد ماجد کا نام ص ۸۹ کے استفتاء
میں مولانا مفتی احمد خاں صاحب مرحوم برکیٹ میں بند ہے یہ بعد میں لکھا گیا ہے۔

ورنہ علامہ سید ابوالبرکات صاحب اس سفید جھوٹ کا دامن چاک فرما کر دیوبندی دھوکہ منڈی کا چہرہ بے نقاب فرما دیتے۔ فرضی بنیاد پر ہم بھی اکابر دیوبند سے فتویٰ لے سکتے ہیں کہ ”کیا فرماتے علماء دین مفتیان شرع متین اس شخص کے بارے میں جو کہتا ہے سور کا گوشت مدرسہ دیوبند کے احاطہ میں کھانا جائز ہے“ اور بعد میں برکیٹ میں بند کر کے لکھ دیں۔ یہ بات مولوی قاسم نانوتوی نے تحفۃ المریدین مطبوعہ صبح صادق سیٹاپور کے صفحہ ۹۸ پر لکھی ہے تو کیا سور کے حلال ہونے کے فتویٰ کا اطلاق جناب مولوی قاسم نانوتوی صاحب پر ہو جائے گا؟ پھر منقول از رسالہ ”صدائے حق“ ۱۳۷۷ء بھی مشکوک ہے یہ نہیں لکھا فلاں نمبر شمارہ فلاں ماہ فلاں صفحہ۔ الغرض ”صدائے حق“ کا حوالہ بھی غیر معتبر ہے۔ اور پھر جن اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے والد بزرگوار کا یہ بد باطن ملاں حوالہ دے رہا ہے وہ حضرت مولانا علامہ نقی علی خان صاحب بریلوی قدس سرہ مولوی محمد احسن نانوتوی دیوبندی کی تذکرہ الناس کے عقائد اپنانے کی بنا پر تکفیر فرما چکے ہیں چنانچہ مولوی محمد احسن نانوتوی دیوبندی خود لکھتے ہیں ”مگر مولوی (نقی علی) صاحب نے براہ مسافر نوازی کوئی غلطی تو ثابت نہ کی اور نہ مجھے اس کی اطلاع دی بلکہ اول ہی کفر کا حکم شائع فرما دیا۔ اور تمام بریلی میں لوگ اسی طرح (کافر) کہتے پھرے..... مولوی نقی علی خاں اس تحریر سے بھی نہ مطمئن ہوئے اُن کی رائے میں اثر بن عباس کی صحت قبول کرنے کے بعد مولانا محمد احسن نانوتوی منکر خاتم النبیین ٹھہرتے تھے اس لئے مولوی نقی علی خاں نے رام پور سے ایک فتویٰ منگوایا جس کی رو سے ”تذکرۃ الناس کے عقائد اپنانے کے جرم میں“ مولانا محمد احسن کی تکفیر مشہر کی گئی۔“ (مولانا محمد احسن نانوتوی ص ۸۷)

یاد رہے اس کتاب کے تعارف مفتی محمد شفیع صاحب صدر دارالعلوم کراچی نے لکھا ہے مذکورہ حوالہ سے ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے والد ماجد مولانا علامہ نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نانوتوی صاحب کی تذکرۃ الناس کے مندرجات کی بنا پر تکفیر کرتے تھے تو

پھر ملاں جوزف کس منہ سے کہہ رہا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے والد ماجد نانوتوی صاحب اور گنگوہی صاحب کو صالحین صادقین اور علماء دین مانتے تھے یہ صریح بہتان و افتراء ہے۔ جب اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے والد ماجد علیہ الرحمۃ نے نانوتوی و گنگوہی کو صالحین و صادقین تحریر کیا ہی نہیں تحفۃ المقلدین نامی ان کی کوئی تصنیف ہے ہی نہیں تو پھر ص ۸۹ تا ص ۹۵ جو علماء کے فتاویٰ شائع کئے ہیں ان کا اطلاق امام اہل سنت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی پر ہرگز نہ ہوگا اور یہ سارا کاروبار جھوٹ اور فریب کا ہے۔

ملاں جوزف نے ص ۹۲ پر مفتی محمد حسین صاحب نعیمی کا بھی ایک فتویٰ نقل کیا ہے۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے ”جو افراد اپنے کو دیوبندی یا غیر مقلد کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں وہ تمام کافر نہیں ہیں صرف وہ افراد کافر ہوں گے جو گستاخ اور بے ادب اور توہینِ سولِ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتکب ہوئے ہیں جو دیوبندی توہین آمیز عبارات کو پسند نہیں کرتے اور کوئی گستاخی اور توہین کے مرتکب نہیں ہوئے وہ کافر بھی نہیں ہیں اسی طرح جو دیوبندی توہین و گستاخی کی وجہ سے کافر ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز ہے جو گستاخ نہیں ان کے پیچھے نماز جائز ہے واللہ اعلم بالصواب۔“

مفتی محمد حسین صاحب نعیمی کے اس فتویٰ کے مقابلہ میں ملاں جوزف نے ص ۹۵ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے جس میں نام بنام تصریح ہے کہ یہ سب کفار و مرتدین ہیں اور یہ کہ من شک فی کفرہ و عذابہ نقد کفر جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے الخ۔ ملاں جوزف کو اس میں بظاہر تضاد نظر آیا کہ اعلیٰ حضرت تو فرما رہے جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے اور مفتی صاحب کہہ رہے ہیں کہ جو گستاخی نہ کرے وہ کافر نہیں اس کے پیچھے نماز جائز ہے تو ملا جوزف کو جان لینا چاہیے مفتی محمد حسین صاحب نے اپنے فتویٰ میں یہ بھی تصریح کی ہے کہ ”جو دیوبندی توہین آمیز عبارتوں کو پسند نہیں کرتے“ (یعنی کفر سمجھتے ہیں) وہ کافر نہیں مفتی صاحب کا مطلب

یہ نہیں ہے کہ جو دیوبندی خود تو توہین نہ کرے اور توہین کرنے والوں کو اپنا مقتدا و پیشوا تسلیم کرتا ہو وہ بھی کافر نہیں۔ ایسا ہرگز ہرگز نہیں۔ مفتی صاحب سے دوبارہ تحقیق کی جاسکتی ہے کہ جو شخص توہین کرنے والوں کو مسلمان اور اپنا امام و مقتدا سمجھے وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ ان کا جواب یہی ہو گا کہ جو توہین کرنے والوں کو مسلمان اور اپنا پیشوا سمجھے وہ بھی کافر ہے اور ایسے کے پیچھے نماز باطل و مردود ہے۔ اعلیٰ حضرت اور مفتی صاحب کے فتویٰ میں کوئی تضاد نہیں۔ مصنف ”سیف شیطانی“ نے علماء اہل سنت خصوصاً امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ مبارکہ اس انداز سے پیش کیے ہیں جیسا کہ علماء اہل سنت بلا وجہ کسی کی تکفیر کرتے ہیں۔ کاش کہ مصنف میں دیانت ہوتی اور وہ اپنے اکابر کی تحذیر الناس ”حفظ الایمان“ ”براہین قاطعہ“ ”صراط مستقیم“ تقویت الایمان کی گستاخانہ عبارات بھی نقل کر دیتا تو ظاہر ہو جاتا کہ فتاویٰ تکفیر کی وجہ کیا ہے۔

قارئین کرام! دیوبندی گستاخانہ عبارات کی تفصیل دیکھنے کے لئے رسالہ ”حسام الحرمین“ ”المکوبۃ الشہابیہ“ ”مناظرۃ بریلی“ ”رد شہاب ثاقب“ ”طیب البیان“ ”رد تقویۃ الایمان“ اور ہماری کتاب ”قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کا مطالعہ کریں۔

رضا خانی کلمہ شریف کا افتراء | جس قدر دردنگوئی اور دجل فریب کا وافر کوڑہ دیوبندی ملاؤں کے حصّہ میں آیا ہے شائد شیطان

بھی اس سے محروم رہا ہو اور کچھ نہیں تو ص ۹۶ پر بڑے طمطراق اور قطعی وثوق و اعتماد سے (معاذ اللہ) لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ کو بریلویوں کا رضا خانی کلمہ شریف قرار دے ڈالا۔ بلاشبہ دیوبند و غابازی و بے ایمانی کا مرکز ہے۔ ملاں جوزف نے یہ حقیقت کا منہ چڑھاتے ہوئے اور دیوبندی کلمہ لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ پر علماء اہل سنت کے مواخذہ کے جواب میں محض بدلہ لینے کی نیت سے لکھا ہے۔

قارئین کرام! غور کریں کہ اس ذلیل مصنف میں کتنی بے حیائی ہے۔ سُرخ لکھتا

ہے۔ ”رضا خانی کلمہ شریف“ اور حوالہ دیتا ہے ”فوائد فریدیہ کا۔“ اول تو یہ کہ ہم اہلسنت تو اس کلمہ کو کلمہ طیبہ نہیں سمجھتے نہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کسی کتاب میں مذکور و منقول اور نہ ہمارا اس پر ایمان بلکہ یہ ملاں اپنے قول سے ایک غیر کلمہ کو کلمہ شریف قرار دے کر خود اپنے اصول سے کافر ہوا کیونکہ چشتی رسول اللہ جب کلمہ نہیں ہے تو اس کو کلمہ شریف قرار دینا سرسرا کر ہی ہے۔ دوم یہ کہ اس عنید مرید ارشد نے اس کو ”فوائد فریدیہ“ ص ۸۳ سے نقل کیا ہے اور ”فوائد فریدیہ“ اعلیٰ حضرت علامہ امام احمد رضا فاضل بریلوی تدیس سرہ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے اور خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کو یہ شخص خود بھی ولی کامل سمجھتا اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے۔ ملاحظہ ہو :

”لیکن پاک سنی تنظیم کے صدر تو ڈیرہ غازی خان سے بیٹھے ہوئے کوٹ مٹھن کے برگزیدہ انسان اور اپنے مسلم شدہ ولی خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا حملے کر رہے ہیں“ (”سیف شیطانی“ ص ۵)

اور لکھتا ہے ”ص ۴ پر خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا تصنیف شدہ سلسلہ شریفیہ“ (”سیف شیطانی“ ص ۹)۔

جب خواجہ صاحب معاذ اللہ چشتی رسول اللہ کے قائل ہیں اور یہ اس کلمہ کو ناجائز سمجھتا ہے تو پھر حضرت خواجہ کو برگزیدہ انسان ولی کامل اور رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کا کیا مطلب ہے؟ ایک شخص پر نیا کلمہ گھڑنے کا افتراء بھی کیا جا رہا ہے۔ چشتی رسول اللہ کہنے کا الزام بھی لگایا جا رہا ہے لیکن اس کو برگزیدہ انسان ولی کامل اور رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھا جا رہا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ اکابر و اصاغر دیوبند و دیوبندوں
 حقیقت حال کی وضاحت | کے جدید نام نہاد کلمہ لا الہ الا اللہ شریف علی رسول اللہ

جس پر خود دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے اپنے اس کلمہ پڑھنے والے مرید کو یوں کہہ کر حوصلہ افزائی کی تھی کہ ”اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے“ (الامداد تھانہ بھون) پر علماء اہل سنت کے محققانہ اعتراضات کی یلغار سے تنگ آچکے تھے اس لئے انہوں نے بوکھلاہٹ کے عالم میں جوابی طور پر یہ کلمہ بعض اہل پشت سے نقل کر کے اس کو رضا خانی کلمہ شریف قرار دیا حالانکہ ”فوائد فریدہ“ میں حشتی رسول اللہ کی وضاحت و تصریح بھی ہے اس کو ملاں رحمانی ہضم کر گیا صرف یہ الفاظ نقل کر دیئے جو اس کی دھوکہ منڈی کے لئے مفید تھے اور پھر خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ پر بھی کیا اعتراض ہے جبکہ یہ کلمہ اپنی تفصیل کے ساتھ ”فوائد السالکین“ ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی مرتبہ خواجہ بابا فرید الدین گنج شکر میں موجود ہے۔

گھر کی شہادت | دیوبندی وہابی فرقہ کے ایک اور ملاں جوزف کے ہم ذوق مصنف ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی اپنی ایک تازہ تصنیف ”توحید خالص“ پہلی قسط گھر کے چراغ کے صفحہ ۸۰ پر اسی حشتی رسول اللہ کی حقیقت یوں بیان کرتے ہیں:-

”خواجہ فرید الدین گنج شکر بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکلی کی محفل میں مختلف قسم کے ذکر ہو رہے تھے..... ایک مرتبہ شیخ (خواجہ معین الدین حشتی) کی خدمت میں حاضر تھا اور اہل صفہ بھی موجود تھے اولیاء اللہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور بیعت کے لئے پابوسی کی آپ (خواجہ معین الدین حشتی) جمیری علیہ الرحمۃ نے اُس کو بٹھالیا اُس نے عرض کی کہ میں مرید ہونے آیا ہوں فرمایا ”جو کچھ ہم کہیں گے کرے گا اگر یہ شرط منظور ہے تو بیشک میں مرید کروں گا“ اس نے کہا جو کچھ آپ کہیں گے وہی کروں گا۔ آپ نے فرمایا تو کلمہ اس طرح پڑھتا ہے

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایک بار اس طرح پڑھ لا الہ الا اللہ چشتی رسول اللہ
 چونکہ (وہ) راسخ العقیدہ تھا اس نے فوراً پڑھ دیا خواجہ (معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ) نے
 اس سے بیعت لی اور بہت کچھ خلعت عطا کی اور فرمایا میں نے فقط تیرا امتحان لیا تھا
 کہ تجھ کو مجھ سے کس قدر عقیدت ہے ورنہ میرا مقصود یہ نہ تھا کہ تجھ سے اس طرح کلمہ
 پڑھواؤں میں کون اور کیا چیز ہوں میں ایک ادنیٰ بندگان و غلامان محمد رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے ہوں حکم وہی ہے جو تو اوّل سے کہتا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
 اس بات سے تری صدق عقیدت معلوم ہوئی اب تو میرا مرید صادق ہوا۔
 ”(فوائد السالکین ص ۱۲۶ و ص ۱۲۷)

مولوی سرفراز گلہڑوی کی شہادت | ملاں جوزف کے ایک اور ہم ذوق و ہم عقیدہ
 دیوبندی و ہابی مصنف مولوی سرفراز گلہڑوی

صاحب لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کی صفائی پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
 ”حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ المتوفی ۷۲۵ھ کی سوانح
 عمری ملقب بہ انوار خواجہ میں مذکور ہے کہ ایک شخص حضرت خواجہ صاحب کی خدمت
 میں مرید ہونے کے واسطے حاضر ہوا۔ آپ نے اس کے سامنے وہی شرط پیش کی جو حضرت
 شبلی نے اپنے مرید کے سامنے پیش کی تھی۔ اس شخص نے وہ شرط قبول کی تو آپ نے
 فرمایا کہ پڑھو لا الہ الا اللہ معین الدین رسول اللہ اس نے پہلے انکار کیا لیکن جب
 دیکھا کہ اس شرط کے بغیر بیعت محال ہے تو جبراً و قہراً اس نے لا الہ الا اللہ معین
 الدین رسول اللہ پڑھا اس کے بعد خواجہ معین الدین صاحب نے ارشاد فرمایا کہ یہ محض
 تمہاری عقیدت مندی کا امتحان تھا عقیدہ وہی رکھنا جو تمہارا تھا۔ میں تو آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ادنیٰ غلام ہوں (محصلاً) ارشاد والا خیار ص ۵۴
 (عبارت اکابر صفحہ ۲۵۵ و صفحہ ۲۵۶ از مولوی سرفراز خاں گلہڑوی دیوبندی)

کس قدر ظالم ہے یہ دیوبندی ملاں جو زنف! واقعہ کیا ہے کیا بنا دیا گیا منقول ہے
 ”فوائد فرید“ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ و فوائد السائکین میں حضرت خواجہ معین الدین جمیری علیہ الرحمۃ
 و حضرت خواجہ بختیار کالی و حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہم نے ذمہ لگایا جا
 رہا ہے اعلیٰ حضرت علامہ امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے یہ کس قدر ظلم اور ستم ظریفی
 اور بدترین قسم کا سفید جھوٹ ہے کیا اس خرافات و الزام تراشی و بہتان طرازی کی نزد
 حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت بابا فرید الدین گنج شکر حضرت خواجہ قطب الدین
 بختیار کالی قدس سرہم پر نہیں پڑتی؟ کیا دیوبندی قوم میں رتی برابر بھی دیانت ہے
 حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ پر بھی کیا الزام جبکہ وہ واقعہ کے بعد فرما رہے ہیں کہ یہ
 تمہاری عقیدت مندی کا امتحان تھا۔ میں کس لائق ہوں ادنیٰ غلام و بندگان محمد رسول اللہ
 ﷺ سے ہوں اور یہ کہ فرمایا۔ عقیدہ وہی رکھنا جو تمہارا تھا یعنی لا الہ الا اللہ
 محمد رسول اللہ۔

اس عنوان کے تحت غامین و کذاب مصنف اور جاہل مناظر
 رضا خانی درود شریف | نے مولانا شاہ علامہ محمد عارف اللہ صاحب قادری کے شجرہ
 طیبہ کے حوالہ ایک درود نقل کیا ہے ہم کہتے ہیں یہ بھی تھا نوی درود کا بدلہ لینے کے لئے
 لکھا گیا اور یہ علماء اہل سنت کی مار سے بچنے کا ایک ذریعہ ہے مولانا شاہ علامہ عارف اللہ
 صاحب قادری کے نام گرامی سے شائع شدہ درود کوئی نیا درود نہیں بلکہ وہی پرانا درود ہے
 اور باقی دعا ہے اور اس کا ترجمہ یہ ہے ”اے اللہ درود و سلام اور برکت بھیج حضور ﷺ
 علیہ وسلم پر اور آپ کے آل و اصحاب اولیاء پر اور اپنے عبد ضعیف محمد عارف اللہ قادری
 پر“ ہر ذی علم جانتا ہے کہ حضرات اولیاء و علماء پر تبعاً اس کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ جائز ہے
 ہر کوئی دعا کے اختتام پر کہتا ہے وُصَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ۔
 یہاں بھی آل و اصحاب پر تبعاً و ضمناً درود دعا ہے ورنہ درود و سلام مستقلاً انبیاء و رسل

علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ اور اگر مولانا شاہ عارف اللہ صاحب مظلہ کا تحریر فرمودہ درود واقعی غلط ہے تو پھر اس کو درود شریف لکھ کر ملاں جوزف بھی گمراہ و بے دین ہوا۔ بہر حال یہ کوئی قابل مواخذہ بات نہیں البتہ دیوبندی تھانوی درود واقعی قابل ملامت ہے جو یہ ہے ”اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی“

”(الامداد تھانہ بھون بابت ۸ - صفر ۱۳۳۶ھ)

یہ ہے نیا تھانوی دیوبندی درود جو تبعاً نہیں بلکہ مستقلاً ہے جس میں تھانوی دیوبندی حکیم الامت کو سیدنا ونبینا تک کہلایا ہے۔ ملاں جوزف اپنی بلاؤں کے سر ڈال کر اپنا نامہ اعمال سیاہ کر رہا ہے اور بے دریغ جھوٹ پر جھوٹ بکتا چلا جا رہا ہے اور قطعاً شرم و حیا محسوس نہیں کرتا۔

آخری وصیت | ”سیف شیطانی کے صفحہ ۹۷ پر سیدنا امام اہل سنت سرکار اعظم فطرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک وصیت نقل کی ہے وہ یہ ہے

”میرا (احمد رضا خاں بریلوی) دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے اللہ تو نیک دے“ (وصایا شریف ص ۹)

ملاں جوزف نے اپنی جھوٹ فطرت سے مجبور ہو کر غلیظ روح کی تسکین کے لئے امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی یہ وصیت تو نقل کر دی لیکن جرات لب کشائی نہ ہوئی کسی معقول دلیل سے اس کا مدلل رد نہ کر سکا یہیں سے اس جاہل کی علمی بھڑائی آشکارا ہے۔ بہر حال یہ کوئی نیا اعتراض نہیں ہے۔ آج سے بہت پہلے دیوبندی وہابی مناظر

یہ اعتراض کر چکے ہیں ۱۳۵۴ھ میں بریلی شریف کے عظیم مناظرہ میں دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظورہ سنہلی نے بھی یہ اعتراض کیا تھا اور محدث اعظم پاکستان امام المناظرین مولانا محمد سرور احمد صاحب قدس سرہ سے ذلت آمیز شکست اور عبرتناک مار کھائی تھی ملاحظہ ہو ”سیداد مناظرہ بریلی“ اور ۱۳۵۲ھ میں باغ لانگے خاں ملتان میں اور پھر درعی ضلع عظم گڑھ

میں ۱۳۵۳ھ میں شیر بیشہ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خان صاحب رضوی قدس سرہ اور مولوی منظورہ سنبھلی کے درمیان مناظرہ ہوا۔ دونوں جگہ متذکرہ بالا وصیت پر بحث ہوئی۔ اور دیوبندی وہابی مناظر کو بُری طرح مار کھانی پڑی تفصیل ”رؤیاد مناظرہ ادری و مناظرہ ملتان سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اسی طرح گزشتہ سال ”دھاکہ“ نامی کتاب میں بھی اس وصیت کو موضوع بحث بنایا گیا اس کا مدلل و مفصل و مسکت جواب فقیر راقم الحروف نے ”تہر خداوندی بردھاکہ دیوبندی“ میں عرض کیا ہے لیکن یہ ڈھٹائی اور بے شرمی ہے کہ کٹے ہوئے اعتراضات اور پٹے ہوئے سوالات پھر کئے جا رہے ہیں جو مکھیاں مولوی منظورہ سنبھلی اور مرتضیٰ حسن در بھنگی چاند پوری وغیرہ نے ماری تھیں انہیں کا جنازہ ملاں جوزف سر پر اٹھائے پھر تاس ہے کہ میں بھی ایک بقلم خود مناظر ہوں۔ بہر حال اس وصیت پر دیا بنہ یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا میرا دین و مذہب ”حالانکہ یہ بد بخت غور کریں تو اسی میں جواب ہے کہ جو میری کتب سے ظاہر ہے“ بس جواب ہو گیا۔ امام اہلسنت کی تصانیف مبارکہ کو دیکھ لیا جائے قرآن و حدیث کے خلاف کچھ نہ ملے گا اور اعلیٰ حضرت نے اپنی کتب کی تخصیص اس لئے فرمائی کہ اس دور میں ہر بے دین قرآن و حدیث کا نام لیتا ہے اس لئے دیا بنہ وہابیہ روافض و قادیانیہ کی کتب نہیں بلکہ میری کتب کا مطالعہ کرنا یہی صحیح مذہب ہے اور قرآن و حدیث کے مطابق ہے۔ اگر کسی دیوبندی میں جرأت اور استعداد و قابلیت ہے تو وہ ثابت کرے کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی فلاں بات قرآن مجید و حدیث حمید کے منافی ہے۔

احادیث صحیحہ میں ہے کہ قبر میں منکر بکیر آکر سوال کرتے ہیں ”من ربک“ تیرا رب کون ہے۔ ”ما دینک“ تیرا دین کیا ہے۔ ”مردہ دوسرے سوال کے جواب میں کہتا ہے ”دینی الاسلام“ یعنی میرا دین اسلام ہے۔ تو ان احادیث سے میرا دین کہنا ثابت ہوا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میرا گھر اہل دین خود ساختہ دین۔ اعلیٰ حضرت نے ازراہ محبت یہ فرمایا کہ میرا دین۔“

جیسا کہ کہتے ہیں میرا رب۔ میرا رسول تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کا خود ساختہ رب یا خود ساختہ رسول بہر حال اعلیٰ حضرت کی اس وصیت میں کوئی شرعی خرابی نہیں ہے۔ اور اس وصیت کے بارہ میں مولوی ضیاء احمد دیوبندی و ہابی اپنی کتاب "التحقیق الحسیب فی بیان انواع التثویب" ص ۲۴ پر لکھتے ہیں اور وصیت کنندہ مصاب اور اس کی وصیت عین شریعت ہوگی پھر اسی صفحہ ۲۴ پر ہے "متبع وصیت مذکورہ عند اللہ مصاب و مثاب ہے" اس جواب پر دیوبندی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مدرس مولوی عبداللطیف صاحب سہارنپوری کی تصدیق بھی موجود ہے۔ ملاں جوزف کو گھر کی خبر لے کر اعتراض کرنا چاہیے۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی اس وصیت کے ذیل میں یہ لایا یعنی بکواس ہے کہ "یعنی کھانے میں بنی اسرائیل کی اقتداء اور جہاد میں ان سے بھی آگے کہ اپنے والد مولانا نقی احمد مرحوم مغفور کو دیوبندی و ہابی اور کافر اور ان کے نکاح اولاد ولد الزنا محروم الارث تک کافتمیٰ دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ ولد الشیطان کی یہ شیطانی بکواس بھی علم و تحقیق کا کوئی حصہ ہے مولانا سیدی نقی علی خان صاحب قدس سرہ کے خلاف کہاں یہ ناپاک فتویٰ ہے؟ اور مولانا نقی علی خان صاحب قبلہ قدس سرہ نے کس کتاب میں کس جگہ پر بڑی کٹھ پتلی تھانوی دیوبندیوں کے خود ساختہ قطب عالم نارشید اور نانو تو قاسم کو صالحین و صادقین قرار دیا ہے؟ پیچھے ہے دیوبند جھوٹوں اور کذابوں کا مرکز ہے۔ ملاں جوزف نے کھانے اور جہاد کا نام بھی لیا ہے تو بتائیے کیا دیوبندی کچھ نہیں کھاتے کتے اور کپورے تک تو چٹ کر جاتے ہیں اور ثواب قرار دیتے ہیں ملاحظہ ہو فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳ ممکن ہے ملاں جوزف کھانے کا قائل نہ ہو اور حسین احمد اجدھیا باشی کے ہندو آقاؤں کی طرح مرن برت کا قائل ہو۔ الغرض اس قسم کی بے تماشہ لایا یعنی بکواس اور بکثرت الزامات کے باوجود ملاں جوزف اہل سنت و جماعت کو اس شعر کے مصداق قرار دیتا ہے :

۵۔ وضع میں تم ہوں نصاریٰ تو تمدن میں مہنود

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

اس میں ملاں جوزف نے یہ مسلمان ہیں کہہ کر اہل سنت کو مسلمان تو تسلیم کر لیا ہے اور اس کے باوجود وہ جو بکواس کرتا ہے وہ شیطانی فیض ہے۔

اپنے کذاب ہونے کا اقرار | کہتے ہیں جھوٹے آدمی کا حافظہ بہت کمزور ہوتا ہے یہی حال جوزف شیطانی کا ہے ص ۹۷ پر لکھتا ہے

”رضا خانی خدا“ اس کے ذیل میں ہے:

فرید با صفا ہستی محمد مصطفیٰ ہستی

چہا گویم چہا ہستی خدا ہستی خدا ہستی

ان اشعار کا صحیح مفہوم سمجھے بغیر ”رضا خانی خدا“ کی سرخی جمادی لیکن چونکہ یہ جھوٹا ہے پر لے درجہ کا کذاب ہے حافظہ کمزور ہے اس کو یاد نہیں رہا۔ اس بد بخت نے ص ۲۹ پر لکھا تھا ”احمد رضا خاں بریلویوں کے خدا ہیں“ ملاحظہ ہو ”سیف شیطانی“ ص ۲۹۔

قارئین کرام! غور فرمائیں اس کیلئے کذاب کی کوئی بات صحیح بھی ہے کیا یہ مردود عالم کہلانے کا مستحق ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ یہ دیدہ دانستہ دوسروں کے خلاف بلا ثبوت و دلیل بکواس کر کے اپنے اکابر کی بگڑیاں اچھلوانا چاہتا ہے۔ کیونکہ آسمان پر تھوکا ہوا منہ پر آکر پڑتا ہے۔

صفحہ ۹۸ پر لکھتا ہے ”ایک شخص نے حضرت بایزید بسطامی کو بیت اللہ کے طواف کے لئے مکہ معظمہ جا رہے تھے فرمایا کہ اگر بیت اللہ کا طواف کرنا ہو تو مکہ معظمہ جاؤ اور اگر خدا کا طواف کرنا ہو تو میرا طواف کرلو“

اگرچہ حوالہ ناتمام و خیانت شدہ ہے۔ ہم اس پر مختصراً عرض کریں گے کہ اہل اللہ کے کلام کو سمجھنا جاہل و مجہول ملاں جوزف کے بس کا روگ نہیں۔ ممکن ہے اُن بزرگ کی مراد یہ ہو

”قرآن مجید میں ہے ونحن اقرب الیہ من حبل الورد یعنی اللہ تعالیٰ شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے طواف چکر لگانے کو کہتے ہیں اس اعتبار سے انہوں نے ایسا کہا ہوگا اور پھر طاں جوزف خود اپنی سیف شیطانی کے صفحہ ۲۶ پر تسلیم کرتا ہے :

”بعینہ اسی طرح وجد و ذوق اور سکر کی حالت میں اگر کوئی شخص چند کلمات کسی کی طرح میں کہہ بیٹھے یا فرط محبت میں ایسے الفاظ نکل جائیں جو کہ ظاہری طور پر شریعت کے خلاف معلوم ہوں تو اول اس کی تاویل کر لی جائے گی اگر تاویل نہ ہو سکے تو پھر قائل کا اعتقاد پوچھا جائے گا اور وہ ظاہر معنی کا معتقد نہیں ہے تو پھر اس پر حکم تکفیر عائد نہ ہوگا“

کیا طاں جوزف نے اپنے اکابر کے اقوال کی تاویل کا ہی ٹھیکہ لیا ہوا ہے وہ حقیقی اولیاء اللہ اور مشائخ کرام کے اقوال کی تاویل نہیں کر سکتا ؛ طاں جوزف نے اپنی اسی کتاب کے ص ۶۳ و ص ۶۴ پر فقیر راقم الحروف کے متعلق لکھا ہے کہ ”وہ علامہ کی عبارات کو کس طرح سمجھ سکتا ہے“ جب اس کا یہ قول ہے کہ ہم دیوبندی ملاؤں کی عبارات نہیں سمجھ سکتے تو پھر یہ خود بتائے کہ کیا وہ خود حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ جیسے باکمال بزرگ اور آپ کے ہم عصر اکابر اولیاء اللہ کے عارفانہ اقوال کو کیسے سمجھ سکتا ہے ؛ اور اس شیخ علیہ الرحمۃ نے تو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کو بیت اللہ کے طواف کے لئے مکہ معظمہ جانے کو فرمایا۔ لیکن دیوبندی مولوی محمود الحسن کہتے ہیں کعبہ شریف سے نارشید گنگوہی کے دامن گنگوہ چلو۔ اپنے مرثیہ میں لکھتے ہیں :

۔ پھر میں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ

جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

بتائیے کعبہ میں کس چیز کی کمی تھی ؛ کیا وہاں عرفانی ذوق و شوق پیدا ہونے کا روحانی سامان نہ تھا ؛ اور پھر دیوبندی تو مولوی رشید احمد گنگوہی جی کو اپنا دینی و ایمانی قبلہ و کعبہ مانتے ہیں محمود الحسن جے ہند کا نعرہ مار کر لکھتا ہے :

ۛ ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی و ایمانی

”مرثیہ گنگوہی“ ص ۱۷۱ از محمود الحسن شیخ دیوبند

یہ ہے دیوبندیوں کے شیخ کی جرأت کہ مسلمانوں کے دینی و ایمانی قبلہ و کعبہ کی جگہ گنگوہی کو اپنا قبلہ و کعبہ بنالیا۔ حالانکہ وہ گنگوہی سختی سے منع بھی کر گیا تھا۔

ملاحظہ ہو:

حضور علیہ السلام کو قبلہ و کعبہ کہنا مکروہ تحریمی و منع ہے۔

سوال :- قبلہ و کعبہ یا قبلہ دارین کعبہ کو نین یا قبلہ دینی و کعبہ دنیوی..... یا مثل ان الفاظ کے القاب و آداب..... کسی کو تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں؟ حرام ہے یا غیر حرام؟ مکروہ تحریمی یا تنزیہی؟

الجواب :- ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور کہنے مکروہ تحریمی (قریبی)

ہیں لقولہ علیہ السلام ”ما نظر دنی الحدیث رواہ البخاری و السلم جب زیادہ مدشان نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے تو کسی دوسرے کے واسطے کس طرح درست ہو سکتے ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم (رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۸)

مقام غور و فکر ہے کہ جو چیز نبی علیہ السلام کے لئے مکروہ و ممنوع تھی وہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے لئے عین ایمان و اسلام کیسے بن گئی بلکہ محمود الحسن نے رشید گنگوہی کو دینی و ایمانی قبلہ و کعبہ قرار دے دیا۔ دیوبندیوں کو چاہیے کہ کعبہ شریف کی بجائے رشید گنگوہی کی قبر کا حج کیا کریں۔

مصنف ”سیف شیطانی“ نے ص ۹ پر پھر دوبارہ ہفت اقطاب کے اشعار

نقل کئے حالانکہ ان کا جواب ہو چکا ایک چیز کے بار بار امداد سے کیا حاصل؟

حضرت حسین بن منصور رافضیؒ | لکھتا ہے ”ایک شخص نے حضرت (حسین بن منصور) کو کہا اے حسین بن منصور تو پیغمبر ہوئے کا دعویٰ

کرتا ہے حضرت حسین نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر میری قدر کم کر دی میں تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں“ ص ۹۸ ”سیف شیطانی“

یہ عبارت بھی نامکمل و نامتام نقل کر کے دھوکہ دیا ہے اور پھر اس کے حوالہ کے طور پر ”فوائد فرید“ یہ کا نام لکھا ہے جو حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ہے جن کو ملاں جوزف برگزیدہ انسان (دلی کامل) مانتا اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے ملاحظہ ہو ص ۵، ص ۶، ص ۷

اس کے علاوہ مذکورہ بالا الفاظ بھی ذو معنی ہیں قائل کو کفر سے بچایا جائے گا اور الفاظ کو غیر کفریہ معنی پر محمول کیا جائے گا حضرت حسین بن منصور نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر میری قدر کم کر دی میں تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یعنی افسوس تو اس لئے کہ نبی کہنے سے آپ کی قدر اس لئے کم ہوئی کہ پیغمبری و نبوت کا دعویٰ کرنے والا مرتد ہو جاتا ہے۔ ایک ولی پر جب یہ الزام لگایا جائے کہ آپ پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہیں تو وہ یہی فرمائے گا میری قدر کم کر دی یعنی معاذ اللہ میں ایسا کہوں تو ولایت ختم اور مرتد ہو جاؤں۔ باقی رہا میں خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں تو مطلب یہ کہ میں خدائی (مخلوق) سے ہوں جیسے کہا جاتا ہے خدا کی خدائی میں کوئی بھی شخص حضور علیہ السلام سے افضل و اعلیٰ و برتر و بالا نہیں خدائی بمعنی مخلوق محمول کیا جائے گا۔ اور اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ لایعنی و بے معنی اعتراض سے کیا حاصل۔؟

اپنے منہ کافر | اسی طرح صفحہ ۹۸ پر ملاں جوزف نے لکھا ہے حضرت حسین نے فرمایا میں حق (خدا) ہوں۔ یہاں ملاں نے حق سے مراد خدا لیا ہے اور لفظ

خدا بطور وضاحت برکیٹ میں اپنی طرف سے بند کیا ہے لیکن اس احمق نے خود صفحہ ۶۷ ”سیف شیطانی“ پر لکھا ہے علماء حق (علماء دیوبند)۔ یہاں ملاں جوزف علماء دیوبند کو علماء حق (خدا) کہہ کر اپنے منہ کافر ہوا۔

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیے
جو کچھ کیا وہ تو نے کیا بے خطا ہوں میں

مٹاں جی نے احمد نافع جامی زندہ فیل کے حوالہ سے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا۔
 ”ہم خدائے ذوالجلال اور پاک ذات میں۔“ فیوضات فریدیہ ترجمہ فوائد فریدیہ ص ۹۔
 ہم خدا کی ذات میں۔ ص ۹ فوائد فریدیہ کا ترجمہ فیوضات فریدیہ۔“

ہم حیران ہیں جن بزرگ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے ان اقوال کو مرتب کیا ان کو تو قوں
 جوزف برگزیدہ انسان ماننا اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے اور ظاہری الفاظ کو بطور اعتراض نقل کر
 رہا ہے۔ مصنف ”سیف شیطانی“ یہ بتائے کہ احمد نافع جامی زندہ فیل یہ کہہ کر کافر ہوئے یا
 نہیں۔؟ مٹاں گول مول بات کیوں کرتا ہے۔؟ مٹاں جی ص ۲۶ پر تو ظاہری طور پر شریعت کے
 خلاف باتوں کی تاویل کا قائل نظر آتا ہے لیکن یہاں خود معترض ہو رہا ہے اور تاویل کی گنجائش
 ختم ہو جاتی ہے۔ کوئی اصول بھی ہے یا نہیں؟

سرسید کے متعلق فتویٰ | اس عنوان کے تحت ص ۹۹ پر بحوالہ انتظام المساجد چٹان
 ۱۳۳۰ جنوری ۱۳۳۰ء نامعلوم کس صاحب کا فتویٰ نقل کیا ہے

اور اس کا کیا مقصد ہے ہم نے تکفیری افسانہ میں اشرف علی صاحب تھانوی اور فور کا شیری
 صاحب کے سرسید کے خلاف فتاویٰ اس لئے نقل کئے تھے کہ دیا بنہ ہم اہل سنت پر
 تکفیر کا الزام عائد کرتے ہیں لیکن حسب مرضی وہ خود بھی تکفیر کا مشغلہ اختیار کرتے ہیں اگر اس
 نے ہمارے اکابر کا فتویٰ ”چٹان“ کے حوالہ سے نقل کیا ہے تو یہ اس کی بے وقوفی ہے۔
 ہم اہل سنت پر تو دیا بنہ تکفیر کا الزام عائد کرتے ہی ہیں لیکن ہم نے تکفیری افسانہ میں سرسید
 پر دیا بنہ کے جو فتاویٰ نقل کئے تھے ان کا مقصد یہ تھا اور ہم نے یہ ثابت کیا تھا کہ دیوبندی
 بھی تکفیر کرتے ہیں اور کفر ارتداد و گمراہی کے فتوے دیتے ہیں۔

حقیقۃ کے متعلق فتویٰ | سیف شیطانی صفحہ ۹۹ پر اس عنوان سے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ
 کے مجموعہ فتاویٰ احکام شریعت کے حوالہ سے لکھا ہے۔

”جس نے حقہ پیا گویا اُس نے کعبہ معظمہ میں اپنی ماں سے زنا کیا“ (انلیظا) احکام شریعت ص ۲۸

مالک امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی اس کتاب میں اس قول کا رد ہے اور اس میں تقلید کا لفظ مطلقاً ہی نہیں ہے۔ یہ اس کا ذاتی تصرف ہے۔ اعلیٰ حضرت نے جس بات کا رد فرمایا ہے وہی الزام آپ کے ذمہ لگایا جا رہا ہے۔ گویا اب دیوبندیوں کو یقین ہو گیا ہے کہ دیوبندیت کا دفاع صرف اور صرف جھوٹ سے ہی ممکن ہے لعنۃ اللہ علیٰ انکاذیین۔ جھوٹے کی پہچان۔ مان نہ مان میں تیرا مہمان

باقی رہا حقہ پینے سے متعلق اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا مفوظ شریف سے حوالہ۔ بتائیے اس پر کیا اعتراض ہے؟ دلائل لائیے۔ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳ پر حقہ پینا مباح لکھا ہے اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب تو دوسروں کو حقہ خود اپنے ہاتھ سے بھر کر پلاتے تھے۔ ملاحظہ ہو: ”سوانح قاسمی“ جلد اول ص ۲۶۸۔

مخدومہ کوئین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا | طاں جوزف نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے متعلق حقائق بخشش حصہ سوم سے منٹا

پر یہ شعر نقل کئے ہیں۔

تنگ و حیت ان کا لباس اور وہ جو بن کا اہزار
مکلی جاتی ہے قبا سب سے کمر تک لیکر یہ پٹا پڑتا ہے جو بن میرے دل کی صورت

کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر

ان اشعار کا سہارا لیکر طاں جوزف نے مختلف علماء اہل سنت خصوصاً اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ، قاتل المرتدین مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب، علامہ ابوالبرکات صاحب و مولانا ابوالحسنات صاحب و مفتی احمد یار صاحب، مولانا محمد عمر صاحب، مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی۔ صاحبزادہ فیض الحسن صاحب مولانا عنایت اللہ صاحب کے اہل خانہ کے متعلق کئی زبان استعمال کی ہے اور لکھتا ہے کہ کیا بریلوی حضرات یہ برداشت کر

ہیں گے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمیں تو یہ بھی برداشت نہیں ہوگا کہ کوئی شخص مولوی محمد قاسم صاحب نالوتوی کی بیوی، رشید احمد گنگوہی صاحب کی والدہ، جناب اشرف علی تھانوی صاحب کی ہمشیرہ، حسین احمد کانگریسی، منظورہ سنبھلی، مرتضیٰ حسن درہنگی چاند پوری، قاری طیب کے گھر کی تمام بہو بیٹیوں کو بازارِ حسن میں بٹھا دے۔ ہم تو اس ذلیل فعل کی مذمت کریں گے چہ جائیکہ کوئی اشرف علی جیسا مردِ دُوسیدہ عائشہ صدیقہ کی شانِ ارفع میں بازاری بکواس کے اس ذلیل الزام کے متعدد جواب ہیں:

اول تو یہ کہ حقائق بخشش حصّہ سوم نہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی اپنی تصنیف ہے نہ آپ کی حیات مبارکہ میں شائع ہوئی نہ آپ کے صاحبزادگان حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب قدس سرہ یا مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خاں صاحب مدظلہ العالی میں سے کسی کے زیرِ اہتمام چھپی نہ یہ اشعار اعلیٰ حضرت کے اشعار نہ اعلیٰ حضرت و شہزادگان و علماء اہل سنت پر اس کی ذمہ داری ہے۔ حقائق بخشش کے صرف دو حصّے ہیں جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی حیات مبارکہ میں شائع ہوئے حصّہ سوم مولانا مفتی قاری محبوب علی خاں صاحب مرحوم خطیب ممبئی نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ۳۲ سال بعد ادھر ادھر سے اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا نعمتیہ کلام اکٹھا کر کے کچھ اس میں دوسرے شعراء کا کلام ملا کر غالباً ۱۳۴۲ھ میں شائع کیا تھا ان کی غلطی یہ ہوئی کہ ایک دہائی پر لیس نابھہ شمیم پریس نا بھہ کے مالکان سے معاملہ کیا۔ انہوں نے کتابت کا معاملہ بھی اپنے ذمہ لیا اور اس شرط پر چھاپنے کا وعدہ کیا ان کی غلطی یہ ہوئی انہوں نے بد مذہبوں پر طباعت و کتابت کے معاملہ میں اعتبار کیا لہذا ان کی غلطی سے یہ اشعار سیدہ صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کی مدح میں سب سے ترتیب شائع ہو گئے۔ حقائق حصّہ سوم کے غیر ذمہ دار و ناقابلِ اعتماد ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ یہ پتہ ہی نہیں کہ کون سی نظم کس کی ہے۔ اکثر مقامات پر لکھا ہے مقطع دستیاب نہ ہوا ملاحظہ ہو ص ۳۱ و ص ۳۲ و ص ۳۵ و ص ۳۶ و ص ۳۷ خود اس نظم کا بھی مقطع نہیں جس سے صاحب کلام کا پتہ نہیں چلتا۔ نیز

”حدائقِ سوم میں پہلی نظم سے نمبر شمار باقاعدہ لکھا جا رہا ہے لیکن ص ۳۶ پر نظم کا نمبر ۱۹ ہے اس کے بعد ص ۳۷ پر جہاں یہ نظم ہے سرخی میں لکھا ہے علیحدہ نہ اس کا نمبر شمار ہے۔ اس سے ثابت ہوا یہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق اشعار نہیں ہیں علیحدہ ہیں پریس والوں نے غیر ذمہ دارانہ طور پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدح کے اشعار کے بعد یہ کتابت کر دی ہے اور چھپ کر شائع ہو گئے حالانکہ وہاں ص ۳۷ پر اس نظم کی سرخی ہے علیحدہ اور اس کا نمبر شمار بھی نہیں اور پھر دیوبندیوں کے تو وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ ”حدائقِ بخشش“ حصہ سوم میں یہ شعر ہیں جب حصہ سوم شائع ہوا خود اہل سنت ہی کے ایک عالم خطیب مشرق مولانا علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی ایڈیٹر ”پاسبان“ الہ آباد بھارت نے مولانا محبوب علی خان صاحب علیہ الرحمۃ کو اس غلطی پر متنبہ کیا اور ان کے خلاف سب سے پہلے مولانا مشتاق احمد نظامی (سنی بریلوی) ہی نے بمبئی کے ایک ہفت روزہ اخبار کی ۹- ذی قعدہ ۱۳۶۴ھ کی اشاعت میں مضمون دیا اور مولانا محبوب علی خان صاحب نے قبول حق کی ایک مثال قائم کرتے ہوئے اپنا غیر مشروط توبہ نامہ شائع فرمادیا اور ماہنامہ ”سنتی“ لکھنؤ کے علاوہ اخبار ”انقلاب“ بمبئی میں بھی یہ توبہ نامہ ۱۰- جولائی ۱۹۵۵ء کو شائع ہوا حالانکہ ان کی غلطی صرف اتنی تھی کہ انہوں نے نابھہ پریس کے دہائیوں پر اعتماد کیا اور کتابت کی تصحیح صحیح طور پر نہ کر سکے۔ بتائیے علی الاعلان توبہ اور اخبارات و رسائل کے ذریعہ توبہ کی اشاعت کے بعد مولانا محبوب علی خان صاحب پر شرعاً کیا الزام ہے؟ تعجب ہے کہ دیابندہ آج تک اس ”حدائقِ حصہ سوم کو اپنے لئے دھوکہ کا ایک ذریعہ بنائے پھرتے ہیں اور دیدہ دلنشیں عوام کو مغالطہ دیتے ہیں۔ ان اشعار کی مفصل بحث ہماری کتاب ”قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی“ میں ملاحظہ ہو۔

دیوبندی دہائی دراصل یہ اشعار اس بات کے جواب میں حقیقت کا منہ چڑھانے کے لئے پیش کرتے ہیں کہ ”ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی کا) ذہن معاً اس

طرف منتقل ہوا کہ کم سن عورت ہاتھ آئے گی الخ ” (رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ۔)

دیوبندیوں نے اس عبارت پر علماء اہل سنت کی مار سے بچنے اور حقیقت کا منہ چڑانے کے لئے ان اشعار کی فرضی گستاخی گھڑ لی۔ اور یہ مصنف کی جہالت ہے کہ اس کو یہ بھی تمیز نہیں کہ شعر کس طرح لکھا جاتا ہے دو شعروں کو پانچ ٹکڑے بنا کر بے ترتیب نقل کر ڈالا ہے اور باوجود کہ صدر الشریعہ بدرالطریقہ مولانا محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ کا حضرت عائشہ صدیقہ پر تہمت لگانے والے پر فتویٰ بھی نقل کر رہا ہے لیکن بے حیائی سے مذکورہ بالا اشعار کے ضمن میں سیدی صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب علیہ الرحمۃ کی والدہ محترمہ کی شان میں بکواس بھی کر رہا ہے مولانا علامہ ابوالحسنات قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے متعلق ”سیف شیطانی“ ص ۱ پر لکھتا ہے۔
 ”مولانا ابوالحسنات تم جیسے رضا خانی نہ تھے“ لیکن پھر بھی مولانا ابوالحسنات علیہ الرحمۃ کی اماں محترمہ کی شان میں بکواس کر رہا ہے سچ ہے

ۛ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

صنا وصنا پر حضرت صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب قدس سرہ کا ایک فتویٰ نقل کیا ہے جس میں سیدہ عائشہ پر تہمت لگانے والے کو کافر و مرتد رافضی جہنمی بتایا گیا اس کے حاشیہ میں بکواس کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ احمد رضا خاں بریلوی بدین رافضی جہنمی تھا (معاذ اللہ) حالانکہ یہ مردود بخوبی جانتا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ کی تنقیص شان کرنے والا بدین رافضی جہنمی اشرف علی تھانوی ہے ملاحظہ ہو ”الامداد“ ماہ صفر ۱۳۳۵ھ اور حقیقت بھی یہ ہے کہ رافضیوں سے دیوبندیوں کے گہرے روحانی و جسمانی رشتے ہیں ملاحظہ ہو:

دیوبندیوں کی لڑکی شیعوں کے نکاح میں | دیوبندی حکیم الامت تھانوی کے پاس ایک استفتاء آیا۔ سوال و جواب دونوں ملاحظہ فرمائیں

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندو سنی (دیوبندی و دہلوی) المذہب

مورت بالغہ کا نکاح زید شیعہ مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہو گیا دریافت طلب یہ امر ہے کہ سُنی و شیعہ کا تفرق مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے عند الشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں ؟

اشرف علی تھانوی کا جواب | ”نکاح منعقد ہو گیا لہذا سب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال“ (امداد الفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۴)

نمبر ۲ شیعوں کے ہاتھ کا ذکر کیا ہوا جانور حلال ہے (امداد الفتاویٰ جلد ۲ ص ۱۳۸)

تعزیر بنانے کی اجازت | مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ ”ایک گاؤں ہے کانپور کے ضلع میں گمنیر پورب میں وہاں کے لوگوں کے متعلق شدھی ہونے کی خبر سُنی تھی میں اُس گاؤں میں ایک مجمع کے ساتھ گیا اور اس باب میں ان لوگوں سے گفتگو کی ان میں سے ایک شخص تھا جو ذرا چودھری سمجھا جاتا تھا میں نے اس کو بلا کر دریافت کیا کہ سنا ہے کہ تم شدھی ہونے کو تیار ہو..... اُس نے کہا میرے ہاں تعزیر بنت ہے (بنتا ہے) ہم ہندو کہہ کو ہونے لگے میں (اشرف علی) نے اس کو تعزیر بنانے کی اجازت دے دی“

..... ”اجمیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ (استاذ تھانوی) نے اہل تعزیر کی نصرت کا فتویٰ دیا تھا“ (الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص ۱۳۸)

شیعوں اور ہندوؤں کی لڑائی اسلام اور کفر کی لڑائی ہے شیعہ صاحبان کی شکست نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی شکست ہے اس لئے اہل تعزیر کی نصرت کرنی چاہیے۔

”الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص ۱۳۹“

نماز جنازہ | ”حضرت (تاسم نانوتوی) نے اُن (شیعوں) کے اصرار پر منظور فرمایا اور جنازہ پڑھنے گئے..... نماز (جنازہ پڑھنے) کے لئے کہا گیا تو آگے بڑھے اور شیعہ کی نماز (جنازہ) شروع کر دی“ (سوانح تاسمی جلد ۲ ص ۱۸۱) اس کے ضمن میں ایک

نام نہاد کرامت گھڑی گئی ہے۔

●..... مشہور شیعہ عالم اور وکیل مظہر علی اظہر انتقال فرما گئے..... نماز جنازہ دیال سنگھ کالج گراؤنڈ میں ۳۰ نومبر ۱۹۷۷ء بروز اتوار ادا کی گئی نماز جنازہ صبح دس بجے حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ (جانشین مولوی احمد علی صاحب لاہوری) نے پڑھائی۔
 ”خدام الدین“ لاہور ۸۔ نومبر ۱۹۷۷ء ص ۳

مولوی رشید احمد گنگوہی | ”صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنے والا سنت جماعت سے خارج نہیں ہوتا“ (فتاویٰ رشیدیہ جلد ۲ ص ۱۴)

بتائیے رافضیوں کے ہم عقیدہ ناری جہنمی معاذ اللہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب ہیں یا اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی، محمد یعقوب نانوتوی، عبید اللہ انور۔؟
 آپ ہی اپنی جفاؤں پہ ذرا غور کریں

ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہو گی

حضرت ابوالحسن خرقانی سے تمسخر | ص ۱۱ پر لکھتا ہے ”خدا کے ساتھ بریلویوں کی کشتی۔“
 ”حضرت ابوالحسن خرقانی نے فرمایا کہ صبح سویرے

اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کشتی کی اور ہمیں پہنچا دیا“

”فیوضات فریدیہ ص ۷۷ ترجمہ فوائد فریدیہ“

بریلویوں کا خدا بریلویوں سے کتنا بڑا ہے اس عنوان کے تحت لکھتا ہے: ”یہ بھی فرمایا

ہے (ابوالحسن خرقانی) نے کہ میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں“

”فیوضات فریدیہ ص ۷۷“

اب اس بے وقوف کو کون بتائے کہ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ بریلوی کیسے ہو گئے؟ وہ غازی اسلام فاتح سومناٹ سلطان محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کے معصرونی کامل اور شیخ وقت عارف باللہ ہیں۔ ملاں جوزف اپنے پاگل پن میں ان کو بریلوی کہہ رہا ہے

ملاحظہ ہو ”نوائے وقت“ لاہور ۵۔ فروری ۱۹۶۹ء صفحہ اول ملی ایڈیشن ”سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ“ نے سومات پر جو آخری ۱۷واں حملہ کیا تو حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے خرقہ مبارک کے وسیلہ سے دعا کی: ”سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ سے بقول دیوبندی کتابچہ ”دھماکہ“ دو سو سال پہلے ہے ”(دھماکہ ص ۱۷) اور بقول مولوی سرفراز گلکھڑوی دیوبندی ”حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ المتوفی ۷۵۰ھ“ گویا حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کا زمانہ بقول دیوبندی مصنفین ۷۵۰ھ ہے گویا آج سے نو سو سال پہلے کے حوالہ جات و عقائد بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے حصہ میں آگئے اور اس کی ذمہ داری بھی بریلویوں پر ہے و حقیقت یہ مردود بریلویوں پر الزام تراشی کے پردے میں حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ جیسے اکابر اسلام کی شان میں زبان درازی کر رہا ہے۔ حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ اور سلطان محمود غزنوی دلیوبندیوں کو اس لئے دشمنی اور سخت ناگوازی ہے کہ جن ہندوؤں کے حسین احمد مدنی ”عطاء اللہ بخاری“ کفایت اللہ دہلوی، ابوالکلام آزاد وغیرہ دیوبندی ملاں ایجنٹ تھے اور جن کے مال پر اہل دیوبند پلتے تھے ان ہندوؤں کے مرکز سومات کے مندر پر محمود غزنوی نے حملہ کیوں کیا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کے خرقہ مبارک کے وسیلہ سے دعا کیوں بقول ہوئی ”سومات پر مسلمانوں کا قبضہ کیوں ہوا۔ و حقیقت مولوی جوزف اپنے ہندو آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے حضرت ابوالحسن خرقانی کے خلاف زبان درازی بہتان طرازی کر رہا ہے ورنہ اس جیسے جاہل مطلق کے بس کی بات نہیں کہ یہ عارف باللہ حضرت ابوالحسن خرقانی قدس سرہ العزیز کے عارفانہ کلام کو سمجھ سکے سمجھنا تو درکنار اس بد باطن نے تو دیدہ دانستہ مغالطہ دینے کے لئے عبارات بھی جوڑ توڑ کر کے نقل کی ہیں اور پھر حوالہ دی فیوضات فریدیہ ترجمہ فوائد فریدیہ کہ جس کے مصنف کو یہ برگزیدہ انسان اور رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر دلی کامل تسلیم کرتا ہے۔

میں قاتل جوزف اور اس کے پاکستانی غلام خانی اکابر سے پوچھتا ہوں وہ صاف صاف بتائیں کہ ان کے نزدیک حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ اپنے ایسے عقائد جو ”سیف شیطانی“ میں مذکور ہیں کے باعث مسلمان ہیں یا نہیں؟

اگر فاتح سومنات سلطان اسلام محمود غزنوی علیہ الرحمۃ کے مجاہد و مادی حضرت عارف باللہ ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمۃ بھی مسلمان نہیں تو پھر کیا مسلمان کی ٹھیکیداری کا ٹکڑی کٹھ پتلی حسین احمد صدر دیوبند کے پاس ہے؟ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

دو خدا کا تصور | کہتے ہیں۔ خدا جب دین لیتا ہے چاقوت آہی جاتی ہے۔ یہی حال نیکی مناظر اسلام مصنف ”سیف شیطانی“ کا ہے۔ ص ۱۲ پر لکھتا ہے۔

”بریلویوں کا خدا مشرک ہے“ العیاذ باللہ

حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی تصنیف ”فیوضات فریدیہ“ کی ایک عبارت کو خیانت کے خنجر سے ذبح کرتے ہوئے اصل مفہوم کو مسخ کر کے لکھتا ہے کہ حقیقی موجد اور حقیقی مشرک خدا جل شانہ ہے مصنف ”سیف شیطانی“ نے اپنے اس بیان سے شرک کہہ دیوبند کے چہرہ پر سے نقاب کشائی کرتے ہوئے اہل دیوبند کے دو خداؤں کے تصور کو بے نقاب کر دیا کیونکہ اہل دیوبند کے اس جاہل مطلق وکیل نے ص ۱۲ کی سرخی میں خود لکھا ہے ”بریلویوں کا خدا مشرک ہے“ گویا اہل دیوبند کے نزدیک خدا بھی دو بلکہ متعدد ہو سکتے ہیں بریلویوں کا خدا جدا ہے اہل دیوبند کا جدا ہے۔ مرزائیوں کا جدا ہے شیعوں کا جدا ہے۔ دو خداؤں کا تصور پیش کر کے مصنف ”سیف شیطانی“ خود مشرک ہوا۔ کیونکہ بریلوی تو کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ ان کا خدا جدا ہے اور اہل دیوبند کا جدا ہے۔ اور پھر العیاذ باللہ کا کیا مطلب؟ جب (معاذ اللہ) مصنف ”سیف شیطانی“ کے نزدیک بریلویوں کا خدا ہے ہی جدا تو پھر اس کے مشرک ہونے پر اسے کیا غم؟ بریلویوں کے خدا کو مشرک کہتے وقت العیاذ باللہ لکھنا اس بات پر دلالت کرتا ہے یہ خوب اپنے بقول اسی مشرک خدا کو ماننے والا ہے۔ مشرک خدا کو خدا مان کر ملاں جی

خود بھی رجسٹرڈ مشرک ثابت ہوئے۔

ابھاسے پاؤں نجدی کا زلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں مسیاد آ گیا

اور پھر خواجہ غلام فرید صاحب علیہ الرحمۃ کو یہ بد بخت خود بھی ”رحمۃ اللہ علیہ“ اور برگزیدہ انسان مان کر ولی کامل تسلیم کر چکا ہے اگر خدا نخواستہ فی الواقعہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے ایسا ہی لکھا ہے جیسا کہ جاہل مصنف نے سمجھا تو پھر اپنے بقول مشرک خدا کے بندے کو ولی کامل مان کر رحمۃ اللہ علیہ لکھ کر پھر دوبارہ اپنے ہی فتویٰ سے ڈبل مشرک ہوا۔

حضرت فضیل ابن عیاض اور امام جعفر صادق پر افتراء | ص ۱۲ پر ہی خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی فیوضات فریدیہ

کے حوالہ سے لکھا ہے :

(۱) حضرت فضیل ابن عیاض نے فرمایا۔ میں عرش و کرسی لوح اور قلم ہوں۔ میں جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل ہوں میں ہی موسیٰ و عیسیٰ اور محمد ہوں۔

(۲) امام جعفر صادق نے فرمایا ہے۔ میں قرآن مجید کو جتنا بار پڑھتا ہوں کہ قرآن کو اپنا ہی کلام سمجھتا ہوں۔

بتائیے ان دونوں بزرگوں میں سے کون سا فاضل بریل ہے یا کون سا فاضل بریلوی کے حلقہ بیعت میں شامل ہے؟ ایک ہزار سال سے بھی زائد پہلے کے بزرگوں کے اقوال کو بریلویوں کے ذمہ لگایا جا رہا ہے۔ ہم بقلم خود مناظر اسلام سے پوچھتے ہیں اگر فی الواقعہ حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت امام جعفر صادق کے ایسے عقائد ہیں جیسا کہ تم نے نقل کیا تو بتائیے ایسا لکھنے والوں کے متعلق صاف و صریح حکم شرعی کیسے آیا وہ مسلمان ہیں یا کافر و مرتد و مشرک ہیں؟ طاں جی کی حالت عجیب ہے۔

۸۔ صاف پھپھتے بھی نہیں سلنے آتے بھی نہیں

لاں بقلم خود مناظر اسلام پر لازم ہے کہ اپنے استاد خانہ ساز شیخ القرآن سے فوراً مشورہ کر کے امام جعفر صادق اور حضرت فضیل بن عیاض پر فتویٰ شرعی واضح کرے اور پھر بتائے کہ جن بزرگ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کی کتاب ”فیوضات فریدیہ“ میں یہ بات ہے وہ مسلمان ہیں یا نہیں مگر نہیں ہیں تو صاف لکھیں اور اگر یہ اور فضیل بن عیاض اور امام جعفر صادق قدس دست اسرار ہم مسلمان ہیں تو اس چرب زبانی سے کیا حاصل ؟

سے الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بدادانہ دے

قارئین کرام! غور فرمادیں کہ اہل دیوبند کا یہ فاضل جاہلیات خدام بارگاہ بریلی اور فاضل بریلوی مولانا الامام احمد رضا قدس سرہ کے پردہ میں کہاں کہاں تک ہاتھ صاف کر رہا ہے اور کتنے جلیل القدر بزرگوں پر زبان درازی و افتراء پر دازی کی مشق کر رہا ہے۔ اور یہودیوں کی طرح صریح مجرمانہ خیانتوں میں شرم و حیا غیرت محسوس نہیں کرتا۔ اگر کوئی سنی مسلمان نالوثوی، گنگوہی، تھانوی وغیرہ کی گستاخانہ کفریہ عبارات نقل کرے تو اہل دیوبند کی چیخیں نکل جاتی ہیں لیکن وہ خود حضرت فضیل بن عیاض اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر و عظیم المرتبت اکابر اسلام کے ذمہ گستاخانہ کفریہ عقائد لگا رہا ہے اور مسلمانوں کے قلوب پر نمک پاشی کر رہا ہے۔

علامہ امام شعرانی اور سیدی علی خواص کا رد مصنف ”سیف شیطانی“ نے اکابر اسلام مقتدر ائمہ دین و اہل اللہ کے خلاف

علم بغاوت اٹھایا ہوا ہے ص ۱۲۳ پر سُرخ لگائی ہے۔ ”بریلویوں کے ولی کی پہچان“ ہمارے نزدیک کوئی شخص مروت کامل نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو جو یوم النہد برکیم سے لے کر حقت دوزخ میں پہنچنے تک ہیں یعنی ہر مرید کے انقلابات نفسی اور انقلابات صلبی ازل سے ابد تک نہ جانتا ہو۔ (نجم الرحمن ص ۱۲۳ و ص ۱۲۴)

حالانکہ یہ بات مولانا علامہ غلام محمود صاحب پپلائی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ امام شعرانی کے حوالہ سے نقل کی ہے پوری عبارت یوں ہے ”حضرت علامہ امام شعرانی کبریت احمر“ ص ۱۴۵ پر فرماتے ہیں حضرت سیدی علی خواص کو میں نے سنا تھا۔ انہوں نے فرمایا: ہمارے نزدیک کوئی شخص مرد کامل نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مرید کی تمام حرکات کو نہ جانتا ہو الخ نجم الرحمن ص ۱۰۳ و ص ۱۰۴

کوئی اس بے وقوف کو بتائے کہ علامہ امام شعرانی اور سیدی علی خواص بریلوی کب ہوئے وہ فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے سینکڑوں سال پہلے ہوئے ہیں۔ یہ واقعہ علامہ شعرانی علیہ الرحمۃ کی کتاب کبریت احمر ص ۱۴۵ پر موجود اور سیدی علی خواص علیہ الرحمۃ سے منقول ہے علامہ شعرانی وہ ہیں جن کو دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے ”جمال الاولیاء“ میں جگہ جگہ امام شعرانی امام شعرانی کہہ کر ذکر کیا ہے۔ اور ان کو امام تسلیم کیا ہے ملاحظہ ہو ص ۵۔ مگر بقلم خود مناظر اسلام محل سے اتنا پیدل ہے کہ وہ بریلویت اور فاضل بریلوی کے بغض و عناد سے مجبور ہو کر علامہ امام شعرانی اور سیدی علی خواص تک پر ہاتھ صاف کر رہا ہے اور حیار محسوس نہیں کرتا۔

گندہ ذہنی | قلاں مناظر اسلام بننے کے جنون میں مبتلا ہو کر ص ۱۰۳ پر ہی بعنوان ”عارف کی پہچان“ رقمطراز ہے: ”ان کے نزدیک یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔“ (نجم الرحمن ص ۱۰۴)۔

حالانکہ علامہ اجل مولانا حافظ غلام محمود صاحب قدس سرہ نے یہ الفاظ اپنے زمانہ کے خردماغ و ہابیدیا بندہ کے نقل کئے ہیں۔ وہ علامہ شعرانی سے سید علی خواص کا قول نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”یعنی یہ عبارت ہے جس پر دیدار سنگھی (دیوبندی دہابی) مینڈک نے ٹرا ٹرا کر آسمان سر پڑھا لیا ہے ابھی یہ لوگ وام مارگی میں اور عارف کی پہچان ان (سینوں) کے نزدیک یہ ہے کہ وہ عورتوں کے اندام مخصوصہ کو ہر وقت زیر نظر رکھتا ہو۔ لا حول ولا قوۃ جہالت اور ضد سخت سخت مہلک بیماریاں ہیں اللہ تعالیٰ ان کے شر سے بچائے“ (نجم الرحمن ص ۱۰۴)

انصاف پسند قارئین کرام غور فرمائیں خیانت اور بے ایمانی ملاں نام نہاد یوسف رحمانی اور اس کے اکابر کا جدی پیشہ ہے یا نہیں؟ جو بات علامہ غلام محمود علیہ الرحمۃ نے نہیں فرمائی وہ ان کے ذمہ لگائی جا رہی ہے۔ علامہ شعرانی کی جس عبارت سے دہلی بیہ نے جاہلانہ خرافات و گندہ ذہنی کا مظاہرہ کیا تھا مولانا غلام محمود صاحب ان کی اس گندہ ذہنی خود ماعنی کا جواب دے رہے ہیں لیکن یہ جاہل مطلق اور کورے باطن کا اندھا دہی بات علامہ غلام محمود صاحب کے ذمہ لگا کر اس کو بریلویوں کے ”عارف کی پہچان کا عنوان دے کر اپنے جاہل و غائبن ہونے کا مظاہرہ کر رہا ہے۔ ہم حیران ہیں جو جاہل اعظم کتاب پڑھتے وقت یہ تک نہ سمجھ سکتا ہو کہ کتاب کا کون سا لفظ مصنف کا اپنا ہے کون سا حوالہ ہے اور کون سا لفظ معترض کا کون سا موبد کا ہے۔ اس کے سر پر مصنف اور مناظر بننے کا بھوت سوار ہے۔ شاید غلام خاں کے اس ”جید عالم“ نے یہ سمجھا ہو گا کہ وہ دیوبندی جاہل قوم کے سامنے تقریر کر رہا ہے تقریر ہوا میں اڑ جائے گی کون گرفت کرے گا لیکن اس کو اور اس کے استاد بد نہاد کو یہ علم نہیں کہ یہ تحریر ہے یہ قیامت تک اہل دیوبند کی جہالت و حماقت کا ثبوت فراہم کرتی رہے گی۔ بلاشبہ ”سیف رحمانی“ دیوبندی جہالت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ تعجب ہے کیا ملاں جوزف جہالت کے اسی زعم میں علماء عرب و عجم کے ممدوح اہل سنت کے امام و سر تاج اس صدی کے مجدد برحق پچاس مختلف علوم و فنون میں ایک ہزار سے زائد کتب کے مصنف اعظم حضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے مقابل خم ٹھونک کر کھڑا ہے؟ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن کیا ملاں جوزف اور اس کے استاد بد نہاد اللہ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ امْتِی وَمَا تَقْضِی الْاَرْحَامُ الْاَخ۔ واللہ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَام۔ و تَقْلِبْثِ فِی السَّاجِدِیْنَ وَغَیْرَ آیَاتِ کریمہ کا بھی یہی مفہوم دے کر کہیں گے کہ بریلویوں کا خدا وہ ہے عورتوں کے اندام مخصوصہ و مادہ کے رحم پیٹ میں بچوں کے بڑھنے وغیرہ کا علم رکھتا ہے۔ بیسج ہے۔

ۛ۔ مشادی دین کے ہمراہ عزت شرم و غیرت کی

کیا آفتاب کی روشنی بول و براز پر پڑنے سے نجس ہو جائے گی۔ کہیں تو عقل و شعور کا دامن تھامیے سطحی باتوں فرسودہ اعتراضات سے جاہل دیوبندی قوم کا ہی جی بہلایا جاسکتا ہے مگر اہل علم دنیا سے ناپید نہیں ہو گئے ہیں۔ کاش کہ ملاں جی سنی مسلک پر زبان طعن دراز کرنے سے قبل اپنے قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی کی شیخ کے حاضر و موجود ہونے سے متعلق امداد السلوک کا مطالعہ کرتا جس کا حوالہ گذشتہ اوراق پر نقل ہو چکا ہے۔

مصنف کی دیدہ دلیری کے ساتھ مسلسل حقائق پر حیرت ہوتی ہے کہ یہ شخص خیانت کے فن میں کمال و عروج کو پہنچا ہے اور نہایت ڈھیٹ واقع ہوا ہے اسی صفحہ پر لکھتا ہے:

یعقوب فرماتے ہیں کہ وہ مرد ہر اس حمل کی حالت پر مطلع فر ہوتا ہے جو ابھی تک ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے (یعنی) کہ کسی عورت کو حمل قرار نہیں پاتا مگر وہ اُسے جانتا اور دیکھتا ہے ”نجم الرحمن“ ص ۱۱۶۔

حالانکہ یہ بات بھی علامہ وقت مولانا غلام محمود صاحب علیہ الرحمۃ نے حضرت عارف باللہ یعقوب خادم حضرت سیدی سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل فرمائی ہے جس کو علامہ فاروقی نے اپنی کتاب التوحید میں نقل کیا جس کی تفصیل علامہ امام شعرانی علیہ الرحمۃ نے ”طائف“ ص ۲۹۲ جلد ۱ میں بیان فرمائی۔ مگر اعتراض ہے مذہب اہل سنت پر کبواس بازی ہو رہی ہے امام اہل سنت فاضل بریلوی قدس سرہ کے خلاف یہ کہاں کا انصاف ہے؟

دیوبندی حکیم الامت کا چورن | ہم سمجھتے ہیں کہ دیوبندیت و بابیت کے نوزائیدہ مبلغ و مناظر کے جو اندام مخصوصہ کا مرض ہے وہ قرآن و احادیث

کے دلائل سے رفع نہیں ہوگا۔ اس کے رحم کی خرابی اور درد تو دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب کے چورن سے ختم ہوگا۔ ویسے بھی ملاں جوزف کو چورن بہت پسند ہے تو لیجئے تھانوی کا چورن حاضر ہے؛

”میں (اشرف علی تھانوی) ایک مجذوب کی دُعا سے پیدا ہوا ہوں جن کا نام حافظ غلام تھانی

ہے۔ اُن سے کہا گیا تھا کہ اس لڑکی میری (اشرف علی کی) والدہ کے اولاد زندہ نہیں رہتی تو مجذوب صاحب نے) فرمایا عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے اب جو اولاد ہو علی کے سپرد کر دینا۔ اس کو کوئی نہیں سمجھا میری والدہ سمجھ گئیں اور کہنے لگیں باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں اب جو اولاد ہو ماں کے خاندان پر نام رکھو یعنی اس میں لفظ علی ہو۔ وہ (مجذوب) خوش ہوئے اور فرمایا یہ لڑکی (اشرف علی کی والدہ) بڑی ذہین ہے یہی مطلب ہے۔ نانی صاحبہ نے فرمایا تو آپ ہی نام رکھ دیجئے فرمایا دولڑکے ہوں گے ایک کا نام اشرف علی خاں رکھنا اور ایک کا اکبر علی خاں۔ عرض کیا گیا کیا یہ ٹھکان ہیں فرمایا ہاں ہاں ایک کا اشرف علی اور ایک کا اکبر علی رکھنا ایک ہمارا ہو گا وہ حافظ اور مولوی ہو گا اور ایک دنیا دار ہو گا پھر ہم دو بھائی ہوئے۔

”اناضات یومیہ حصہ پنجم ص ۲۱“

نام نہاد مناظر اسلام کو چاہئے کہ ہمیں بتائے کہ کیا مجذوب صاحب جناب تھانوی صاحب کی والدہ محترمہ کے اندام مخصوصہ اور رحم کی حالت و کیفیت پر ہر وقت نظر رکھتے تھے آخر اُن کو کیسے پتہ چل گیا کہ تھانوی صاحب کی والدہ محترمہ کے بچے عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتے ہیں اور یہ کہ مجذوب نے کس طرح بتا دیا کہ اب اُن کے دولڑکے ہوں گے؟ تھانوی صاحب کی والدہ محترمہ کے رحم و اندام مخصوصہ پر اُن کی نظر تھی یا نہیں؟ — کہیے جناب حکیم الامت کے چورن سے آپ کی بدبھنی دور ہوئی یا نہیں؟

بانی مدرسہ دیوبند کا چورن | اندام مخصوصہ کا مرض ایسا ہوتا ہے کہ ملتے ہی ملتا ہے اور بیماری کوئی بھی ہو حکما و اطبا اس پر شفق ہیں کہ آتی ہے

گھوڑے کی چال اور جاتی ہے کیٹری (جیونٹی) کی چال۔ امید غالب تو یہ ہے کہ تھانوی جی کا چورن ملاں جوزف کے لئے شافی و کافی ہو گا کیونکہ وہ حکیم ہی نہیں بلکہ حکیم الامتہ دیوبندیہ ہیں اور اگر نہیں جوزف کو اندام مخصوصہ کے دردناک مرض کی شدت جان لیوا ہی ہے تو ہم اس کو بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے شفاخانہ لئے چلتے ہیں وہ ان کے سب سے

بڑے سول سرجن ہیں:

”مولانا (قاسم) نانوتوی فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی کے ایک مُرید تھے جن کا نام عبداللہ خاں تھا اور قوم کے راجپوت تھے۔ اور یہ حضرت کے خاص مُریدوں میں سے تھے ان کی حالت یہ تھی اگر کسی گھر میں حل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرما دیا کرتے تھے ”تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا“ اور جو آپ بتلا دیتے تھے وہی ہوتا ہے ”داراع ثلاثہ“ اب جوزف جی ہی اس عقدہ کو حل کریں اور اس پھندے سے نکلیں۔ ہمیں بتائیں کہ تمہارے ولایتی پیر کے خالص دیسی مُرید صاحب کو عورتوں کے اندام مخصوصہ اور حمل کی خبر تھی یا نہیں؟ ہر حمل والی عورت کے پیٹ کے اندر لڑکا ہے یا لڑکی اس چیز پر ان کی نظر تھی یا نہیں؟ بریلوی ولی اور عارف کی پہچان بتانے سے پہلے گھر کے پیروں اور بزرگوں کی خبر لیں۔

یوں نظر دوڑے نہ بر چھی تان کر

اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

قارئین کرام! غور فرمادیں کہ دیوبندیوں کے پیر بھی ولایتی ہوتے ہیں۔ کیوں نہ ہوں ان کا مرکز جو ولایت ہے اور ان کی سرکار بٹیش اور بزبان خود یہ ان کے فرمانبردار اور وہ ان کی رحمہل گورنمنٹ تفصیل کے لئے ”تذکرۃ الرشید“ ملاحظہ ہو۔

سیدی عبدالوہاب سیدی احمد کبیر بدوی کی شان میں دریدہ دہنی ”سیف شیطانی“ ص ۱۰۳ پر لکھنا

ہے۔ ”بریلوی پیروں کے کوششے۔“ حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے جاتے تھے۔ ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا ”النظر الادلیٰ لک والثایۃ علیک پہلی نظر تیرے لیے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا۔“ خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ کنیز آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر

حاضر ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”عبدالوہاب وہ کنیز تمہیں پسند ہے؟“ عرض کی ہاں۔ اپنے شیخ سے کچھ چھپانا نہ چاہیے۔ ارشاد فرمایا ”اچھا وہ کنیز ہم نے تم کو ہبہ کی۔“ اب آپ سکونت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں معاوہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی خادم کو ارشاد ہوا انہوں نے آپ کی نذر کر دی۔ ارشاد فرمایا ”عبدالوہاب اب دیر کا ہے کی اسے فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔“ (ملفوظ ص ۳۸)

جواباً عرض ہے کہ بلاشبہ سیدی عبدالوہاب شعرانی اور سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ

ہم اہل سنت کے پیرو ہیں۔ اس دیوبندی مناظر اسلام نے اپنے زعم باطل میں علی الاعلان ان اولیاء کا ملین کے خلاف نفرت انگیز و توہین آمیز مہم شروع کی ہے آتش غیظ و غضب میں اس عنید مصنف نے اپنی خرافات کا دائرہ سیدی اعظم حضرت قدس سرہ العزیزہ تک ہی محدود نہ رکھا بلکہ اکابر اولیاء کرام تک ہاتھ صاف کئے ہیں یہ اعتراض بریڈ فورڈ برطانیہ سے شائع ہونے والی ”دھماکہ نامی دیوبندی کتاب میں بھی کیا گیا تھا اور ہم نے بفضلہ تعالیٰ تہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی“ ص ۶۸ و ۶۹ پر اس کا مدلل و مسکت جواب دیا ہے تفصیل وہاں ملاحظہ ہو مختصراً عرض ہے کہ نام نہاد دیوبندی مناظر کا یہ اعتراض شرعی و فقہی مسائل سے ناواقفیت اور اپنے اکابر سے ورثہ میں ملی ہوئی جہالت کا باعث ہے۔ قابل غور یہ امر ہے کہ کنیز یعنی شرعی باندی ہبہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟ حدیث شریف صحیح بخاری شریف میں موجود ہے کہ حضرت ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہتی ہیں میں نے ایک کنیز آزاد کی تھی جب حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور کو اس کی اطلاع دی فرمایا اگر تم نے اپنے ماموں کو ہبہ کی ہوتی تو زیادہ ثواب ملتا۔ اسی طرح ہدایہ ”اور در مختار میں ہے ”کنیز کو ہبہ کیا اور اس کے حمل کا استنشا کیا یا شرط کی کہ تم اس کو واپس کر دینا یا آزاد کر دینا یا ہدیہ کر دینا یا ام ولد بنانا یا مکان ہبہ کیا اور یہ شرط کی کہ اس میں سے کچھ جزو معین مثلاً کمرہ یا غیر معین مثلاً اس کی تہائی چوتھائی واپس کر دینا یا ہبہ میں یہ شرط کی کہ اس

کے عوض میں کوئی شے (غیر معین) مجھے دے دینا ان سب صورتوں میں مہبہ صحیح ہوگا (ہدایہ و درمختار)
 جب حدیث و فقہ کی رو سے کنیز کا مہبہ ثابت ہے تو پھر واقعہ مذکورہ پر کیا اعتراض آیا تو
 دیوبندی ملاں بہر صورت اعتراض کرنے کے غبطہ کو توڑے پھنک کر احادیث و فقہ کی روشنی میں
 کنیز باندی شرعی کا مہبہ ناجائز ثابت کرے یا پھر بکواس بازی سے باز رہے اور پھر بحوالہ
 کتب احادیث و فقہ یہ بھی ثابت کرے باندی شرعی یعنی کنیز بصورت ملک بغیر نکاح حلال
 نہیں۔ اگر ایسا نہیں تو پھر تاجر کے مزار اقدس سیدی احمد کبیر بدوی کو کنیز نذر کرنے سیدی احمد
 کبیر علیہ الرحمۃ کے امام سیدی عبدالوہاب شعرانی کو مہبہ کرنے اور ان کے حجرہ میں لے جا کر حاجت پوری
 کرنے پر کیا اعتراض اور اس کی دلیل شرعی اور ممانعت فقہی کیسے ہے؟

اور پھر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ یہ واقعہ کسی بریلوی یا فاضل بریلوی کا نہیں بلکہ سرکار
 اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے کئی سو سال پہلے کے بزرگوں کا ہے جن میں سے ایک کو
 مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنی ”جمال الاولیاء“ ص ۵ و ص ۱۶ پر امام شعرانی امام شعرانی
 لکھ کر ان کو ائمہ دین میں شامل کیا ہے۔ اور دوسرے بزرگ سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ ان
 امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے پیرومرشد ہیں جن کے متعلق تھانوی صاحب اپنی ”جمال الاولیاء“ ص ۲۸
 پر لکھتے ہیں :

”امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ میں نے بچپن خود دیکھا۔ غرضی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
 ان کو حضرت احمد بدوی سے بہت زیادہ عقیدت تھی..... یہ بارہا ان سے گفتگو کرتے وہ
 (سیدی احمد کبیر بدوی) قبر کے اندر سے جواب دیا کرتے تھے۔ شعرادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں
 کہ میں نے خود سنا کہ یہ حضرت احمد (کبیر) سے باتیں کیا کرتے تھے وہ قبر کے اندر سے جواب
 دے رہے تھے۔“

الغرض ہر دو حضرات جلیل القدر اور اکابر دیوبند کے مسلمہ ولی کامل ہیں۔ اس واقعہ کو بریلوی
 پیروں کے کرسٹے قرار دینا انصاف و دیانت سے کہاں تک ہم آہنگ ہے اس کا فیصلہ

قارئین کرام پر چھوڑا جاتا ہے۔ البتہ ہم بقلم خود مناظر اسلام اور اس کے استاذ خانہ ساز شیخ القرآن سے آنا ضرور پوچھیں گے کہ وہ یہ بتائیں کہ سیدی احمد کبیر بدوی علیہ الرحمۃ اور سیدی امام عبدالوہاب شمرانی علیہ الرحمۃ اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں یا نہیں؟ متذکرہ بالا واقعہ کے بعد ان کے متعلق صاف و صریح حکم شرعی کیا ہے؟ اور ایسے حضرات کو ولی کامل مان کر ان کو رحمۃ اللہ علیہ لکھنے اور ان کی کرامات بیان کرنے والے تھانوی جی صاحب پر کیا فتویٰ ہے؟ مولوی جوزف کی استعداد و قابلیت کا عالم تو یہ ہے کہ اس کو یہ تک خبر نہیں کہ آپ کا نام سیدی احمد کبیر بدوی ہے یا احمد بدوی کبیر ہے کیونکہ تلفوظ میں ص ۳۷ و ص ۳۸ پر سیدی احمد کبیر بدوی ہونے کے باوجود اس نے احمد بدوی کبیر لکھا ہے جو اس کی جہالت و نادانیت پر دلالت کرتا ہے۔ اسی طرح اس کو یہ بھی علم نہیں کہ محولہ بالا عبارت میں لفظ سکوت ہے یا سکونت ہے ملاں جی سکوت کی جگہ سکونت لکھ رہے ہیں کیوں نہ ہو دماغ میں جو دیوبند ہے وہ کچھ نہیں سوچنے دیتا۔

غوثِ زمان سیدی عبدالعزیز دباغ پرنہ بان طعن | دیوبندیوں کے شیخ القرآن کے
اس "جید عالم" کی گستاخانہ شوخیاں

اس حد تک بڑھی ہوئی ہیں کہ غوثِ زمان سیدی حضرت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان کی جاہلانہ خرافات کی زد سے نہ بچ سکے۔ کیوں نہ ہو دہابیت کی بنیاد ہی قرآن و احادیث کی تکذیب اور انبیاء اولیاء کی توہین پر ہے خانہ ساز شیخ القرآن کے اس "جید عالم" نے اپنی "سیفِ شیطانی" ص ۱۴ پر بعنوان "بریلوی پیر اپنے مرید کے پاس ہوتا ہے" لکھا ہے۔ حافظ الحدیث سیدی احمد سہلانی کہیں تشریف لے جاتے تھے کہ راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑ گئی یہ نظر اول تھی بلا قصد تھی دوبارہ پھر آپ کی نظر اٹھ گئی اب دیکھا کہ پہلو میں سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں او فرماتے ہیں "احمد عالم ہو کر؟" انہیں سیدی احمد سہلانی کے دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبدالعزیز دباغ

رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ”رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہمبستری کی یہ نہیں چاہیے“ عرض کیا ”حضور وہ اس وقت سوتی تھی“ فرمایا ”سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی“ عرض کیا ”حضور کو کس طرح علم ہوا“ فرمایا ”جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پنگ بھی تھا“ عرض کیا ”ہاں ایک پنگ خالی تھا“ فرمایا ”اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں رہا ساتھ ہے۔“ (لفوظ ص ۴۹ و ص ۵۰ ج ۲ مطبوعہ پیشنگ کمپنی کراچی)

انصاف پسند قارئین کرام اور منصف مزاج اہل علم اول تو اس بات پر غور فرمادیں۔ کہ ”سیف شیطانی“ کا جاہل مصنف کبھی توسیدی احمد بھلماسی لکھتا ہے اور کبھی سبھماسی لکھتا ہے بھلا جو جاہل مطلق کسی بزرگ کا نام بھی صحیح نہ لکھ سکے وہ اُن کی کتاب سے حوالہ کس طرح صحیح نقل کر سکتا ہے اور مسئلہ کی نوعیت کس طرح سمجھ سکتا ہے۔ حالانکہ سیدی احمد نہ بھلماسی ہیں نہ سبھماسی ہیں بلکہ آپ کا نام گرامی سیدی احمد بھلماسی ہے اور پھر حوالہ میں مدینہ پیشنگ کمپنی کا محض پیشنگ کمپنی بنا دیا گویا دانستہ یا پیشہ ورانہ مہارت کے تحت غیر دانستہ طور پر خیانت اور چوری ہو رہی جاتی ہے اب اصل واقعہ کی طرف آئیے۔ سیدی اعلم حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ ”الابرینہ ص ۲۱“ سے نقل فرمایا ہے اور ”الابرینہ شریف“ میں موجود ہے۔ ”الابرینہ فی مناقب سیدی عبدالعزیز علامہ احمد ابن مبارک کی مبارک تصنیف ہے جو انہوں نے غوث زمان سیدی حضرت عبدالعزیز دباغ قدس سرہ کے مناقب فضائل میں لکھی ہے ”الابرینہ شریف“ وہ معتبر و مستند کتاب جس کے متعلق دلیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں ”الابرینہ فی مناقب عبدالعزیز الدباغ مولفہ ابن مبارک فاسی جس کی تالیف ۱۲۹ھ میں شروع ہوئی تھی..... یہ چالیس سے کچھ زائد کتابیں ہیں جس کی نقل بھروسہ کی نقل ہے۔ پھر ان کے مؤلفین بھی ایسے ایسے اکابر اولیاء اور بڑے بڑے علماء ہیں کہ آفاق عالم میں اُن کے مقبول ہونے پر اتفاق ہو چکا ہے“ (جمال الاولیاء ص ۱۷۸) اور دلیوبندیوں کے مشہور مفتی جمیل احمد تھانوی ”الابرینہ شریف“ کے متعلق ایک سوال کا

جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

الجواب :- یہ مصنف بڑے اولیاء کرام میں سے ہیں ان کی کتاب ”الابرار“ معتبر ہے گو میں نے خود نہیں دیکھی مگر مصنف کی جلیل القدر شخصیت سے اس کو صحیح ماننا پڑ رہا ہے۔
مہر جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور۔

(دستخط) جمیل احمد تھانوی، شعبان ۱۴۰۵ھ

اب بے چارہ جاہل مصنف مناظر اسلام بننے کا شوق تو رکھتا ہے مگر نہ کتابیں پڑھتا ہے نہ کتابوں کے نام سے واقفیت ہے نہ پڑھنے کی یقینت اور نہ علم و استعداد ہے ورنہ قدم قدم پر ٹھوکریں نہ کھانی پڑتیں۔ بقلم خود مناظر اسلام کو چاہیے کہ اپنے ہی پاؤں پر کھڑی چلانے کا یہ فن چھوڑ دے اظہار حق کے بعد قبول حق میں دیر نہ کرے دنیا چند روزہ ہے ذریعہ معاش لڑائی جھگڑے کے علاوہ اور بھی میسر آسکتا ہے بہت دھرمی اور بے شرمی کا جواز کسی بھی دین و دھرم میں نہیں ورنہ ۔۔۔ جب وہ پوچھے گا سر محشر بلا کے سامنے

کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

طاں جوزف کا سارا اثاثہ یہی جوڑ توڑ کتر بیونت جعل سازی ہیرا پھیری خیانت و بے ایمانی ہے یا کچھ اور بھی؟ مولوی صاحب غور فرمائیے آپ نے کس قدر بھیانک و لرزہ خیز خیانتوں کا ارتکاب کیا ہے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے پردہ میں بلکہ براہ راست کہتے اکابر آئمہ دین اولیاء کا علین محبوبان خدا پر ہاتھ صاف کئے ہیں۔ ہم اپنی قبر و آخرت کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیانت داری سے عرض کر رہے ہیں آپ دیانت داری کے ساتھ دیوبندیت کی حقانیت و صداقت ثابت کرنے سے عاجز و قاصر رہے ہیں۔ آپ نہ اپنے اکابر کے عقائد و مسلک سے واقف ہیں نہ اپنے مد مقابل اہل سنت و جماعت و امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کے مسلک سے واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ کا مطالعہ نہایت محدود اور طبیعت محض جذباتی و جلیبی ہے آپ کو ابھی وسیع مطالعہ اور کم از کم ضرورت کے لائق علم و

استعداد اور ٹھنڈے دل و دماغ کا بچکانہ اداؤں کی بجائے بالغ نظری کی ضرورت ہے۔

حیات نبوی کا انکار اور امام زرقانی سے تصادم | ”سیف شیطانی کے جاہل و عنید مصنف کو عبارات کے ٹکڑے

کر کے پیش کرنے کے دورے اس شدت سے پڑتے ہیں کہ گمان گزرتا ہے یہ مرض اس کا جان لیوا ثابت ہوگا۔ ص ۱۵۱ پر امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے ملفوظ جلد ۳- ص ۳۸ سے اپنی پسند کا ایک ٹکڑا لے کر یہ سرخی جمادیٰ امہات المومنین کے متعلق بریلوی عقیدہ اور لکھا: ”انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب بآشی فرماتے ہیں“

خائیں مصنف نے یہ ایک ٹکڑا نقل کر دیا حالانکہ پوری عبارت اس طرح ہے۔
امام اہل سنت مجددین و ملت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مسئلہ پر گفتگو فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات حقیقی حسی دنیاوی ہے ان پر تصدیق وعدہ الہیہ کے لیے محض ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے پھر فوراً ان کو ویسے ہی حیات عطا فرمادی جاتی ہے اس حیات پر وہی احکام دنیویہ ہیں۔ ان کا ترکہ بانٹا نہ جائے گا۔ ان کی ازواج کو نکاح حرام۔ نیز ازواج مطہرات پر عدت نہیں۔ وہ (انبیاء علیہم السلام) اپنی قبور میں کھاتے پیتے نماز پڑھتے ہیں بلکہ سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب بآشی فرماتے ہیں۔“

یہ ہے وہ پوری عبارت جس پر جاہل مصنف کو دورہ پڑا۔ اگر یہ پوری عبارت نقل کر دی جاتی تو ہمیں کسی جواب کی حاجت نہ تھی مگر ان کا کام بہر صورت مغالطہ دنیا اور دھوکہ و فریب سے کام لینا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ ان کے استاد خانہ ساز شیخ القرآن کا قول ہے کہ اگر حضور علیہ السلام زندہ ہیں تو مدینہ میں مزار کس کا ہے؟ اگر حضور علیہ السلام زندہ ہیں تو صحابہ کرام

نے بڑا ظلم کیا کہ حضور کو زندہ درگور کر دیا۔ اور بابلے و ہابیت اسماعیل قلیل معاذ اللہ مکر مٹی میں
 مٹنے کے قائل ہیں۔ یہ صاحب تقویۃ الایمانی اور خواہر القرآن دھرم کے خلاف کیسے جاسکتے ہیں
 کیونکہ زاغ کا بچہ زاغ اور ناگ کا بچہ ناگ ہی ہوتا ہے مگر اب مملکت خداداد پاکستان کے عوام
 و خواص ان کے اصل رنگ و روپ سے باخبر ہو چکے ہیں ان کو کھلے بندوں یہ جرأت نہیں کہ
 حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لکھ یا بول سکیں اس لئے دسے پاؤں اس الزام کے
 پردہ میں حیات انبیاء علیہم السلام کا انکار کرنا چاہتے ہیں اور اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت قدس
 سرہ کا ایمان افروز ارشاد حیات انبیاء علیہم السلام کی عکاسی کرتا ہے جو ان کے لئے تیر و نشتر
 کا حکم رکھتا ہے اور پھر موخر الذکر شب باشی پر مشتمل الفاظ سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے
 اپنے نہیں سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانی علیہ الرحمۃ کے ہیں سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی تو
 فقط ناقل ہیں ملاحظہ ہو فرماتے ہیں روایضا جمع از واجدہ لیستمتع بھن اکمل من الدنیا
 (شرح زرقانی جلد ۶ ص ۱۴۹)

شرح زرقانی در مواہب لدنیہ علامہ امام زرقانی علیہ الرحمۃ کی معروف ترین تصنیف
 سچے جہ سے دیوبندی و ہابی بھی استفادہ کرتے اور اس کو معتبر جانتے ہیں مگر طاں جوزف نہ
 صرف اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی بلکہ علامہ سیدی امام زرقانی نہ صرف علامہ زرقانی بلکہ اپنے
 آباؤ اجداد اکابر دیوبند تک پر ہاتھ صاف کر رہا ہے اور کسی کو خاطر میں نہیں لاتا ہے۔ وجہ
 صرف جہالت و نادانیت ہے نہ اس کو ایسی جلیل القدر تصانیف میسر ہیں نہ پڑھ اور
 سمجھ سکتا ہے اس کا علمی حدود اربعہ تو ہفت روزہ چٹان اور ہفت روزہ پاکستانی تک ہے
 اور بس۔ شب باشی کے لفظ سے بھی اس جاہل دیوبند نے مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے
 حالانکہ اس کا معنی فیروز اللغات ص ۴۱ پر رات رہنے کو لکھا ہے۔ شب باشی رات
 رہنے والا۔ شب باشی باہمی میل سلاپ ہی کو مستلزم نہیں ہے۔ اگر یہی صورت بھی مراد
 لی جاوے تو کیا جنت میں ایسا نہیں ہوگا؟ کیا قبور انبیاء و روضۃ من ریاض الجنۃ نہیں

ہیں؟ ہم سمجھتے ہیں کہ ملاں جی پر قرآن و احادیث کے دلائل کا اثر نہ ہوگا۔ اس کو تو اپنے حکیم الامت کا چورن چاہیے۔

دیوبندی حکیم الامت کا چورن | تھانوی صاحب فرماتے ہیں ”محمد المحضری مجذوب
..... آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں

میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھا ہے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے ”(جمال الاولیاء ص ۸۷)“
کیا ملاں جو زلف اپنی الٹی کھوپڑی سے یہاں بھی یہی تصور کرے گا کہ جن بزرگ کو مولوی اشرف علی صاحب ابدال اور صاحب کرامت مان رہے ہیں وہ کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش (باہمی میل و ملاپ) فرماتے تھے۔ بتائیے وہ ایک ہی شب میں ایک ہی وقت میں تیس مختلف مقامات پر کیسے شب باش (میل ملاپ) فرماتے تھے؟
اویہ ایک وقت میں تیس خواتین سے کس طرح ممکن ہے؟ امید ہے اب ملاں جی کی سمجھ میں شب باش کا مفہوم آسانی سے آگیا ہوگا۔ ملاں جی کے نزدیک شب باش کا معنی فقط مرد و زن کا باہمی میل ملاپ ہے ہم اس کے اس خود ساختہ معنی کی روشنی میں اس سے پوچھتے ہیں کہ آپ کے حکیم الامت تھانوی جی جن بزرگ کو ابدال اور صاحب کرامت مان رہے ہیں وہ ایک رات میں بیک وقت تیس شہروں میں کس طرح شب باش ہوتے تھے یعنی بیک وقت تیس خواتین کیا کسی مسلمان کے نکاح میں رہ سکتی ہیں؟ اب شب باش ہونے کے معنی کے متعلق جو جواب تمہارا وہ ہمارا جواب جلدی مرحمت فرما دیں اور تھانوی جی کے سابق جالندھری آنجنہانی ملتانی خلیفہ کے مدرسہ خیر المدارس کے شیخ الحدیث و صدر مدرس ملاں محمد شریف سے بھی پوچھ لیں پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔

قارئین کرام! شب باش ہونے کی مفصل و مدلل بحث فقیر کی کتاب ”تہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی“ ص ۷ تا ۷۷ ملاحظہ کریں۔

قرآن مجید کی توہین | غالباً دیوبند میں مناظرہ کی ٹریننگ دیتے وقت دو گرو ضرور سکھائے جاتے ہیں (۱) ڈھٹائی بے شرمی (۲) خیانت و بددیانتی۔ یہی گرو زائیدہ مناظر اسلام نے پے باندھ رکھے ہیں۔ صفحہ ۱۰۵ پر ہی ایک سُرخِی ہے۔ ”قرآن مجید کی توہین“ اس کے ذیل میں ہے۔

عرضے: خورجی جو گھوڑے کی زین میں لٹکی رہتی ہے اس میں قرآن کریم رکھا ہو۔ ایسی حالت میں سوار ہو سکتا ہے۔

ارشاد: اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا تو جائز ہے۔

(ملفوظ ص ۱۲ جلد ۳)

عرضے: ایسی الماری جو چھپت سے لگی ہوئی ہے اس کے اوپر کے درجے میں قرآن مجید رکھا ہے۔ اب اس کی طرف پیر کر کے سو سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: جب پاؤں کے محاذات سے بہت بلند ہے تو حرج نہیں۔

(ملفوظ ص ۲۱ جلد ۳)

بتائیے! اس میں کیا توہین ہے اور اس کی کیا دلیل ہے؟ پہلی صورت میں وضع ارشاد موجود ہے۔ اگر گلے میں نہیں لٹکا سکتا تو جائز ہے۔ کبھی اتفاقاً یہ مجبوری ہو سکتی ہے اور کئی صورتیں ایسی بن جاتی ہیں تو ایسا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ اسی طرح دوسری صورت میں پاؤں کے محاذات سے بہت بلند ہے تو حرج نہیں کے الفاظ موجود ہیں۔ اس میں اگر کوئی توہین ہے تو ملاں جی مدلل بیان کرنے اور گھر کی بھی خبر لے۔ چلو آپ کو گھر پہنچاتے ہیں۔

توہین قرآن مجید یہ ہے ملاحظہ ہو:

الزام نہیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا | تھانوی جی کے ایک دیوبندی دہابی مرید

نے خواب دیکھا کہ میں قرآن مجید پر پیشاب کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا بہت مبارک ہے

(الافاضات الیومیہ جلد ۷، ص ۱۳۳)

ۛ دوسروں کے عیب بے شک ڈھونڈتا رہے رات دن

چشمِ عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

ممکن ہے ملاں جی یہ کہہ کر دھوکہ دے کہ یہ خواب کی بات ہے لیکن یاد رہے اثرِ فعلی

تھانوی جی تو اسکو بیداری میں مبارک خواب بتا رہے ہیں۔ وہ بھی تو ہیں ہے یہ بھی تو ہیں ہے کیونکہ

گستاخوں کو گستاخ خواب نظر آتے ہیں اور بیداری میں تعبیر تھانے والے ایسے ناپاک خواب

کو بہت مبارک کہہ کر خود بھی اپنی اندرونی غلاظت کا برملا اظہار کر دیتے ہیں۔ دل کا بخار

زبان پر آہی جاتا ہے۔

نام نہاد مناظر اسلام نے ص ۱۶ پر چلتے چلتے عقلمندی کا ایک تیر اور بھی مارا ہے لکھتا ہے :

”اگر خدا نخواستہ گلے میں نہیں لٹکا سکتا تو خدا تعالیٰ نے ہاتھ تو دیئے ہیں جس سے گھوڑے کو چلا

رہا ہے۔ اس کو کہتے ہیں جادو وہ جو سر چمڑھ کر بولے۔ بیچ

ظ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آہی جاتی ہے

خود اقرار کر رہا ہے جس سے گھوڑے کو چلا رہا ہے خدا تعالیٰ نے ہاتھ تو دیئے ہیں۔

گویا ان ہاتھوں سے گھوڑے کو تھپوڑ دے اور قرآن مجید کو پکڑنے۔ اس میں اس کی دلی خواہش

غالباً یہ ہے کہ جب وہ شخص گھوڑے کا لگام چھوڑ کر قرآن مجید پکڑے گا اور گھوڑا شرارت کرے

یا بھاگے گا تو لازماً سوار گرے گا کیونکہ ہاتھ میں تو قرآن عظیم ہے گھوڑا آزاد ہے جب وہ

گرائے گا تو سوار بھی گرے گا اس طرح قرآن مجید کی توہین و بے ادبی زیادہ ہوگی۔ غالباً ملاں

جی کی سوچ اس طرف کام کر رہی ہے۔ وَلَا تَحُولُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

ۛ الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی حُدا نہ دے

وے آدمی کو موت پر یہ بدادانہ دے

ملاں جوزف بہر طرف ہاتھ پاؤں مارنے کے بعد اس بحث

پر آکر دم توڑ دیتا ہے سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز

معراجِ معہ تعلیم کی بحث

نے مولعین شریف کی روایت کو مفوظ ص ۹۲ و ص ۹۵ ”احکام شریعت“ ص ۸۴ جلد ۲ پر موضوع لکھا ہے ہم ملاں جی کو دعوت دیتے ہیں وہ اپنے علم و تحقیق اور حدیث دانی کے جوہر دکھائیں اس روایت کو غیر موضوع ثابت کر دکھائیں۔ اس میں گھبرانے اور بل کھانے کی کیا ضرورت ہے؟

”آخری گزارش کا پوسٹ مارٹم | ملاں جوزف کی صفحہ ۱۰ کی آخری گزارش بھی سراسر لالچینی و پُر خرافات ہے نہ صرف یہ کہ اس میں صرف

زبانی کلامی الزامات و اتہامات کی بوچھاڑ ہے بلکہ یہ ”آخری گزارش“ زبان و کلام ادب و لغت سے ناواقفیت اور دیوبندی فضلاء کی جہالت کی بین دلیل ہے اور دلائل حقائق و شواہد سے اس کو دور کا بھی تعلق نہیں۔ کاش کہ ملاں جی اگر فی الواقعہ مناظر اسلام تھے تو یہ ثابت کرتے کہ ہم نے اس کے بقول اس کے اکابر کی عبارات کو بے محل اور تقدم تاخیر کے ساتھ غلط اور بے بنیاد طریقہ سے کس طرح پیش کیا مزہ جب تھا خیالی پلاؤ پکانے اور چورن بیچنے سے قبل بحوالہ کتب یہ ثابت کیا جاتا کہ ”ہم بکفیری انسانہ میں فلاں عبارت کو آگے سے کاٹ کر فلاں کو پیچھے سے کاٹ کر فلاں کو درمیان سے کاٹ کر دیوبند کی کفریہ نفس کے دو ٹوکے کر دیئے۔ فلاں عبارت کو غلط معنی پہنائے۔ فلاں عبارت میں کتر بیونت کی۔ فلاں حوالہ غلط دیا۔ اس کتاب میں عبارت اس طرح نہیں اس طرح ہے“ آخر ہم نے کس نوع کی جھلسازی کی ہے ہمیں سمجھا اور بتا دیا جاتا؟ ملاں جی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم نے ان کے اکابر کی عبارات اصل مقام سے ہٹا کر پیش کی ہیں۔ ہم کہتے ہیں آپ ان عبارتوں کو اپنے اصل مقام پر رکھ لیں اور ان عبارتوں کا کوئی صحیح مفہوم تو پیش کریں۔ ہماری اگر چور بازاری ہے تو دلائل سے تو ثابت کریں۔

البتہ ہمارا تصور یہ ضرور ہے کہ علماء دیوبند نے اہل سنت و جماعت کے جن عقائد و معمولات پر کفر و شرک و بدعت کے فتاویٰ دیئے تھے وہ ہم نے ان کے گھر سے ثابت کر دیئے مثلاً مولوی جوزف صاحب کے استاذ محترم جناب مولوی غلام خاں صاحب

فرماتے ہیں ”کوئی کسی کے لئے حاجت روا اور مشکل کشا اور دشگیر کس طرح ہو سکتا ہے ایسے عقائد والے لوگ بچے کافر ہیں ان کا کوئی نکاح نہیں ایسے عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے“ (مختصر جواب القرآن ص ۱۴)

اس کے مقابلہ میں ہم نے تکفیری افسانہ میں یہ ثابت کر دیا کہ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اور صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب ”مدنی“ کانگریسی حضور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا سمجھتے ہیں ملاحظہ ہو ۔

کھول دے دل میں درِ علم حقیقت میرے رب
ہادی عالم علی مشکل کشا کے واسطے

ظاہر ہے مولوی اشرف علی صاحب اور مولوی حسین احمد صاحب مولوی غلام خاں صاحب کے فتویٰ سے بچے کافر ہوئے، ان کا کوئی نکاح نہیں، ان کی اولاد حرامی ہے۔

مگر شاید اہل دیوبند کے ہاں یہ اصول ہے کہ اگر کوئی بریلوی حضور مولیٰ علی کو مشکل کشا مانتا ہے تو کافر و مشرک اور اگر کوئی دیوبندی حضرت مولیٰ علی کو مشکل کشا مان لے تو وہ موصوفہ مسلمان فتویٰ کفر و سرور کے لئے ہے اپنے کے لئے نہیں۔ بس ہمارا یہ جرم ہے کہ ہم نے علماء دیوبند کے کفریہ شرکیہ فتاویٰ جو عقائد اہل سنت پر تھے وہ ان کے گھر کے بزرگوں اور اکابر علماء پر ثابت کر دیئے۔ ملاں جی اس عبارت کو اصل مقام سے ہٹانا قرار دے رہے ہیں ان کا مدعا یہ ہے کہ اگر کوئی سنی بریلوی حضور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشکل کشا مانے تو وہی کافر و مشرک ہوگا اور علماء دیوبند مانیں تو نہیں ہوں گے۔ یہ فتاویٰ کفر و شرک صرف اور صرف بریلویوں کے لئے ہیں۔ بتائیے یہ انصاف اور دیانت کا خون ہے یا نہیں؟

ملاں جی اپنی آخری گزارش میں سمجھانا یہ چاہتے ہیں کہ اگر (خدا نخواستہ) کوئی بریلوی شراب پی لے تو وہ گناہگار اور اگر کوئی دیوبندی پی لے تو وہ گناہگار نہیں شراب حرام ہونے کا مسئلہ صرف سنیوں بریلویوں کے لئے ہے۔ ملاں جوزف غالباً ابھی زیر تربیت

مناظر ہے اور تو اور ابھی اسے اپنے دیوبندی وہابی عقائد سے بھی کما حقہ واقفیت نہیں۔
 ملاں جی نے اسی بے خبری کے عالم میں یہ بھی لکھا ہے کہ ”علماء دیوبند..... کی عبارات و
 فتاویٰ جات اس (محمد حسن علی رضوی) کو رباطن کی سمجھ سے کہیں بالاتر ہیں ”سیف شیطانی“ مثلاً
 حالانکہ اس سیاہ باطن کو معلوم نہیں کہ ان کا بابائے ربانیت اسماعیل قتیل صاف لکھ گیا ہے
 ”جو کوئی یہ آیت ولقد انزلنا الیك ایت بیتنت ہ وما یکفر بها الا الفسقون ۛ
 سن کر پھر یہ کہنے لگے کہ پیغمبر کی بات سوائے عالموں کے کوئی سمجھ نہیں سکتا اور ان کی راہ پر
 سوائے بزرگوں کے کوئی چل نہیں سکتا۔ سو اس نے اس آیت کا انکار کیا (جو کفر ہے)۔“
 ”(تقویت الایمان ص ۳۷)

انصاف کیجئے۔ پیغمبر کی بات تو ہر کوئی آسانی سے سمجھ سکتا ہے عالموں کی قید نہیں
 لیکن علماء دیوبند کی بات (ان کی عبارات) عام آدمی نہیں سمجھ سکتا۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی
 محمد قاسم نانوتوی صاحب نے تو یہ لکھا تھا کہ ”انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں
 تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات امتی بظاہر مساوی ہو
 جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔“ (تتمذ پر الناس ص ۵)

یعنی امتی نبی سے عمل کرنے میں بڑھ جاتے ہیں برابر ہو جاتے ہیں۔ لیکن مولوی
 جوزف صاحب فرما رہے ہیں کہ علماء دیوبند علمی اعتبار سے بھی پیغمبروں سے
 بڑھے ہوئے ہیں کیونکہ پیغمبروں کی بات تو ہر کوئی آسانی سے سمجھ سکتا ہے لیکن علماء دیوبند
 کی دقیق علمی باتیں ہر کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ لف ہے ایسی ذہنیت پر۔ گویا اب علم اور عمل
 دونوں میں پیغمبروں سے علماء دیوبند بڑھے ہوئے ہیں۔ العیاذ باللہ

انگریز کی معنوی اولاد کون؟ | بقلم خود مناظر اسلام پر انگریز پرستی کا بھوت کچھ
 اس طرح سوار ہے کہ وہ کسی بھی کام اور کسی بھی مقام

پر اپنے ولی نعمت انگریز کو بھولتا ہی نہیں۔ ثبوت ہونہ ہو یہ سیاہ باطن علماء عرب و عجم کے

ممدوح اس صدی کے مجدد برحق سیدنا اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کو بلا حوالہ وثبوت معاذ اللہ انگریزی مجدد ضرور لکھتا ہے ملاحظہ ہو ص ۱۰۹ و ص ۱۱۰
مالانکہ انگریز دوستی و انگریز پرستی علماء دیوبند کا شیوہ رہا ہے اور اس کا بہت ثبوت ہے تعجب ہے کہ:

○ — انگریزوں سے چھ سو روپیہ ماہوار تولیں اشرف علی تھانوی صاحب ”مکالمۃ الصدیقین“ ص ۱۹
لیکن انگریزی مجدد اعلیٰ حضرت۔

○ — انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کو خلاف قانون کہیں مولوی محمد احسن دیوبندی نانوتوی ”کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی“ ص ۵ و ص ۵ — لیکن انگریزی مجدد اعلیٰ حضرت۔
○ — انگریزوں سے مالی امداد بذریعہ حاجی رشید وصول کریں بانی تبلیغی جماعت مولوی الیاس صاحب ”مکالمۃ الصدیقین“ ص ۱۳ — لیکن انگریزی مجدد اعلیٰ حضرت۔

○ — انگریزی حکومت کو اپنی رحمت و بے ریاسر کار قرار دیں مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب ”تذکرۃ الرشید“ ص ۳۷ جلد ۱ — لیکن انگریزی مجدد اعلیٰ حضرت۔

○ — مرکز و ہابیت مدرسہ دیوبند کا معائنہ کریں اور اس کی داد دیں انگریزی دور کے لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد انگریزی افسر مسٹر پامر ”کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی“ ص ۲۱۷
— لیکن انگریزی مجدد اعلیٰ حضرت — اور — انگریزوں کو تعویذ دینے

والے پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ۔

آخر آپ کی شرم و حیا کا جنازہ کیوں نکل گیا۔ جس طرح ہم ہر بات کے ثبوت میں حوالہ پر حوالہ نقل کر رہے ہیں اسی طرح آپ کے پاس بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے انگریزی مجدد ہونے یا پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے تعویذ دینے کے ناپاک الزامات کا کوئی ثبوت ہے کوئی دلیل ہے؟ حیرت ہے کہ انگریزی حکیم الامت کی معنوی اولاد اپنی سیاہ اعمالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے دوسروں کو مورد الزام ٹھہرا رہی ہے اور انگریزی

مجدد کی معنوی اولاد کہنے میں کوئی حیار غیرت محسوس نہیں کرتی۔ ملاں جی نے صحتاً پر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری علیہ الرحمۃ پر یہ ناپاک الزام عائد کیا ہے کہ آپ نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے مزار اقدس پر بمباری کرنے والے دشمن اسلام کی کامیابی کے لئے تقویٰ دیئے۔ اس ناپاک کتاب میں اس ناپاک الزام کا تو کوئی ثبوت ہے نہیں اور نہ ہو سکتا ہے البتہ مناظرے کا شوق رکھنے والا بعلم خود مناظر اسلام حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پاک کو مزار اقدس لکھ کر خود اپنے اکابر کے فتویٰ کی زد میں آگیا۔

ملاحظہ ہو :

”قبور پر گنبد اور فرش سنجہ بنانا ناجائز و حرام ہے اور جو اس فعل سے راضی ہوں گنہگار ہیں“ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد اول ص ۱۴)

”قبر پر مقبرہ اور عمارت بنانا حرام۔ کسی ہی کی قبر ہو“

”تقویۃ الایمان“ مع تذکیر الاخوان ص ۸۶

جوزف شیطانی مزار اقدس کہہ رہا ہے اور اس کے اکابر مقابر و مزارات کو حرام و ناجائز کہہ رہے ہیں۔ اب یہ خود بتائے کہ اپنے اکابر کے فتویٰ سے یہ کیا سے کیا ہوا؟

ص ۱۸۵ ہی پر اس عنوان کے تحت لکھا ہے کہ ”اکابر دیوبند تو کفر و ارتداد کا مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں“

اکابر دیوبند

”ہم کہتے اگر ایسا ہو تو بہت خوب مگر یہ تو بتائیں کہ اکابر دیوبند نے تقویۃ الایمان“

”تذکیر الناس“ براہین قاطعہ ”حفظ الایمان“ وغیرہ کتب کے گستاخانہ عقائد اور کفریہ عبارات کے سامنے کیوں ہتھیار ڈال دیئے؟ کیا انہوں کو کھلی چٹھی ہے وہ جس طرح چاہیں منہ بھر کر کفر بکریں اور خدا و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی توہین و تنقیص کریں؟ ملاں جی نے یہ بھی لکھا ہے کہ ”علامہ حسن یہ جواب دینے ”سیف شیطانی“ پڑھ کر یا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا لہجہ لگاتے ہوئے بتائے کہ اسی خادم (مصنف ”سیف شیطانی“) نے خدمت اور تسلی

کرادی ہے یا اکابرین علمائے دیوبند کی ضرورت ہے؟

ہم کہتے ہیں آپ نے کہاں تسلی کرائی خود آپ کا ضمیر تو مطمئن نہیں ایسے لایعنی نام نہاد جواب پر آپ خود محمود الحسن کی جے کانعرہ لگاتے ہوئے بتائیں کہ آپ نے اکابر اہل سنت بالخصوص اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ کی کون سی عبارت پوری نقل کی ہے اور کس کس عبارت میں خیانت اور بے ایمانی نہیں کی تفصیل تو گزشتہ اوراق سے معلوم ہوگئی ہوگی اور پھر آپ ہمیں ایک طرف تو اسی صفحہ ۱۰۸ پر یہ الزام دے رہے ہیں کہ ہم نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کے مزار اقدس پر بیماری کرنے والے دشمن اسلام کو تعویذ دیئے تھے۔ اور ساتھ ہی ہمیں کہا جا رہا ہے کہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیعاً اللہ کانعرہ لگا کر یہ بتاؤ وہ بتاؤ۔ جب ہم خلا خواستہ سیدی شیخ الشیوخ حضور پر نور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخالف ہی تھے تو ان کانعرہ لگانے کا کیا مطلب؟ یہاں بھی آپ کی تضاد بیانی ثابت ہے۔ اور پھر آپ اپنے آپ کو ہمارا خادم پھر لکھ رہے ہیں تو یاد رکھیں کہ مک ملال خادم اپنے آقا پر الزام تراشی نہیں کرتا مگر اہل دیوبند کا ضمیر کچھ اس طرح ہے کہ

ظ۔ نمک خوردن و نمکدان شکستن

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے مسلمانان عالم کو اہل دیوبند کے شر و فساد سے بچائے نام نہاد توحید کے جھوٹے فرزندوں کی عیاریوں و مکاریوں سے پناہ دے سادب و عشق رسالت کے ساتھ کتاب و سنت پر عمل کی توفیق رفیق فرمائے۔ وَصَلَّى اللہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُورِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

الہدیوسف محمد حسن علی رضوی بریلوی

میلیسی

۲۲۔ ربیع الاول شریف ۱۳۹۶ھ

چیلنج

مولوی جوزف نقالی کا بہت ماہر ہے جس طرح ہم نے تکفیری افسانہ میں چیلنج کیا تھا اسی طرح اس نے بھی صاف ایک چیلنج داغ دیا ہے اور لکھا ہے۔ مندرجہ ذیل رضا خانی جواب دیں۔ حالانکہ ہم نے اپنے چیلنج میں واضح طور پر لکھا تھا، حوالے غلط ثابت کرنے والے یا حوالوں میں کتر بیونت ثابت کرنے والے کو مبلغ پانچ سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اور عدم ادائیگی کی صورت میں مقدمہ کر کے بذریعہ عدالت بھی یہ روپیہ وصول کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ملاں جی نے محض ہوائی چیلنج پر اکتفا کیا اور یہ نہیں بتایا کہ اگر کسی نے اسے جھوٹا ثابت کر دیا تو وہ اپنا کالا منہ کر کے کس سمندر میں ڈوب مرے گا۔ اگر اس کا نام نہاد جواب خود اس کی نظر میں معتبر و معقول ہوتا تو یہ مقدمہ کر کے اور عدالت میں اپنی صفائی پیش کر کے پانچ سو روپیہ انعام حاصل کر سکتا تھا اور یہ عدالتی انعام بطور سند محفوظ رہتا اور بوقت ضرورت کام آتا لیکن بھلا تعالے تکفیری افسانہ کل بھی لا جواب تھا اور آج بھی لا جواب ہے اور سرکار اعظمی فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کی برکت سے صبح قیامت تک انشاء اللہ العزیز لا جواب ہے گا کیونکہ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کی تاب کس میں

فلک دار اُس پہ تیرا نکل ہے یا غوث

ملاں جی نے چیلنج کے ضمن میں لکھا ہے کہ ”منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔“ کیا وہ مختار کل ہیں؟

استادوں کی تقریظ ”سیف شیطانی کے آخری ورق پر دو عدد استادوں کی تقریظ بھی درج کی گئی ہے مگر وہ کوئی اتنے جنادری نہیں کہ ان کا طول و عرض

ہمیں معلوم نہ ہو ہر دو تقریظ کیا ہیں اندھے کی لاشی ہیں جو جی میں آیا گھیٹ مارا گیا ہے۔ مولوی شریف طانی جن کو جامع معقول والمنقول شیخ الحدیث و صدر مدرس کے سائن بورڈ کے ساتھ سجایا گیا تھا نے مولوی جوزف کی تحریر کو علم و فضل تقویٰ و طہارت توحید کی تلوار قرار دی۔ کیا اہل دیوبند کا یہی علم و فضل تقویٰ و طہارت اور توحید کی تلوار ہے کہ جھوٹ پر

جھوٹ بولا جائے کوئی الزام ثابت نہ کیا جائے؟ آگے چل کر اس ”شریف آدمی“ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ چھوٹا سا رسالہ ”سیف رحمانی“ بجواب سامری میسج لکھا گیا ہے۔ قارئین حضرات پر دھ کر خوش ہوں گے ص ۱۱۔ گو سامری خیر المدارس کے سارے اعمال کا دار و مدار اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اور خوشنودی کی بجائے لوگوں کی خوشی پر ہے اس سے ظاہر ہے کہ ملاں جوزف اور اس کے استاذوں نے ”تکفیری افسانہ“ کے حقیقی جواب کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو خوش کرنے ہی کے لئے ”سیف رحمانی“ کا ڈرامہ اسٹیج کیا تھا کہ جس طرح بھی ہو جھوٹی کھوٹی باتوں سے لوگ خوش ہو جائیں۔

صفحہ ۱۱۲ پر بڑے طمطراق ایک ”شیخ القرآن“ صاحب کی تقریظ | جھوٹا شاگرد جھوٹا استاذ | نقل ہے یہ صاحب مصنف کے اپنے بقول استاذ مکرم ہیں

انبیاء و رسل علیہم السلام کرم کریں یا ان کو کرم سمجھیں تو شرک بہر حال یہ کرم ہیں انہوں نے بھی تقریظ میں اپنی شیخ القرآن کا بھرم کھول دیا۔ ان کی تقریظ کی چند سطور ملاحظہ ہوں۔ لکھتے ہیں:

”اکابرین علماء دیوبند کے خلاف ایک رسالہ محمد حسن (علی) ساکن میسج کے چند مقامات دیکھنے کا موقع ملا اس نے اپنے بڑوں کی عادت کے مطابق اصلی عبارات علماء دیوبند کو کاٹ کر پیش کر کے ان کا اصلی مقصد بالکل فوت کر دیا تھا اور اپنے آبائی پیشہ کے مطابق کفر کا فتویٰ ہر سطر پر لگا تا رہا العیاذ باللہ۔“

”شیخ القرآن“ صاحب کی کیا کوثر میں دھلی ہوئی زبان ہے ”اصلی عبارات علماء دیوبند کو کاٹ کر پیش کر کے ان کا اصلی مقصد بالکل فوت کر دیا تھا“ ایک ایک لفظ ادب و لغت کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہے بہر حال ان کو تسلیم ہے کہ اصلی عبارات علماء دیوبند کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے یہ ملاں جوزف کی سینہ زوری ہے کہ وہ کہتا ہے عبارات کو غلط اور بے بنیاد طریقہ سے پیش کیا گیا ہے ”دھڑا“۔ عبارات بہر حال شیخ القرآن کے بقول اصل ہی ہیں نقلی نہیں ہیں فرضی نہیں ہیں۔ جرم صرف یہ ہے کہ ان

عبارتوں کو کاٹ کر پیش کیا گیا ہے۔ تو جناب عرض یہ ہے کہ کسی کتاب میں سے عبارت کاٹ کر ہی نقل کی جاتی ہے پوری کتاب نقل نہیں کی جاتی ہے جتنی عبارت پر اعتراض ہو یا جو عبارت کسی کے مدعا کے لئے کافی ہو وہی نقل کی جاتی ہے۔ تراویح یا کسی بھی نماز میں جب امام بھول جاتا ہے تو جو لفظ بھولتا ہے وہی بتایا جاتا ہے یہ نہیں کہ سارا قرآن مجید بتایا جاتا ہو یا پورا قرآن مجید دوبارہ پڑھا جاتا ہو۔ جس کتاب میں جتنی جتنی عبارت غلط تھیں وہی کاٹ کر پیش کیں ہمیں آپ کی طرح خدا واسطے کا بیر نہ تھا کہ ساری کتاب کو نقل کر دیتے اور ہر حرف کو غلط کہتے۔ اب ”شیخ القرآن“ صاحب کی چونکا دینے والی بات سنئے فرماتے ہیں :

”کفر کا فتویٰ ہر سطر پر لگاتا رہا۔ ہم ”شیخ القرآن“ کو پانچ ہزار روپیہ انعام دیں گے اگر وہ یہ ثابت کر دیں کہ ہر سطر میں ہم نے کوئی فتویٰ کفر لگایا ہے۔ ہم نے ہرگز ہرگز اپنی طرف سے کوئی فتویٰ کفر نہیں لگایا جو فتاویٰ نقل ہیں وہ اکابر دلیوبند کے اپنے ہیں اور ہر سطر میں وہ بھی نہیں بلکہ ہر صفحہ پر مشکل ایک یا دو فتویٰ نقل ہیں اگر ”شیخ القرآن“ ہر سطر میں فتویٰ کفر دکھادیں تو ہم ان کی صداقت کا لوہا مان لیں گے اور نہ دکھاسکیں اور انشاء اللہ ہرگز ہرگز نہ دکھاسکیں گے تو پھر سوال اکھ مرتبہ لعنتہ اللہ علیہ لکاذبین پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کر کے خاموش ہو جائیں تاکہ شیخ نجدی دور ہو۔“

”شیخ القرآن“ صاحب نے بڑے زور دار الفاظ میں یہ بھی لکھا ہے کہ بحمد اللہ مولانا محمد یوسف صاحب..... نے رسالہ تردید یہ لکھا وحی ہاں لکھا جس میں بریلویوں کی پوری عبارت لکھ کر ان کا تعارض اور ان کے عقائد سے ہی ان کا کفر بتایا۔ مسلمانوں کو چاہیے ایسے عالم جید کی پوری طرح نصرت دینی اور تعاون کریں.....“

کیا غلام صاحب صرف ایک ہی عبارت ایسی دکھا سکتے ہیں جو پوری یا بر محل نقل کی گئی ہو؟ کیا دلیوبندی لغت میں جھوٹے کو ”جید عالم“ کہا جاتا ہے؟ آخر خوفِ خدا اور شرمِ نبی کیوں سلب ہو گئی؟ کیا خدمتِ دین اور اشاعتِ توحید و سنت اسی کا نام ہے

کہ جھوٹ پر جھوٹ بولتے چلے جاؤ۔ آخرت تو کیا دنیا کی شرم بھی محسوس نہ کرو۔

مولوی غلام خاں صاحب کا فتویٰ | دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری

کا نماز روزہ نہ کرنے والے گنہگار شخص پر فتویٰ کفر ہم نے ”خدا مالدین“ لاہور ۲۲۔ فروری ۱۹۳۲ء ص ۴۲ سے تکفیری افسانہ میں نقل کیا تھا جیسا کہ گذشتہ اوراق پر عرض کیا گیا ہے کہ مولوی یوسف رحمانی صاحب نے اپنی ”سیف“ میں اپنے شیخ التفسیر کے اس قول کی تائید کی ملاحظہ ہو ”سیف“ ص ۴۲ اس پر یہاں سے مولوی یوسف رحمانی صاحب کے استاذ شیخ القرآن مولوی غلام خاں صاحب کو مندرجہ ذیل استفتاء ارسال کیا گیا سوال و جواب دونوں ملاحظہ ہوں۔

۷۸۶۔ از میسلی۔ ۳۰/۴ جناب مولانا غلام اللہ خان صاحب

ایک استفتاء حاضر خدمت ہے ازراہ کرم مدلل جواب سے سرفراز فرمادیں۔ عنایت ہوگی۔

استفتاء ۱۔ (۱) جو مسلمان اپنی غفلت یا کوتاہی کے باعث نماز روزہ ادا نہ کر سکے۔ حج فرض ہے نہ کر سکے لیکن ان احکام کی فرضیت کا انکار بھی نہ کرتا ہو ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں؟

(۲) جو شخص (مولوی احمد علی لاہوری و مولوی یوسف رحمانی) ایسے شخص کو کافر

قرار دے اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟

مشتاق احمد اظہر میسلی

جواب ۱۔ احکام شرعیہ کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اگر انکار نہیں کرتا لیکن اعمال میں کوتاہی ہے اگرچہ سخت مجرم ہے لیکن کافر نہیں ہوگا۔

لاشی دعا گو غلام اللہ ۴/۵

اب ملاں یوسف رحمانی خود بتائے کہ اس کو اپنے ”شیخ التفسیر“ مولوی احمد علی صاحب

لاہوری کا فتویٰ کفر عزیز ہے یا اپنے ”شیخ القرآن“ مولوی غلام خاں صاحب کا فتویٰ عدم تکفیر عزیز ہے؟ ان دونوں میں جھوٹا کون ہے؟ اور یہ کہ ہمارا موقف کہ فرائض کی ادائیگی میں غفلت کرنے والا گنہگار ہے کافر نہیں۔ دیوبندیوں کے گھر سے ثابت ہے یا نہیں؟ اس مقام پر قارئین کرام کے لئے بھی لمحہ فکریہ ہے سائل دیوبندی ”شیخ القرآن“ سے اپنے استفتاء میں استدعا کر رہا ہے کہ ازراہ کرم مدلل جواب سے سرفراز فرمادیں۔ لیکن شیخ القرآن زبانی و خیالی باتوں سے سائل کو ٹال رہے ہیں یہ ہے ان کا علمی حدود اربعہ اور استفتاء میں مذکور سوال نسبتہ جو شخص ایسے شخص کو کافر قرار دے اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے؟ کو ”شیخ القرآن“ صاحب بڑی صفائی سے کاٹ گئے اور صاف نہیں کہا کہ وہ مکفر ہے اُس کو اپنے فتویٰ سے رجوع اور توبہ کرنی چاہیے۔

الوداعی معروضات | آخر میں ہم ارباب علم و دانش اور متلاشیانِ حق و انصاف سے عرض کریں گے کہ وہ زیر نظر کتاب اور جس کا یہ رد ہے لیکر بیٹھ جائیں۔ فریقین کے دلائل و حوالہ جات کا بالغ نظری کے ساتھ جائزہ لیں تو خود کو صراطِ مستقیم پر پائیں گے۔ بفضلہ تعالیٰ ہم نے نام نہاد سیفِ رحمانی کی ہر بات کا جواب دیا ہے اور ہرگز دفع الوقتی سے کام نہیں لیا حق و انصاف کو مد نظر رکھا ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں ہمیں مرنا ہے خالق حقیقی کے سامنے جواب دہ ہونا ہے قبر و حشر و صراطِ ہمارے پیش نظر ہیں دیدہ و دانستہ الزام تراشی و مغالطہ آمیزی خواہ بدترین دشمن کے خلاف ہو ہمارے نزدیک سنگین ترین جرم ہے۔ ہم اکابر دیوبند سے بالعموم اور ”سیفِ رحمانی“ کے مصنف سے بالخصوص اپیل کریں گے کہ وہ حقیقت پسندی سے کام لیں دنیا چند روزہ ہے مسائل کا اختلاف اپنی جگہ کم از کم اس بات کا خیال و احساس کریں کہ بالخصوص جو لوگ دین و مذہب کے علمبردار و مبلغ ”کہلاتے ہیں انہیں محض اپنی بات بالا کرنے کے لئے جوڑ توڑ و الزام تراشی سے ہرگز کام نہیں لینا چاہیے۔ ہماری بات میں تلخی اور تیزی ممکن ہے لیکن بخدا ہم نے الزام تراشی،

بہتان پر دازی سے کام نہیں لیا وہی خیالی اور ہوائی باتوں کی بجائے اپنے ہر دعویٰ پر دلیل پیش کی ہے ہر بات کا حوالہ نقل کیا ہے منصف مزاج مہذب قارئین کرام کو یہ بات بالخصوص ملحوظ خاطر رہے کہ زیر نظر کتاب ایک جوابی کتاب ہے ایک ردِ عمل ہے۔ اور ردِ عمل میں تلخی و تیزی ہونا ایک فطرتی امر ہے ہمارے مخاطب سیف رحمانی کے مصنف نے ”کفری انسانہ“ کے ۴۸ تضادات میں سے مشکل ۵ تضادات کا جواب دینے کی ناکام کوشش کی تھی لیکن ہم نے بفضلہ تعالیٰ ہر بات کا حرفاً جواب دیا ہے اور حوالہ جات نقل کئے ہیں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں بات کا جواب رہ گیا ہے یا فلاں بات کا بلا ثبوت و بغیر حوالہ جواب ہے۔ ہم مولوی یوسف صاحب اور اس کے اکابر سے بھی یہی عرض کریں گے کہ وہ ایسا ہی مدلل و بحوالہ جواب لائیں اور اپنے جواب میں ایسی زبان استعمال کریں جو ہمارے جواب کی صورت میں ان کے لئے رنج و ملال کا باعث نہ بنے۔ ہمارے مخالفین و معاندین خوفِ خدا اور آخرت کو مد نظر رکھ کر فیصلہ کریں۔ اور اگر ہمارا جواب فی الواقعہ حق و انصاف پر مبنی ہے تو قبول حق میں عار نہ سمجھیں اور اور اگر ان کے نزدیک ہمارا یہ جواب واقعی ناتمام ہے تو پھر اس کا مدلل و مہذب جواب لائیں اور وہی خیالی باتوں پر انحصار نہ کریں جو دعویٰ کریں اس کی دلیل ضرور پیش کریں۔ اہل دیوبند میں سے اگر کوئی منصف مزاج اپنے اکابر کی اصل کتب دیکھنا چاہیں۔ بلا تکلف تشریف لا کر دیکھ سکتے ہیں۔ حوالہ جات کی مطابقت کر سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم قارئین کرام کو یہ بشارت دینے میں فرحت محسوس کرتے ہیں کہ انشاء اللہ العزیز عنقریب اہل دیوبند کی ایک اور پُر فریب کتاب کا مدلل و مسکت جواب آپ تک پہنچے گا جس پر مہفت روزہ ”خدام الدین“ لاہور متعدد بار دل آزار تبصرہ کر چکا ہے۔ مولیٰ تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ حبیبہ سے ہم سب کو مذہب حق مذہب مہذب

اہل سنت و جماعت پر استقامت بخشے اور اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام،
غوث اعظم، گنج بخش و اعظم حضرت قدس سرہم کے دامن کرم سے وابستہ رکھے۔
وصلی اللہ تعالیٰ علی (آمین)

فقیر قادری گداے رضوی
محمد حسن علی
غفرلہ الہی

بانی و مہتمم سنی رضوی جامع مسجد

و جامعہ انوار قادریہ

علامہ اقبال روڈ، ملیسی

۷۸۶
۹۲

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

نجدی و ہالی کتابچہ - تین خونی رشتے - کامل و محقق برق باز زمانے وارجواب

تین اعتقادی رشتے

از قلم باطل شکن، برق آگن، قاطع شر نجدیت، دافع تشدد و ہایت،

علیہ دار مسلک اعلیٰ حضرت، رئیس التحریر

مولانا محمد حسن علی حنفی قادری رضوی بریلوی

(دامت برکاتہم العالیہ)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی۔

۷۸۶
۹۲

فیض و تاج اہلسنت شہزادہ علی حضرت سرکار مفتی اعظم ذری بریلوی مدظلہ العالی

نصرت خدا داد
مناظرہ بریلی کی مفصل و داد

۱۹ ۶ ۳۵

دیوبندی و بابی مناظر کی فریب کاریوں کا راز طشت از بام
نائب العظمیٰ مظہر صدر الشریعت آیتہ جمال جتہ الاسلام سلطان العلوم
محدث اعظم پاکستان علامہ ابوالفضل محمد سرور احمد رضا قبلہ قدس سرہ
تقدیم

از افادات ضمیمہ اہلسنت مصفا المناظرین حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی تہجد

خلیفہ سیدنا حضور مفتی اعظم و حضور محدث اعظم پاکستان

سیسی ۹۱۲۰۰ پنجاب پاکستان

مرتبہ حضرت مولانا محمد حامد فقہ شافعی اشرفی بھیرودی ضلع تھانہ

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۲۴ کامیک اسٹریٹ بمبئی ۳

حدیث

سلسلہ اشاعت نمبر

مصنف سیفِ حمانی اپنے برادر بزرگوار کی نظر میں

۹۲

محترم و مکرم جناب مولانا محمد حسن علی صاحب زاد اکرامہ، سلام مسنون۔
 راقم کو آپ جانتے ہیں جبکہ مدرسہ مصباح العلوم میلسی کے اوائل میں راقم کچھ ایام
 مدرس رہا..... راقم جوزف شیطانی لودھراوی کا اخی البکیر (بڑا بھائی) ہے اس کے
 خلاف راقم نے اشتہار چھپوائے اور ذلیل کیا اب یہ دونوں چھوٹے اخوان شیطان قرن نجد
 دشمن ہیں اور میری اولاد کو بھی گمراہ کر رہے ہیں اور راقم پر انہوں نے احمد پور (شرقیہ) میں
 چھوٹے مقدمات دائر کئے ہیں اور مجھے اور میرے دوسرے بچوں کو تنگ کر رہے ہیں راقم
 عند المقاتات ریکارڈ پیش کر سکتا ہے۔ بہر حال جوزف شیطانی کی ”سیف شیطانی“ بھی جناب
 کے بارے میں لکھی گئی ہے کار د بھی راقم انشاء اللہ کر دے گا۔ بہر حال آپ واپسی جو اب کے
 ضرور فوازیں اور یہ فرمائیں کہ میرے اشتہار جو کہ جوزف کے خلاف ہیں ارسال کردہ
 آپ کو ملے ہیں کہ نہیں..... والسلام

ابو عمر محمد عیسیٰ

معرفت حاجی اللہ وسایا صاحب کپڑے والے
 مسجد نالے والی شہر لودھراں ضلع ملتان

۲۱/۷

"حیات مصنف کا اجمالی خاکہ"

از

حضرت علامہ مولانا سردار احمد رضا مشرف قادری مدظلہ العالی

جامعہ نظامیہ رضویہ لوہاری دروازہ لاہور

مصنف کتاب ہذا ضیغم اہلسنت علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت صاحب تصانیف کثیرہ رئیس التحریر مصمام المناظرین حضرت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی چشتی صابری دامت برکاتہم القدسیہ کی علمی تحقیقی مذہبی تبلیغی قلمی تحریری خدمات ناقابل فراموش اور اہلسنت کی تاریخ کا ایک روشن و درخشندہ باب ہیں راقم الحروف نے حضرت ممدوح کی خدمت میں بار بار عرض کیا کہ اپنی حیات مبارکہ کے کچھ واقعات بتا دیجئے تاکہ راقم ایک جامع و مفصل سوانح حیات مرتب کر سکے تو ہر بار یہی جواب ملا، ارے میں کیا ہوں؟ ابھی تو ہمارے بڑے بڑوں کی سوانح حیات مرتب نہ ہو سکی، پھر اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجددین و ملت کے مندرجہ ذیل اشعار ارشاد فرمائے

اک میں کیا میرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سولاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا
بے نشانوں کا نشان مٹا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا
اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

راقم الحروف کے اصرار پر اپنی حیات مبارکہ کے چند دلنشین واقعات ارشاد فرمائے اور کچھ راقم نے مختلف کتب و رسائل سے اخذ کئے جو موقر قارئین کرام کی خدمت میں حاضر ہیں

ولادت :-

قیام پاکستان اور تقسیم ہند سے کچھ پیشتر شہر ہانسی شریف ضلع حصار النبالہ ڈویژن ہریانہ میں جو دہلی سے ۸۰ میل جانب مغرب میں روہتک سے کچھ آگے ہے میں مولانا محمد بشیر احمد قادری رضوی مصطفوی بن شیخ محمد کریم الدین کے گھر ہوئی، یہاں تارا گڑھ اجمیر مقدس کے بعد

پرتھوی راج کا دوسرا بڑا قلعہ تھا جسے سلطان اسلام شہاب الدین غوری نے فتح کیا تھا، یہ شہر اولیا اللہ بزرگان دین کا مرکز و مسکن رہا ہے حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ یہاں بارہ سال اور ایک روایت کے مطابق اٹھارہ سال رونق افروز رہے اور یہاں آپ کے محبوب ترین خلیفہ اعظم مجاز مہر ولایت بنیرہ امام اعظم ابو حنیفہ اور حضرت بوعلی شاہ قلندری پانی پتی کے بہنوئی امام العارفین قطب الواصلین حضرت خواجہ قطب جمال الدین احمد ہانسوی رحمہ اللہ کا مزار پر انوار ہے جو زبردست عالم و فاضل ادیب و شاعر تھے اور بیان و کلام کا جادو جگاتے تھے۔ حضرت ممدوح کے خاندان کے افراد متصحب سنی مسلمان تھے گھر میں میلاد و گیارہویں شریف کی تقاریب اہتمام سے ہوتی تھیں یہی وجہ تھی کہ حضرت ممدوح ایام طفولیت ہی سے انکے مزار پر انوار پر قلعہ کہنے ہانسی پر واقع حضرت میراں صاحب نعمت اللہ ولی شہید اور عقب قلعہ حضرت سلطان شہید اور شہر میں مختلف مقامات پر حضرات اولیا کرام اور شہداء عظام کے مزارات طیبہ پر اکثر حاضری دیا کرتے تھے اب آپ کے آباء واجداد روہتک دہلی روڈ کی وسط میں شہر سانپلہ سکونت پذیر رہے پھر ضلع روہتک میں مہم شریف اور انبالہ چھاؤنی کو مسکن بنایا انبالہ چھاؤنی میں ریلوے اسٹیشن سے بالقابل شیشوں والی حویلی کے نام سے آپ کا جدی مکان آج بھی موجود ہے پر دادا کا انتقال اس وقت ہوا جبکہ آپ کے جدا مجد بہت تھوڑی عمر میں تھے لہذا آپ کے دادا کی پرورش اپنے نانا کے گھر شہر ہانسی شریف میں ہوئی اور یہیں سے خاندانی سلسلہ آگے بڑھا،

تعلیم و تربیت :-

آپ نے ۱۹۴۵ء میں شہر ہانسی کے اسلامیہ پرائمری اسکول میں داخلہ لیا اور ۱۹۴۷ء میں قیام پاکستان کے بعد مہاجر ہو کر والدین کیساتھ پاکپتن شریف بہاولپور ریلوے لائن پر واقع ضلع ملتان کے اہم شہر میلسی میں قیام پذیر ہوئے اور مڈل تک تعلیم میلسی ہی میں حاصل کی اس زمانے کے مڈل آج کی ایف اے کے برابر ہوتی تھی اور تحصیل علوم دینیہ و عربیہ جامعہ غوثیہ نعیمیہ گجرات حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ اور ۱۹۵۸ء میں آپ نے جب

نائب اعلیٰ حضرت مظہر صدر الشریعہ محدث اعظم پاکستان امام اہلسنت علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی قدس سرہ صدر المدرسین و شیخ الحدیث دارالعلوم بریلی شریف کے علوم و معارف کے دریا بہتے دیکھے اور آپ نے ہر باطل فرقے کا رد و ابطال کیا ہر طرف انکا جہرہ و شہرہ ہوا تو آپ نے یادگار رضا پاکستان مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام لاکھنؤ (فیصل آباد) میں حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہ سے طویل خط و کتابت کی انکے خطوط میں غضب کی جاذبیت و کشش اور ایک خاص روحانیت کا فرما تھی انکے قلمی و تحریری ارشادات دل کی گہرائیوں میں اترتے چلے گئے اور آپ تحصیل علم کے لیے مرکزی دارالعلوم جامعہ رضویہ مظہر اسلام حاضر ہو گئے اور متعدد مدرسین جامعہ رضویہ سے ابتدائی و متوسط کتب پڑھیں اس دوران بھی وقت ملنے پر حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کے دورہ حدیث میں شامل رہتے اور دل کی گہرائیوں میں اترنے والے آپکے ارشادات و فرمودات اور احادیث مبارکہ پر آپکا محققانہ و محدثانہ تبصرہ و توضیح بغور سنتے علوم دیدیہ کے حصول کے بعد محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ سے حدیث شریف کی کتب پڑھیں اور اسناد حاصل کیں یہ محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کا کمال تھا یا کرامت کہ چھ گھنٹے سات سات گھنٹے بیٹھ کر جم کر پڑھاتے کسی صورت میں دورہ حدیث کے اسباق کا نافع نہ کرتے جب بہت ہی زیادہ دینی ضرورت کے پیش نظر باہر تبلیغی دورے پر جانا پڑتا تو پھر واپسی پر رات کو دورہ حدیث شریف کے اسباق پڑھاتے اور اکثر رات کو ایک ایک بجے تک پڑھاتے رہتے وہ حدیث شریف کی کوئی ایک کتاب یا ایک کتاب کے بعض اسباق پڑھانے والے محدث یا شیخ الحدیث نہیں تھے بلکہ تمام و کمال بالاستیعاب دورہ حدیث شریف کی جملہ کتب حرفاً حرفاً پڑھاتے عبارات کی تصحیح فرماتے اور علوم معارف کے دریا بہاتے اور طلباء کے سوالات اور مخالفین کے اعتراضات کے محققانہ جوابات ارشاد فرماتے کوئی پہلو تشنہ نہ چھوڑتے دن رات طلباء کے کمروں میں جا کر خود نگرانی فرماتے خلوص و ایثار کیساتھ بے لوث خدمت و تبلیغ سہیت اور اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی تاکید فرماتے محدث اعظم پاکستان علیہ

الرحمہ کے ایسے روح پرور شب و روز کے مشاہدات نے حضرت ممدوح کے افکار پر گہرے مسلکی روحانی اثرات مرتب کیے اور آج اصاغر کا ذکر نہیں بلکہ اکابرین کرام بھی حضرت ممدوح کو علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، پاسبان مسلک رضا، محافظ و جانثار مسلک اعلیٰ حضرت ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت قاطع بد مذہبیت، مجاہد اہلسنت، ضیغم اہلسنت صاحب تصانیف کثیرہ رئیس التحریر کے القابات سے یاد کرتے ہیں یہ سب امام اہلسنت حضور محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی قادر نظر فیض اثر کا کرشمہ و کرامت ہے۔

یا الہی نامیوں کے نام سے منسوب رکھ دایما بجتا رہے ڈنکار رضا کے واسطے

خطابت و امامت

زمانہ طالب علمی میں جودی رضوی مسجد فیصل آباد اور اس کے بعد جامع مسجد فریدیہ بلدیہ میلسی ملتان ڈویژن، میں علم و فضل کے دریا بہا رہے ہیں اور خوب جم کر مذاہب باطلہ کی سرکوبی فرما رہے اور ترویج و اشاعت مسلک اعلیٰ حضرت امام اہلسنت ﷺ میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

تصانیف جلیلہ

یوں تو حضرت ممدوح میں اللہ پاک کے فضل و کرم سے اور اس کے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ﷺ کی نظر عنایت سے بہت سے اوصاف جمیلہ پائے جاتے ہیں لیکن حضرت محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمہ کی نظر فیض اثر سے انکی تعلیم و تربیت کی وجہ سے آپ پر تصنیف و تالیف و مناظرہ و ابطال مذاہب باطلہ کے علاوہ بالخصوص اعلیٰ حضرت عظیم البرکت ﷺ کی شخصیت مطہرہ پر خطابت کا رنگ اغلب نظر آتا ہے یہ انہیں سرکاروں سے غایت درجہ محبت کا نتیجہ ہے آپ نے سلسلہ تصنیف و تالیف اپنے شیخ طریقت حضرت محدث اعظم پاکستان ﷺ کی حیات مبارکہ سے ہی شروع فرمادی تھی اور یہ آپ کی کم عمری کا زمانہ تھا۔ مضامین میں اسکی ابتدا ماہنامہ ماہ طیبہ سیالکوٹ سے ہوئی اور کتب میں آپ کی سب سے پہلی تصنیف لطیف "نور مجسم یا بشر مسلک" ہے۔ جو ایوان دیوبندیت پر

رضوی میزائل ثابت ہوئی جس نے بڑے بڑے نجدی دیوبندی کلغیاں رکھنے والے نام نہاد علماء کو حِجَارَةٌ مِنْ سَجِیل اور كَعَصِفٌ مَّا کُوِّل کا مزہ چکھا دیا۔ بد مذہبیت بالخصوص نجدیت و دیوبندیت کے طول، عرض، عمق سے حضرت ممدوح بخوبی واقف ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے تحریر کردہ کتب و رسائل بد مذہبیت پر اور مسلک اعلیٰ حضرت کے تحفظ و دفاع میں ناقابل تردید و ناقابل فراموش دستاویز و ریکارڈ کی صورت میں بفضلہ تعالیٰ تا قیام قیامت لاجواب رہیں گے۔ مذہب مہذب مذہب حق اہلسنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کی تائید و حمایت میں اور ابطال باطل میں ہزاروں اہم مضامین لکھے جو ناقابل فراموش یادگار تاریخی سرمایہ ہے مخالفین اہلسنت کے چوٹی کے مشہور و ممتاز مناظرین و اہل قلم کی عنق پر آپ کا تحفظ شان رسالت میں بے دریغ چلنے والا قلم شمشیر برہنہ نظر آتا ہے آپ کی تصانیف کی کل مجموعی تعداد آٹھ سو پچاس سے متجاوز ہے جو کتابیں زیور طباعت سے آراستہ ہیں انکی مجموعی تعداد ایک سو کے لگ بھگ ہے۔ جن میں مشہور اور تکرار سے چھپنے والی کتب مندرجہ ذیل ہیں۔

- ۱۔ نور مجسم یا مبشر ملک
- ۲۔ آئینہ حق و باطل
- ۳۔ تنبیہ الجہال
- ۴۔ اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ
- ۵۔ انوار حق بجواب اظہار حق
- ۶۔ سیف الجبار علی متن الافتخار
- ۷۔ برق آسمانی برفتنہ شیطانی
- ۸۔ برہان صداقت برد نجدی بطالت
- ۹۔ قہر خداوندی بردھاکہ دیوبندی
- ۱۰۔ جرم و سزا

- ۱۱۔ تذکرہ محدث اعظم پاکستان
- ۱۲۔ دیوبندی شاطر اپنے منہ کا فر
- ۱۳۔ اظہار حقیقت
- ۱۴۔ ضرب کبیر
- ۱۵۔ قرآن اور دیوبندی مولویوں کا ایمان
- ۱۶۔ آئینہ صداقت اہلسنت
- ۱۷۔ اثبات مزایات
- ۱۸۔ تحقیقی تعارف (الجوابات الرضویہ فی السوالات نجدیہ)
- ۱۹۔ مجدد اعظم اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت
- ۲۰۔ وصایا شریف پر اعتراضات کے جوابات
- ۲۱۔ جواب خواب التحریر فی التعمیر
- ۲۲۔ اہلسنت کی یلغار بجواب اہل حدیث کی پکار
- ۲۳۔ عجائب انکشاف
- ۲۴۔ محاسبہ دیوبندیت جلد اول
- ۲۵۔ محاسبہ دیوبندیت بجواب مطالعہ بریلویت جلد دوم
- ۲۶۔ آئینہ شفاف محدث اعظم پاکستان
- ۲۷۔ امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان کا عالمگیر علمی روحانی فیضان
- ۲۸۔ مناظرہ بریلی نصرت خداداد معہ تقدیم رضوی
- ۲۹۔ کونڈوں کی فضیلت معہ فتاویٰ اکابر اہلسنت
- ۳۰۔ محاکمہ کا محاسبہ رد طاہر القادری
- ۳۱۔ بیس تراویح چیلنج پر چیلنج

۳۲۔ لاؤڈ اسپیکر پر نماز مع تحقیقات اکابر اہلسنت

۳۳۔ تقدیم رضوی بر قول فیصل

۳۴۔ آئینہ نجد و دیوبند

۳۵۔ ایک غلط فہمی کا ازالہ

۳۶۔ تین اعتقادی رشتے بجواب تین خونی رشتے

۳۷۔ مناقب مجدد اعظم

۳۸۔ گستاخوں سے اتحاد و اشتراک

۳۹۔ دیوبندی مولویوں کے عقائد باطلہ کی نگلی تصویر

۴۰۔ الفتنہ الکبریٰ تقدیم لاجواب

علاوہ ازیں ماہنامہ ماہ طیبہ کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ ہفت روزہ پندرہ روزہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، ماہنامہ رضوان حزب الاحناف لاہور، ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف، ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف، ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف، ماہنامہ دامن مصطفیٰ بریلی شریف، ماہنامہ فیض الرسول براؤن شریف انڈیا، ماہنامہ اشرفیہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ یوپی، ماہنامہ جام نور کلکتہ، ماہنامہ سنی آواز ناگپور مہاراشٹر، ماہنامہ نور و ظہور قصور، ماہنامہ السعید ملتان، ماہنامہ القدر ساہیوال، ماہنامہ فیض عالم بہاولپور، روزنامہ سعادت فیصل آباد، روزنامہ انجام کراچی روزنامہ جنگ لاہور کراچی، روزنامہ مشرق لاہور، روزنامہ لاہور ملتان، ہفت روزہ الہام بہاولپور، روزنامہ آفتاب ملتان، روزنامہ سنگ میل ملتان، ماہنامہ النظامیہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، ہفت روزہ ضرب اسلام کراچی، ماہنامہ القول السدید لاہور، رفیق علم دارالعلوم امجدیہ کراچی، علاوہ ازیں بے شمار دینی، مسلکی رسائل اور جرائد میں بکثرت مضامین لکھے اور علمائے اہلسنت کی دینی مذہبی سیاسی خدمات کو متعارف کرایا جو بلاشبہ یادگار علمی تحقیقی تاریخی سرمایہ ہیں آج کل محاسبہ دیوبندیت جلد سوم اور سیرت صدر الشریعہ زیر قلم ہیں، اگر ان ہزاروں صفحات پر

پہلے ہوئے مضامین کو باب بندی کے بعد یکجا کر کے کتابی شکل دی جائے تو بلاشبہ کئی ضخیم جلدوں پر محیط ہونگے۔

دینی مذہبی مسلکی جرائد کی ادارت

مولانا مختار احمد نعیمی کیساتھ ملکر حضرت ممدوح نے ماہنامہ آستانہ فیض عالم، لاہور داتا دربار و گجرات جاری کیا، پھر محدث اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کے خلف اکبر حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فضل رسول حیدر رضوی کے حکم پر جامعہ رضویہ منظور اسلام فیصل آباد کے ہفتہ وار ترجمان محبوب حق میرا نائب مدہر کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں، پھر مسلک اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی ترویج و اشاعت کے لئے ملیسی سے سہ ماہی مجلہ "نور بصیرت" کا اجراء فرمایا

مختلف النوع دینی خدمات

ملیسی شہر میں سنیت و رضویت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے حضرت ممدوح نے سب سے پہلے انجمن خدام الاولیاء قائم فرمائی جس نے ضلع ملتان میں علماء اہلسنت کی تصانیف کو عام کرنے کے لئے انتھک کوشش کیں اور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام اہلسنت کے مسلک کی تبلیغ و اشاعت میں ایک اہم مقام حاصل کیا متعدد جلسے کرائے جن میں بارہا مولانا غلام محمد بشیر احمد رضوی ساہیوال اور مولانا محمد شفیع اوکاڑوی مرحوم کو مدعو کیا ماہانہ گیارہویں شریف کا اہتمام کیا بعد ازاں حاجی محمد سلیمان اور مولانا ابو القحار عبد الجبار صاحب کے تعاون سے تحصیل بازار ملیسی میں ایک کرائے کے چوبارہ میں جامعہ رضویہ سراج العلوم قائم فرمایا لیکن کچھ عرصہ کے بعد امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی علیہ الرحمہ نے حضرت ممدوح کو ایک خط تحریر فرمایا کہ جامعہ رضویہ سراج العلوم کے نام سے ہمارا مدرسہ گوجرانوالہ میں ہے آپ اپنے مدرسہ کا نام تبدیل فرما کر مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھیں چنانچہ حضرت ممدوح نے مدرسے کا نام تبدیل فرما کر مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھ دیا اور ساتھ ہی انجمن خدام الاولیاء کا نام تبدیل فرما کر لائل پور کی انجمن فدایان رسول پر انجمن فدایان

رسول رکھ دیا، پھر احباب اہلسنت حاجی سلیمان صاحب وغیرہ نے آپ کو مدرس لانے کے لئے فیصل آباد بھیجنا چاہا لیکن قریب ہونے کی وجہ سے آپ علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کی خدمت میں ملتان گئے اور مدرسہ انوار العلوم کے فاضل مولانا سید کاظم القادری کو اپنے ہمراہ لائے علاوہ ازیں محدث پاکستان کی یادگار میں مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج و اشاعت کے لیے میلسی میں مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا قائم فرمایا جس نے کافی عرصہ دینی مسلکی تبلیغی خدمات سرانجام دیں، انجمن خدام رضا اہلسنت، بزم انوار رضا اہلسنت جیسے اہم اداروں کی کارکردگی میں آپ کی سرپرستی قابل تحسین ہے۔ شہر میلسی میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام اہلسنت کا عرس یوم رضا سب سے پہلے آپ ہی نے شروع فرمایا، آجکل وسیع اراضی پر سنی رضوی جامع مسجد اور مدرسہ کی تعمیر و ترقی میں مصروف ہیں۔

مناظرے و مباحثے

حضرت ممدوح نے دینی مسلکی جذبے اور دلولے کے تحت متعدد مناظروں اور کامیاب مباحثوں میں شرکت فرمائی فتح پور میلسی میں مولوی عبدالشکور دین پوری دیوبندی اور مسجد مائی والی میلسی میں مولوی سلطان محمود مظفر گڑھی سے کامیاب مباحثے فرمائے موضع پیر شاہ میلسی کرم پور میں مولانا غلام مہر علی گولڑوی چشتیاں شریف اور صدر تنظیم اہلسنت مولوی دوست محمد قریشی کے درمیان نوک جھونک ہوئی اور مولوی دوست محمد قریشی نے مناظرہ کا چیلنج دیا تو میلسی سے حضرت ممدوح نے مولوی دوست محمد کو جوابی چیلنج دیا اور دس اہم سوالات پر مشتمل ایک اشتہار شائع کیا جس سے مولوی دوست محمد لا جواب ہو گیا۔ آپ نے شورش کاشمیری ضیاء القاسمی فیصل آبادی اور غلام راو پلنڈی دیوبندی مولویوں کے چھوٹے موٹے کتابچوں اور پمفلٹوں کے جوابات کی صورت میں چیلنج کیا لیکن وہ قبول کرنے سے عاجز رہے پاکستان کے دیوبندی مناظرین میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کے ذمہ آپ کا تحریری تصنیفی مناظرانہ اور مختلف النوع سوالات کا قرض نہ ہو رسائل و جرائد کے فائل گواہ ہیں کہ مخالفین اہلسنت میں سے جس کسی نے بھی مذہب

اہلسنت و مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف زہر اگلا تو آپ نے حاسدین او معاندین کو مدلل و مسکت دندان شکن جواب دیا علاوہ ازیں بہت سے تحریری مناظروں میں شرکت فرمائی اور مخالفین اہلسنت کے مناظرین کو شکست فاش دی۔ اہلسنت و جماعت کے لیے آپ کی تحریری تصنیفی خدمات قابل فخر و باعث صد شکر ہیں۔

فتاویٰ اکابر اہلسنت ایک تاریخی ریکارڈ

حضرت ممدوح مدظلہ العالی کے پاس اکابر اہلسنت مشائخ طریقت کی نایاب کتب اور برصغیر پاک و ہند کے اکثر مناظروں کی روئداد کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے اور مختلف ادوار میں علماء اہلسنت میں جن بعض مسائل پر علمی تحقیقی اختلاف ہوتا رہا ان سب کا فیصلہ کن جواب آپ نے حضور سیدی مرشدی مفتی اعظم علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی، مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی میاں، محدث اعظم ہند علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی، حضرت علامہ ملک العلماء علامہ محمد ظفر الدین بہاری، محدث پاکستان ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی، امام العلماء حضرت علامہ قاری سید محمد خلیل الکاظمی محدث امرہوی، مفتی پاکستان علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری رضوی، علامہ مفتی مظہر اللہ دہلوی، حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی، مولانا عبدالحامد بدایونی، شیخ القرآن علامہ عبد الغفور ہزاروی، فقیہ کبیر علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، مفتی محمد عمر نعیمی، مفتی محمد رفاقت حسین کانپوری، علامہ عبد المصطفیٰ الازہری، علامہ مفتی تقدس علی خان صاحب قدست اسراہم سے حاصل کیے اور مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف نئے نئے ماڈرن محققین کی راہیں مسدود فرمائیں اکابر اہلسنت کے یہ فیصلہ کن نورانی فتاویٰ اہم علمی ذخیرہ ہیں اکابر اہلسنت آپ پر بہت کرم و شفقت فرماتے تھے۔ آپ فتاویٰ کے اس علمی ذخیرہ کو فتاویٰ اکابر اہلسنت کے نام سے شائع فرمانا چاہتے ہیں آپ نے تذکرہ محدث اعظم پاکستان کے لیے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل مواد جمع کیا ہے جو اس موضوع پر لا جواب و بے مثال مجموعہ ہے۔

شرف بیعت، اجازت و خلافت

حضرت ممدوح مدظلہ العالی کو شرف بیعت محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد قادری رضوی چشتی سے حاصل ہے اور پھر آپ کی خدمات دیدہ اور مذہبی جذبہ کو دیکھ کی محدث اعظم پاکستان نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ چشتیہ صابریہ میں اجازت و خلافت سے مشرف فرمایا اور ۲۴ ذی قعدہ ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء بروز دو شنبہ کو مولانا معین الدین صاحب شانی سے اجازت و خلافت نامہ لکھوا کر اپنی مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا، شہزادہ اعلیٰ حضرت مخدوم اہلسنت مفتی اعظم مولانا الشاہ مصطفیٰ رضا خان صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف آپ پر بہت ہی کرم فرماتے تھے حضرت مفتی اعظم ہند نے بھی مولانا موصوف کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی اور ۲۰ رمضان المبارک ۱۳۸۴ھ کو مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی رضوی سے نہایت خوشخط اجازت نامہ لکھوا کر اپنی مبارک مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا اسی طرح خلیفہ اعلیٰ حضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین بہاری اور نبیرہ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی رحمۃ اللہ علیہما نے بھی اپنی اپنی اجازتوں سے سرفراز فرمائیں بارگاہ اعلیٰ حضرت کے نعت گو شاعر حضرت سید محترم مخدوم اہلسنت سید ایوب علی رضوی بریلوی علیہ الرحمہ نے آپ کے شجرہ کے لیے یہ شعر تحریر فرما کر شامل شجرہ فرمایا

بارش انوار رضا ہو رضویوں پر تا ابد مرشدی سردار احمد رضا کے واسطے

جذبہ تبلیغ دیں دے حسن رضوی کے طفیل دائما بجتا رہے ڈنکا رضا کے واسطے

نرینہ اولاد و اخلاف

راقم الحروف سردار احمد رضا مصطفوی رضوی، مولانا انوار احمد رضا مصطفوی رضوی دلدار احمد رضا برہانی رضوی، اقرار احمد رضا قادری، حامد رضا قادری، مصطفیٰ رضا قادری، دیدار احمد رضا قادری قارئین کرام ہم سب کے لیے خدمت دین و خدمت مسلک اعلیٰ حضرت ھ کی دعا فرمائیں۔

(ماخوذ کتاب مفتی اعظم اور ان کے خلفاء جلد اول ۲۴ مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ۳)

(مقالہ محمد غلام مصطفیٰ عجمی نامہ نگار امروز ملتان مشرق لاہور کتاب برہان صداقت پہلا ایڈیشن ۱۳)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امیر شریعت، حکیم الامت، علامہ الحاج ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی صاحب مدظلہ العالی

امیر جماعتِ رضائے مصطفیٰ پاکستان

خطیب مرکزی جامع مسجد زینۃ المساجد گوجرانوالہ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

عصر حاضر میں مخالفین اہل سنت، مذہب حق مذہب اہل سنت، مسلک حق، مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف اپنی مختلف کتب و رسائل میں جارحانہ الزام تراشیاں کر رہے ہیں اور شرمناک مغالطوں سے بھرپور کتب و رسائل شائع کر رہے ہیں..... بفضلہ تعالیٰ ضیغم اہل سنت، قاطع بد مذہبیت، سر شکن دیوبندیت، حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی صاحب نے اپنی کثیر تصانیف میں مخالفین کی خیانتوں کا مدلل و محقق علمی تحقیقی تعاقب فرمایا ہے..... زیر نظر کتاب ”برق آسمانی برفتنہ شیطانی“ جو جواب ہے نام نہاد ”سیف رحمانی“ کا جسے مخالفین کے نام نہاد مناظر یوسف رحمانی کے نام سے شائع کیا گیا تھا، درحقیقت دیوبندی مولوی غلام خان راولپنڈی اور دیوبندی مولوی محمد شریف شیخ الحدیث خیر المدارس ملتان کی کاوشوں کا نتیجہ تھی..... مولانا موصوف نے نام نہاد ”سیف رحمانی“ کا حرفاً و دلائل و شواہد سے بھرپور جواب دے کر ان کا ناطقہ بند کر دیا..... درحقیقت یہ حضور اعلیٰ حضرت، مجدد دین و ملت، اور سیدی آقائے نعمت، محدث اعظم پاکستان قدس سرہما کی کامل نظر کا فیض ہے..... مولیٰ تعالیٰ جل شانہ اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ میں ضیغم اہل سنت، مصنف ”برق آسمانی برفتنہ شیطانی“ کو اجر عظیم، جزاء جمیل سے سرفراز فرمائے، آمین

برادران اہل سنت، وقت کی نزاکت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے، سنی لٹریچر کی تبلیغ و اشاعت میں زیادہ سے زیادہ معاونت فرما کر اپنے عقیدہ و مسلک کے تحفظ و دفاع میں اپنی دینی ذمہ داریوں کو کما حقہ پورا کریں، آمین

(فقیر ابوداؤد محمد صادق قادری رضوی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ جلیل

علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی مدظلہ العالی
☆ ناظم اعلیٰ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ☆ صدر تنظیم المدارس اہل سنت پاکستان

عصر حاضر میں سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت اور مسلکِ مجددِ اعظم، سرکارِ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف مخالفین اپنی مختلف کتب میں حقائق و شواہد کا چہرہ مسخ کر کے جارحانہ الزام تراشیاں کر رہے ہیں..... ہر دن ایک نئی تحریر نئی کتاب منظر عام پر آتی ہے جو امتِ مسلمہ، عوام اہل سنت میں شدید اختلاف کا باعث بنتی ہے..... الحمد للہ! ہم اہل سنت و جماعت (بریلوی) کی ہر دور میں یہ کوشش اور کاوش رہی ہے کہ امتِ مسلمہ کو انتشار کی بجائے ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے اور انہیں صحیح معنوں میں تاریخی مستند و معتبر حقائق و شواہد کی روشنی میں اصل حقیقت حال سے آگاہ کیا جائے..... ماشاء اللہ اس سلسلہ میں کشف الحقائق، قاطع بد مذہبیت، مولانا محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی دامت برکاتہم العالیہ نے زیر نظر تصنیف لطیف ”برق آسمانی“ میں احقائق حق اور ابطال باطل کا مظاہرہ فرمایا ہے اور مخالفین اہل سنت کا علمی تحقیقی تعاقب فرمایا..... ان ناقابل تردید دستاویز کا ہر سنی مسلمان کے پاس ہونا ضروری ہے تاکہ اپنے عقیدہ و مسلک کا بروقت تحفظ و دفاع کیا جاسکے، اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے اس کاوش کو قبول فرمائے آمین۔

محمد عبدالقیوم ہزاروی

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۱۸ محرم الحرام ۱۴۲۳ ہجری قمری / ۲۲ مارچ ۲۰۰۳ء

تقدیم احوال واقعی

از خطیب مشرق، فاضل جلیل، علامہ مشتاق احمد نظامی مدظلہ العالی
ایڈیٹر ماہنامہ ”پاسبان“ الہ آباد و مہتمم دارالعلوم غریب نواز، الہ آباد، انڈیا

عزیزم (مولانا صاحبزادہ) فصیح الدین نظامی سلمہ (مہتمم و منصرم مکتبہ) نظامی
کتابستان میرے استاد زادے ہیں، اُن کی خواہشوں اور آرزوؤں کا لحاظ اس رشتے کی بنیاد پر
میرے حق میں ایک طبعی تقاضا ہے جس کی تکمیل میں میں خود بھی مسرت محسوس کرتا ہوں، ویسے بھی
کتابوں کی طباعت و اشاعت کا اُنہیں لطیف و پاکیزہ ذوق ہے جسے دیکھ کر مسرت محسوس ہوتی
ہے..... حسن کتابت، نفیس طباعت، دیدہ زیب سرورق اور اس طرح کے دیگر لوازمات جس
سے کتاب اپنی ظاہری زیب و زینت میں پورے مارکیٹ پر بھاری بھر کم ہو جائے، اس کے
اہتمام میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے..... اور کیوں نہ ہو، وہ کسی اجنبی ماحول سے نہیں لائے گئے
بلکہ کتابوں اور علم کے شہر میں آنکھ کھولی اور جامع معقول و منقول، استاذ الاساتذہ، بحر العلوم، شمس
العلماء، حضرت مولانا محمد نظام الدین صاحب قبلہ (تلمیذ ارشد سیدی سندی حضرت قبلہ محدث
اعظم پاکستان و سیدی صدر الشریعہ و حضور مجاہد ملت الہ آبادی قدست اسراہم) کی نگاہ تربیت
نے انہیں نوازا، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کتابوں کے ظاہری، باطنی محاسن اُن کی نگاہوں کی گرفت سے
آزاد نہیں رہتے..... یہی وجہ ہے کہ اُن کا نظامی کتابستان دیکھتے ہی دیکھتے نہیں بلکہ پلک
جھپکتے شہر کی پوری مارکیٹ پر بادل بن کر چھا گیا..... میں اپنی زیر ترتیب کتاب ”تازیانہ“
جائزہ..... کی تکمیل میں مصروف ہوں، اسی اثنا میں عزیزم مولانا فصیح الدین سلمہ آئے اور ”برق
آسمانی بر فتنہ شیطانی“ (مصنفہ ضیغیم اہل سنت، علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، زینت علم و قلم،

مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی (پر بطور پیش لفظ یا مقدمہ وغیرہ کچھ لکھنے کی خواہش ظاہر کی
میں نے وعدہ کے ساتھ کتاب لے لی.....

جستہ جستہ دیکھا..... کتاب ”برق آسمانی“ پسند آئی..... زیر مطالعہ کتاب
”برق آسمانی“ میں دیوبندی جارحیت کے مقابل مدافعت کا حق ادا کیا گیا ہے..... مصنف
نے اس کی کوشش کی ہے کہ جذبات کی ہماہمی میں بھی سنجیدگی اور متانت کا دامن ہاتھ سے نہ
چھوٹے اور قلم کی آوارگی جو علماء دیوبند کے حق میں ریزرڈ ہو چکی ہے اُس کی پرچھائیں تک نہ
پڑنے پائے..... ”برق آسمانی برفتنہ شیطانی“ ہر چند کہ کتاب کا نام فوق البھڑک ہے اور
ذہن یہی ہوتا ہے کہ نئی نئی اصطلاحات سے زبان کی سادگی کو چٹخا رہ بنا دیا ہو گا مگر واقع ایسا نہیں
ہے..... علماء دیوبند اپنی ہزلیات میں مثال نہیں رکھتے..... دروغ بیانی، الزام تراشی،
بہتان بندی، عبارات میں کتر بیونت، اور نوع بنوع علمی خیانتیں، اُن کی فطرت ثانیہ نہیں بلکہ عین
فطرت ہیں..... ایک ایسے خائن اور شاطر حریف کے مقابل، قلم کی آزادی و آوارگی پر پہرہ
بٹھانا بجائے خود فاضل مصنف، ضیغم اہل سنت، مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی بریلوی مدظلہ کا
ایک ایسا کمال ہے جس کی جس قدر بھی تحسین کی جائے، وہ کم ہے۔

”برق آسمانی برفتنہ شیطانی“ ایک معلوماتی کتاب ہے جس کا صفحہ صفحہ مستند حوالہ جات
کی گرفت اور بندشوں میں جکڑا ہوا ہے..... فاضل مصنف نے حوالہ جات کی صورت میں
بڑی احتیاط سے کام لیا ہے اور مختصر سے صفحات میں اتنا مفید و کارآمد مواد و میٹریل دے دیا ہے کہ
دوسرا کوئی قلمکار اس کی روشنی میں ہزاروں صفحات لکھ سکتا ہے..... بریلی اور دیوبند کے
اختلافات سے متعلق جو ارباب ذوق اپنی معلومات میں توسیع و اضافہ کے خواہش مند ہوں اور
ایسے دانشور جو علماء دیوبند کے الزامات کا کھوکھلا پن اور صحت مند جوابات کے متلاشی ہوں، اُن
کے لیے ”برق آسمانی برفتنہ شیطانی“ کا مطالعہ تریاق اور آبِ حیات سے کم نہیں..... حوالہ
جات کے تتبع و تلاش کے پیش نظر ”برق آسمانی برفتنہ شیطانی“ سے مباحثہ اور مناظرہ میں بھی کام لیا

جاسکتا ہے، اس لیے زیر نظر کتاب عوام و خواص دونوں کے لیے یکساں یکساں طور پر مفید ہے۔
 فاضل مصنف ضیغم اہل سنت، زینت علم و قلم، مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی مدظلہ
 اس لیے قابل تحسین ہیں کہ انہوں نے علماء اہل سنت کی طرف سے مدافعت کا حق ادا کر دیا ہے جو
 اُن کے لیے زادِ آخرت کا حصہ وافر ہے..... خداوند قدیر جل شانہ شرف قبولیت سے نوازے
 اور اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے..... آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

مشتاق احمد نظامی

ایڈیٹر ماہنامہ ”پاسبان“ الہ آباد و مہتمم دارالعلوم غریب نواز، الہ آباد، انڈیا
 ۱۰ اشوال المکرم ۱۴۰۱ ہجری قدسی

اکابر دہلی
مکرمی انشا
 مرتبہ:
 حضرت علامہ مولانا
 محمد حسن علی رضوی قادری مدظلہ العالی
 سید شاہ قراہی الحق قادری
 رضوی مصطفوی دام ظلہ
 ناشر
جمعیت اشاعت اہل سنت
 نور مسجد کاغذی بازار کراچی

دیوبندیت پر ایک تاریخی ناقابل تردید دستاویز
محاسبہ دیوبندیت
 جلد ۱-۲
 جلد سوم
 مطالعہ بریلویت
 حضرت مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ
 ادارہ غوثیہ رضویہ ©
 کرم پک، مصری شاہ
 لاہور، پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

پُرانی کتب کی تجدید اشاعت

(عصری تقاضا ---- مسلکی ضرورت)

بفیضانِ نظر مرشدی و مولائی، پیر طریقت، رہبر شریعت
حضرت ابو محمد محمد عبدالرشید قادری رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۱۳۳۸ھ / ۱۹۲۷ء ----- ۱۳۲۳ھ / ۵ ستمبر ۲۰۰۲ء)

”برق آسمانی برفقہ شیطانی“ پہلے ۱۳۹۶ھ میں منظر عام پر آئی۔۔۔۔۔ مکتبہ فریدیہ، ساہیوال لائق صد تحسین ہے کہ جس نے اس کی اشاعت اولین کی تھی۔۔۔۔۔ اور اب یہ اٹھائیس سال بعد، ۲۵ صفر المظفر ۱۳۲۳ھ / ۲۸ اپریل ۲۰۰۳ء کے دن، امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین و ملت، الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ العزیز (المتوفی ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ / ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء) کے چوراسی ویں عرس مبارک پر منظر عام پر آرہی ہے۔۔۔۔۔ اس ضمن میں ناشر برادر مکرم، محمد سلیم جلالی قادری رضوی صاحب کی کاوشیں لائق صد تحسین ہیں جنہوں نے اس سے قبل فاضل شہیر علامہ عبدالحکیم خاں اختر نقشبندی مجددی مظہری شاہجہانپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گرانقدر تصنیف: ”کلمہ حق“ پندرہ سال کے طویل عرصہ کے بعد ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۲۲ھ / ۱۳ دسمبر ۲۰۰۱ء کو شائع فرمائی۔۔۔۔۔

”برق آسمانی“ نام نہاد ”سیف رحمانی“ کا ردِ بلیغ ہے۔ اہل علم سنی حجاب بخوبی جانتے ہیں کہ دروغ

بانی، الزام تراشی، بہتان طرازی، عبارات میں کتر بیونت اور رنگ برنگی خیانتیں کرنا علماء دیوبند کا معمول ہے اور کئی بار تو یہ لوگ فرضی کتب کے خود ساختہ اقتباسات اور من گھڑت صفحات نمبر تراش کے بھی اپنا من پسند شوق پورا کر لیتے ہیں..... ایسے ہی دیوبندی نجدی علماء کے لیے خوب کہا گیا ہے۔۔۔ (تغیر بقدریسیر)۔

خود بدلتے نہیں ”حوالے“ بدل دیتے ہیں ہوئے کس درجہ فقیہان ”نجد“ بے توفیق

اور ان کے مشہور کانگریسی مولوی، شیخ الاسلام ٹانڈوی صاحب (م ۱۳۷۷ھ / ۱۹۵۷ء) کے متعلق شاعر مشرق (۱۸۷۷ء۔۔۔ ۱۹۳۸ء) نے بے ساختہ کہا تھا اور خوب کہا تھا۔

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

مختصر یہ کہ ملآن دیوبند اپنے نام نہاد علماء کی دریدہ دہیوں پہ پردہ ڈالنے اور ”تخذیر الناس“ (۱۲۹۰ھ / ۱۸۷۲ء) ”براہین قاطعہ“ (۱۳۰۲ھ / ۱۸۸۷ء) مہری دستخطی فتویٰ گنگوہی (ربیع الآخر ۱۳۰۸ھ / ۱۸۹۰ء طبع میرٹھ) اور ”حفظ الایمان“ (۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) میں لے اللہ تبارک تعالیٰ عزوجل و محمد رسول اللہ علیہ التحیۃ والثناء کی شان کے خلاف مذکور ریختگی، چینی، چلاتی گستاخیوں کو چھپانے کے لیے علمائے اہل سنت و جماعت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم پر کیچڑا چھالتے ہیں گویا چاند پر تھوکنے کی گھناؤنی کوششیں کرتے ہیں..... مقصود و مطلوب یہی ہوتا ہے کہ محافظینِ عظمتِ الہیہ و پاسبانِ ناموسِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء (یعنی علمائے حق رحمہم اللہ تعالیٰ) کی عزت و عظمت و وقار و صولت کو عامۃ المسلمین کی نظروں میں گھٹایا، مٹایا جاسکے تاکہ ان کے چہیتے طواغیت کی گستاخیاں، دریدہ دہنیاں چھپ جائیں..... اسی ناپاک سلسلہ کی ایک غلیظ کڑی ”سیف شیطانی“ تھی جس کی بروقت، بھرپور گرفت، ضیغم اہل سنت، سرشکن دیوبندیت، علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے فرمائی۔

(۱) ان چاروں تحریروں کے تحریری پس منظر کو ”کلمہ حق“ (پتھر: بزمِ رضویہ، لاہور) میں احسن طریقہ سے اجاگر کیا گیا ہے

محترم قارئین! دیوبندی وہابی مصنفین و مولفین و ناشرین کی عادت ہے کہ وہ اپنے گھسے پٹے رسالے اور کتا بچے دھڑا دھڑ پھیلاتے ہیں یا پھر ان کے بعض ”محققین“ یہی تردید شدہ دیوبندی کتا بچے اور رسائل سامنے رکھ کر اپنا ایک نیا کتا بچہ تیار کر لیتے ہیں.....

ان حالات میں جبکہ یہ باطل تحریکیں ابھی تک ”مٹی میں مل کر مٹی“ نہیں ہوئیں..... مسعود عالم ندوی کے مطابق کہ ایک دور یہ بھی آیا کہ وہابیہ ہر چلتی پھرتی تحریک کا ضمیمہ بن کر رہ گئے..... اور مولانا حسنین رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۳۱۰ھ - ۱۳۸۰ھ) نے لایزالون یخرجون حتی یخرج آخرهم مع المسيح الدجال (۱) سے استدلال کر کے یہ نکتہ واضح کیا کہ: آخری تحریک دجال کی ہوگی چنانچہ اس وقت یہ دجالی تحریک کا ضمیمہ ہوں گے..... (معنا) (۲) چنانچہ آخری دم تک ان باطل تحریک کی مذمت و مخالفت میں جمالی و جلالی تصانیف کی کثیر پیمانہ پر اشاعت کی اشد ضرورت ہے..... ان بہت سی اہم تصانیف اکابرین اہل سنت میں ترجمان سنت، قاطع بد مذہبیت علامہ محمد حسن علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ کی کتب ”قہر خداوندی“ ”مکفیری افسانے“ ”برہان صداقت“ ”آئینہ صداقت اہل سنت“ ”تحقیقی تعاقب“ ”انوار حق“ ”محاسبہ دیوبندیت“ (جلد اول و دوم) اور کتاب ہذا ”برق آسمانی“ وغیرہم نمایاں مقام رکھتی ہیں۔

قارئین کرام! ہر پانچ دس سالہ وقفے کے بعد، عوام و خواص کی ضرورت کے پیش نظر، جمالی ہوں کہ جلالی اسلوب پہ مبنی، علمی، تحقیقی نوعیت کی ہوں کہ عام فہم، عوامی طرز کی تصانیف، الغرض ہر قسم کی مستند، معلومات افزاء کتب و رسائل کی تجدید اشاعت ہوتی رہنی چاہیے، اس سے ان کے محفوظ، حقائق تازہ، ریکارڈ درست، تحقیق میں سہولت اور بزرگوں کی علمی خدمات پیش نظر رہنے کے امکانات روشن رہتے ہیں..... اس ضمن میں مختلف دینی مذہبی اداروں، تنظیموں، مکتبوں اور مخیر حضرات کو مل جل کر کوئی جامع، منضبط و موثر پروگرام تیار کر کے خوش اسلوبی سے زیر عمل لانا چاہیے،

(۱) سنن نسائی شریف، مشکوٰۃ شریف باب قتل اہل الردۃ

(۲) ”عالم اسلام کے اسباب زوال“ (مطبوعہ لاہور)

بصورتِ دیگر وہ یہ حقیقت مد نظر رکھیں کہ

فطرتِ افراد سے انماض بھی کر لیتی ہے کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف (۱) یاد رہے کہ رنگ برنگے، فساد مچاتے دیوبندی وہابی کتا بچے اور رسائل شور و غل پیا کرتے اگر نمودار ہوں تو پرانی کتب اکابرین اہل سنت موجود ہونے کی صورت میں ان کا فی الفور قلع قمع کرنے اور کما حقہ ازالہ کرنے میں نہایت آسانی ہو جاتی ہے..... بازوق سنی قارئین اور نئے محققین، ان پرانی کتب اہل سنت کی مدد سے جلد از جلد جدید رد تیار کر سکتے ہیں..... اے کاش! اہل بصیرت اس جانب توجہ فرمائیں۔ اثر کرے نہ کرے سُن تو لے مری فریاد نہیں ہے داد کا طالب یہ بندہ آزاد اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور صمیم قلب سے دعا ہے کہ اپنے حبیب پاک، شاہِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے اس کتاب کو چار دانگ عالم میں مقبولیت بخشے اور اس کے فاضل مصنف، علامہ موصوف مدظلہ العالی کی حیات و خدمات و تصنیفات و تالیفات و علم و عمل میں بے حد حساب برکات و فیوضات شامل فرمائے اور اس کی مثل ہمیں بھی نصیب فرمائے، آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وبارک وسلم الی یوم الدین۔

ایک میرا ہی رحمت میں دعویٰ نہیں شاہِ علیہ السلام کی ساری اُمت پہ لاکھوں سلام بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام

گدائے در اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ
محمد رفیق شیخ حنفی قادری رضوی عفی عنہ

ایم اے معاشیات

۲۰ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ / ۲۳ اپریل ۲۰۰۳ء

داتا کی نگری، لاہور

(۱) ”ضربِ کلیم“ : ڈاکٹر محمد اقبال (نظم بعنوان: ”دین و تعلیم“)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

☆ دُنیاۓ سُنّیت کو عظیم الشان خوشخبری ☆

پاکستان کی شہرہ آفاق شخصیت، رُوحِ رواں سُنّیت و رضویت

صمصام المناظرین، ضیغم اہل سُنّت، قاطع بد مذہبیت،

حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی دامت برکاتہم العالیہ

کی زیر سرپرستی و زیر اہتمام

سرزمینِ میلیسی (ضلع دہاڑی) میں یادگارِ رضا، سُنّی رضوی جامع مسجد اور جامع

انوار القادریہ کا قیام تبلیغِ قرآن و سُنّت اور ترویج و اشاعتِ مسلکِ امام اہل

سُنّت، اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت قدس سرہ العزیز کے عظیم الشان پروگرام کے لیے بعونہ تعالیٰ عمل میں

لایا گیا ہے.....

وسیع اراضی پر احبابِ اہل سُنّت و جماعت عظیم اللہ تعالیٰ و نصرہم کے تعاون سے بحمدہ تعالیٰ

کام جاری ہے۔

اس خالص دینی، مذہبی، مسلکی پروگرام کی تکمیل کے لیے خطیر رقم کی اشد ضرورت ہے۔

احبابِ اہل سُنّت، جانثارانِ مسلکِ اعلیٰ حضرت سے تعاونو اعلی البر والتقویٰ کے قرآنی

ارشاد کے تحت، تعاون کی پُر زور اپیل کی جاتی ہے کہ نقدی یا تعمیراتی سامان مثلاً سیمنٹ، سریا، اینٹ،

روڑی، بجری اور ماربل وغیرہ فراہم کر کے اس کارِ خیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔

پیۃ ترسیل زر

ناظم اعلیٰ و اراکین ☆ سُنّی رضوی جامع مسجد ☆ جامعہ انوار القادریہ

المعلن:

علامہ اقبال روڈ ○ میلیسی ○ پوسٹ کوڈ نمبر ۶۱۲۰۰ ملتان ڈویژن

ضمیمہ اہل سنت، فاتح دیوبندیت

حضرت علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی مدظلہ العالی کا تازہ شہ پارہ

محاسبہ دیوبندیت

جلد اول و دوم : ضخامت ۲۶۰ + ۵۰۰ صفحات
جلد سوم زیر طبع (جلد منظر عام پر آرہی ہے)

جلد اول کے مضامین کا سرسری جائزہ

- ★ دیوبندیت وہابیت پر ایک تاریخی ناقابل تردید دستاویز
- ★ مانچسٹر (انگلینڈ) کی آغوش میں پلنے والے دیوبندی ملا مانچسٹری کی خرافات کا ردِ بلغ
- ★ دیوبندیوں وہابیوں کے نئے "رحمۃ اللعالمین" (متوفی ۱۲۳۱ھ / ۱۸۹۹ء) کی نقاب کشائی
- ★ علماء دیوبند کی برٹش گورنمنٹ کی زیر پرستی و تعاون، نشوونما کی اصلیت
- ★ مسٹر پامر کا جنوری ۱۸۷۵ء کو مدرسہ دیوبند کا معائنہ اور تعریفی سرٹیفکیٹ
- ★ فاتحہ خوانی، ایصالِ ثواب پر دیوبندی وہابی اعتراضات کا تحقیقی محاسبہ
- ★ مزاراتِ صحابہ کرام و اولیاء عظام سے عداوتِ دیوبندیہ وہابیہ کا تنقیدی جائزہ
- ★ دیوبندیوں وہابیوں کی مستند کتب سے ان کا وہابیانہ مسلک بے نقاب
- ★ مانچسٹری ملا کی دروغ گوئیوں، مغالطہ آمیزیوں، تلبسیسوں اور جہالتوں پہ تازیانہ
- ★ قائد اعظم، علامہ اقبال، سرسید احمد خان، شبیر عثمانی، عطاء اللہ بخاری، ابوالاعلیٰ مودودی وغیرہم کے خلاف
- ★ علماء دیوبند کے فتاویٰ کی مثالیں۔۔۔۔۔ اور اس کے علاوہ کافی علمی مواد

سطر سطر اُجالا حرف حرف سویرا رُخ دیوبندیت پہ زنائے دارِ تھپیرا

وہ کتاب جس کا سیٹ ہر سنی لائبریری کی زینت ہونی چاہیے۔

"مطالعہ بریلویت" کا مکمل ردّ زیر ترتیب و تدوین ہے۔